رسم الخط کے لکھا ہوا ہے تو وہ غلط ہوگا اور تلاوت مین لحن واقع ہوگا تو حاصل یہہ ہوا کہ مصحف
مین باعتبار رسم الخط کے ایسے الفاظ واقع ہین جنکی تلاوت مین اگر اسیطرح پڑہا جاوے جسطرح
لکھی ہین تو لحن واقع ہوتا ہے - چنانچہ لااذ بحنہ اور لااوضعوا اور من نباءی المرسلین وغیر ذلک
اور ظاہر ہے کہ اگر یہہ الفاظ بدون معرفۃ رسم الخط اوسیطرح تلاوت کیے جاوین جسطرح کہ لکھی ہوئی ہین تو معنے
بالکل متغیر ہوجائینگے - اور ایجاب نفی ہوجائیگا - اور کلمات مین ایسے حروف کی زیادتی ہوگی جو اونہین
کیطرح داخل نہین ہے اور تلاوت غلط ہوگی - پس اسکے معنے یہہ نہین کہ الفاظ قرآنی یا اوسکے
رسم الخط مین بہی غلطی اور لحن ہو - پس یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ ایسی روایات کو بے سوچے
سمجہے نقل کردیتے ہین پہر علاوہ اسکے دین و دیانت کی یہہ کیفیت ہے کہ روایات کے نقل مین حضرت کشمیری
صاحب صاحب تزہہ وغیرہ نے اس روایت کے الفاظ کو مسخ و تحریف کرکے اپنی اعتراض کے
تقویت اور تائید کی غرض سے کچہہ سے کچہہ بنا دیا ہے اور ہماری فاضل مخاطب نے بہی اونہین کی
تقلید فرمائی اور خوشی سے اونہین الفاظ کو جو کشمیری صاحب نے تحریف کیے تہی بڑے ناز و فخر
کیساتہہ نقل کردیا - حالانکہ وہ سراسر غلط ہین اب مین عرض کرتا ہون کہ اصل کیونکر تہی اور پہر حضرات
نے انہین مسخ و تحریف فرماکر اپنے مدعا کے موافق کیونکر بنایا - اصل الفاظ یہہ تہے وقال عثمان
ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اسمین لفظ ستقیمہ صیغہ مضارع کا ہے
باب افعال کا اقام یقیم سے اور اوسپر حرف سین استقبال قریب کے لیے داخل ہے اور ہا ضمیر آخر مین لاحق ہے
جو راجع اسی اللحن ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ عرب اوسکو اپنے زبانون کے ساتہہ تلاوت مین سیدہا
اور ٹہیک کرلینگے چنانچہ بعض روایات مین ان العرب ستعربہا بالسنتہا مروی ہے اور
بعض روایات مین تقیمہا وارد ہے چنانچہ شیخ ابوعمر عثمان بن سعید بن عثمان المقری رحمہ نے
اپنے کتاب رسم الخط مین یہہ روایات نقل کیے ہین پہر اوسکو حضرت مرزا کشمیری صاحب وغیرہ
اور ہمارے فاضل مخاطب نے مسخ و تحریف فرماکر اسطرح بنایا کہ حرف سین اصلی خارج
کیا اور حرف تا علامت مضارع کو حذف فرمایا اور ہا ضمیر کو تا ی تانیث سے بدلکر لفظ

نقل روایت مین تحریف بیجا مرزا کی دیانت کا نمونہ -

سقیمہ مادہ سقم باب سقم یسقم سے صیغہ اسم فاعل یا صفت شبہ کا بنایا جسکے معنے یہہ ہو گئی
کہ قرآن مین عرب کے انکے الفاظ سقیمہ یعنے ضعیفہ اور مرجوحہ اور غلط داخل ہین پہر اب دیکہئے کہ اعتراض
کو کسقدر تقویت اور تائید ہو گئی - پس آپکے اس دین و دیانت پر صد آفرین ہے ہم کچہہ نہین کہتے
خدا تعالے آپ صاحبونکو اسکی جزا موفور عطا فرماوے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا - پس ہمنے
خوب غور کیا اور تیرہ سو برس سے غور کرتے چلے آتے ہین نہ کہین لحن قرآن مین ہے اور نہ سقیمہ
العرب ہے - یہہ حضرات کی فہم کی خوبی ہے یا حضرات کے عنایات کا ثمرہ ہے کہ روایت ہین جسکی وجہ سے
ایجاد و اختراع کیا گیا - لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک بروی انکی روایات کے جو ائمہ سے
مروی ہوئی اور جو مفید قطع کو ہین جنکو اکابر شیعہ نے تسلیم کرکے وقوع تحریف کا اعتقاد کر لیا ہے
قرآن مین کمی و بیشی اور تغیر و تبدل اور نسخ و تحریف بہت کچہہ ہو گئی پس تمسک بالقرآن فی الحقیقت یہہ ہے وہ نہین
اور تمسک کے یہہ معنے ہین وہ نہین **قولہ** غرضکہ اور اسی قسم کی روائتین درمنثور و اتقان وغیرہ
مین موجود ہین ارادہ تہا کہ جو کچہہ انکے جواب آپکے علمانے دیئے ہین وہ نقل کرکے انکی کیفیت بہی
لکہی جائے مگر بخوف اطناب نہین لکہتی پہر دیکہا جائیگا - **اقول** پہر جب کبہی آپکا دل
چاہے دیکہہ لیجئے ہم ہر طرح حاضر ہین نہ تحریر سے انکار ہے نہ تقریر سے دریغ **مصرع** ہمین میدان
ہمین چوگان ہمین گو **قولہ** آپکے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ غلط ہی ٹہرایا تہو
بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہڑوایا علے اختلاف الروایتین **اقول**
پہلے کسی دلیل شرعی سے یہہ تو ثابت کیجئے کہ مطلق جلوانا یا پہڑانا اہانت اور خلاف تعظیم و احترام ہے
جبتک آپ یہہ ثابت نفرماوینگی اوسوقت تک آپکا اعتراض ہی لغو ہے اور لائق التفات نہین
لیجئے ہم آپسے ہی بلکہ علماء اثنا عشریہ سے استفتا کرتے ہین جواب تحریر فرماوین کیا فرماتے ہین علماء
امامیہ اثنا عشریہ اس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکی نزدیک قرآن شریف
مین کلمات تفسیر بہی لکہی ہوئی تہے اصل قرآن کو اونسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور بعد جمع و
تالیف کے اوسکی نسخ کو اطراف و اکناف عالم مین شائع کیا اور اوسکو موافقین و مخالفین سنے

بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا پہر اوس شخص نے اس خوف سے کہ وہ قرآن جو بمنزلہ مسودہ کے
تہا اور جسمین کلمات تفسیر درج تہے مبادا اظاہر ہوکر باعث اختلافات ونزاع کا ہو اوسکو جلوادیا یا پارہ
پارہ کروادیا تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہے تو کس گناہ کا مرتکب ہوا بینوا بالدلائل الشرعیہ
توجروا اور نہین تو اسی مختصر سوال کا جواب دیدیجیے اگر کوئی شخص بلا قصد اہانت قرآن شریف کو اپنی
رائے مین کوئی مصلحت شرعی سمجھکر جلوائے یا پہڑوائے تو جائز ہے یا حرام حضرت میر صاحب
حسب شہادت آپکے امام کلینی کے۔ امام صادق رضی اللہ عنہ نے تو یہانتک اہانت کی کہ ہاتہ سے پہینک دیا
تفسیر سورۂ نحل مین مفسر صافی نے روایت نقل کی ہے وفی الکافی عن القمی عنہ (عن الصادق)[1]
انہ قراء ان تکون ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم فقیل انا نقرأھا امۃ ھی
اربی من امۃ فقال وما اربی من امۃ واوما بیدہ فطرحہا۔ ہم اسکو بہی علمائے
امامیہ سے ہی استفسار کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اسطرح قرآن کی اہانت کرے تو جائز ہے یا حرام
قولہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بیاض عثمانی قرار دین آپکے خاتم المتکلمین کے عادت مین چونکہ
تمسخر ہی بطور سخریہ اوہنون نے ایسا فرمایا ہے۔ افسوس کہ آپنے اونکی عبارت مین تامل نہین فرمایا
معاذ اللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اس لقب ناملائم سے ملقب کیا ہو۔ یہہ محض کذب وافترا
ہی۔ اور اگر آپ اسباب مین کوئی سند لاسکتے ہین تو لائیے۔ **اقول** جب وقوع تحریف بروایات
صحیحہ و باعتراف اکابر شیعہ ہم ثابت کرچکے تو ظاہر ہے کہ یہہ وقوع تحریف جمع وتالیف حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ مین ہے واقع ہوا ہوگا کیونکہ وہ جمع وتالیف جو اول شیخین کے زمانہ مین کی تہی
اوسکا خلاصہ بہی ابہی کیا گیا چنانچہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ہوگیا تو اسکو
اگر شیعہ محرف عثمانی اور بیاض عثمانی کہین تو کیا بعید ہے۔ یہہ لفظ نہی اسکا مدلول تو صریح روایات سے
ثابت ہوتا ہے اور اگر تتبع کیا جاوے تو انشاء اللہ شیعہ کی تصریحات مین یہہ لقب بہی نکلیگا علاوہ ازین

[1] کافی مین قمی سے روایت ہے کہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے (باین الفاظ) ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم پڑہا کسینے عرض کیا
کہ ہم تو اسکو امۃ ھی اربی من امۃ پڑہتے ہین فرمایا اور اربی من امۃ کیا ہے اور اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا اور اوسکو ڈال دیا۔ ۱۲

ہنے ماسبق مین ارغام سے عبارت کتاب بارقہ ضیغمیہ کی نقل کی ہے اوس سے صریح یہہ لقب
نا ملائم ہنین ثابت ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے چون نظم این قرآن نظم عثمانیست الخ نظم عثمانی اور
بیاض عثمانی مین کیا فرق ہے - افسوس کہ آپ اپنے علمار کی کتابونکو دیکھتے ہنین جو آپ کو
اپنے مذہب کا حال معلوم ہو - پس ہمنے دلائل سے ثابت کردیا اور آپکا کذب وافترا کہنا
محض کذب ہوا **قولہ** اب آپ انصاف فرماوین کہ کیا کتاب اللہ سے تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ
جسکا حافظ خود خداے حقیقی تعالے شانہ ہو اوسکو محرف و غلط و سقیمۃ العرب فرمائین اور اوسکو جلائین
یا جو کتاب اللہ کی نسبت ایسا کہین اور بجائے تعظیم واحترام جلائین اونکو دین مین پیشوا و مقتدا او
سمجھین **اقول** حسب ارشاد ہمنے تو انصاف سے عرض کردیا کہ غلط ہونے کا الزام خوش
فہمی ہے اور محرف ہونیکا الزام کذب وافترا اور سقیمۃ العرب ہونے کا الزام حضرات کے خیانت ہنین
بلکہ دین و دیانت ہے - لیکن تمسک کے یہہ معنی کہ کتاب اللہ کو محرف فرماوین اور اوسمین تحریف اعتقاد
کرین اور موافق اصول کے قرآن مین تحریف کا واقع ہونا یقینی ہو اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ کتاب اللہ کو
ناخوش ہوکر بطریق اہانت کے پھینکدیوین - اور تمسک کے یہہ معنی ہین کہ ایسے لوگونکو جو قرآن کے غلطیونکا اور
تحریفات کا اعتقاد کرین یا تحریف کی شہادت دیوین یا قرآن کو اہانت کے ساتھ پھینکین اور خلاف
تعظیم واحترام اوسکی اہانت کرین اونکو مقتدا اور پیشوا واجب الاطاعت بمنزلہ انبیا بلکہ انبیا سے افضل
سمجھین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + **قال الفاضل المجیب** - قولہ - کیا تمسک کے
یہہ ہی معنی ہین کہ (نعوذ باللہ توبہ توبہ) آل رسول کی بنات طیبات کو بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغصوب
اعدا ٹہراوین - چنانچہ کافی کلینی سے صاحب تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات نے روایت نقل کی ہے
اقول - صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج غصبت منا نقل کی ہے مگر ہمارے حضرت مجیب نے اپنی طرف سے
بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ زیادہ کردیا کمال ہی تئین فرمایا شرم و حیا سے خوب کام لیا - حضرت وہ عبارت
بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے - معاملہ دینی مین ایسی تصرف
کرنے سے آنحضرات کو خوف خدا نہین - اہل علم بیغیرہ شرم حیا نہین **یقول العبد الفقیر** الے مولاہ

جب آپکے امام کلینی نے اول فرج غصبت منا بابت طیبات کے بابت روایت کیا ہے تو اگر نقلاً ہمنے
بلکہ اونکی شرمگاہونکو الخ لکھدیا تو کیا غضب ہوا اول فرج غصبت منا کا اگر یہہ ہے بعینہ مطلب نہین
تو آپ ہی فرماوین کہ اسکے سوا اوسکا کیا مطلب ہے کیا لفظ فرج سے مراد شرمگاہ نہین ہے
یا غصبت سے مغصوب ہونا سمجھہ مین نہین آتا - ہان ہماری یہہ تو خطا ضرور ہے کہ ہمنے لفظ فرج کا
ترجمہ شرمگاہ کیا ہے اور لفظ فرج عضو مخصوص کے لیے صریح ہے اور شرمگاہ کنایہ لطیف معلوم ہوتا ہے
کہ آپکو اسوقت پسند آتا اور صحیح معلوم ہوتا جب کوئی شخص آپکے امام کلینی کے اس فحش کا ترجمہ ایسے ویسے
صریح اور ٹھیٹھ الفاظ مین معاذ اللہ کرتا - ہمکو نہایت افسوس ہے کہ خطا تو آپکی امام کے اور جہلا مین ہمپر
خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا تو آپکے امام کلینی نرما مین اور عتاب ہو ہمپر اگر یہہ الفاظ بمقتضاے
آپکے دین وایمان وحیا وشرم کی بیحیائی سے ناشتی اور مستقبح مین تو اپنے حضرت کلینی کے روح
پُرفتوح کو صلواتین سنایئے یا جو اونکے اساتذہ بزرگوار مین جن سے اوہنون نے یہہ فحش و بیحیائی کی
بات اخذ کی ہے اونکو کچھہ کہیے ہم تو محض ناقل مضمون ہین کہ الزاماً خدمت مین پیشکش کیا تو ہمپر
یہہ ناواجب غصہ کیون نکالا جاتا ہے - ہان اگر ہمنے نقل مین خطا کی ہو اور اپنی طرف سے تراش کر
لکھدیا ہو تو اوسوقت البتہ ہم مقصور وار ہین - پس معلوم نہین کہ آپ ہمپر کیون جھلا اوٹھے - ہمنے کیا
بیجا تصرف کیا تہا جو آپکو یون بے طرح جوش آگیا - اگر ہمنے اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا تھا
تو پہلے ثابت کرنا چاہیے تہا اصل روایت کلینی سے نقل فرماتے اور لکہتے کہ اس روایت کے نسبت
یہہ زیادتے ہے اور نقل مضمون مین یہہ ناجائز تصرف ہی اور بدون اسکے یونہین بے دلیل شور غل مچانا
اہل عقل وخرد کا تو کام نہین ہے - اوسپر طرفہ ماجرا یہہ ہے لکہتے ہین کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے
اول فرج غصبت منا نقل کی ہے جس سے بظاہر الزام صاحب تحفہ کیطرف عاید کیا ہے اور یہہ
نہین فرماتے کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے کہان سے نقل کی ہے اصل موجد اس فحش و بیحیائی کا کون ہے
یہہ آپکی دیانت کا مقتضا ہی - معہذا یہہ جو سوال فرمایا کہ (حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرمادین
جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ بندہ کی عبارت کو

بغور ملاحظہ فرماوین - اسمین کہان لکہا ہے کہ یہہ ترجمہ ہے جسکی واسطہ تطابق لفظی شرط ہے جسکو
آپ تلاش فرماتے ہین - حیف ہی کہ آپکو اتنی بہی خبر نہین ہے کہ یہہ ترجمہ نہین ہے بلکہ نقل مضمون
اورحکایت بالمعنے ہی جسکے لیے صرف اتحاد مطلب شرط ہے و بس معلوم نہین جناب نے اسکا
ترجمہ ہونا کس قرینہ سی سمجہا - باقی رہا خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو البتہ حضرات شیعہ کو
حاصل ہے کہ سقیمۃ العرب مسخ کرکے اپنی مطلب کے لیے سقیمۃ العرب بنالیا اور اپنی مدعا کے موافق
روایت مین تصرف کرلیا البتہ معاملات دینی مین خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو یہہ ہوئی ہے
اسیطرح آپکے شریف رضی نے نہج البلاغت مین جابجا جناب امیرؑ کی کلام کا ستیاناس کیا
اوراوسکو مسخ تحریف کرڈالا جس سے شراح کا بہی ناک مین دم آگیا اور بے اظہار کیے اونکو بہی کچہہ
بن نہ پڑا چنانچہ ہم ابحاث سابقہ مین بطور مشتی نمونہ خروار عرض کرائی ہین البتہ خدا کا خوف اور اہل
علم سے شرم وحیا تو اسکا نام ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین جو کسیقدر حافظہ مین ہین مگر خوف
تطویل رخصت نہین دیتا - **قولہ** بہر حال حضرت مجیب کی غرض اس سے نکاح ام کلثوم ہے
اگر اس امر کی تحقیق کہ نکاح خلیفہ ثانی حضرت ام کلثوم سے ہوا یا نہین - اور اگر ہوا تو ام کلثوم بنت
حضرت زہرا - علیہا السلام سی ہوا یا کس ام کلثوم سے کیجاوے تو بہت ہی طول ہو اور
بباعث بیماری اور عدیم الفرصتی اس قدر طویل بحث چہیڑ نہین سکتے اور نیز پہلے ہی اس تحریر مین طول
ہوگیا - اگر حضرت مجیب کو شوق ہو تو جواب آیات بینات ولہب المیزان وتحفہ الاشعریہ وغیرہ
مین ملاحظہ فرمالین **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف جب آپکو ضروری دینی مسائل
کی تحقیقات کی نسبت اسقدر گریز واغماض ہے تو پہلے ہی اس بحث کو کیون چہیڑا تہا اور یہہ
جو شروع جواب مین ارشاد ہوا تہا کہ (اگر غور فرمائی تو یہہ اعلی درجہ کی عبادت ہے) یہہ صرف زبانی
ہماری ہی واسطہ تہا اور اتامرون الناس بالبر کے حکم مین تہا - اگر آپ ایسی مریض وعدیم
الفرصت تہی تو آپنے سوال ہی کیون لکہا - شاید آپکو یہہ خیال ہوگا کہ خصم کب دست بگریبان ہوتا ہے
اور کب یہہ روز سیاہ نظر آئیگا - اب جب موقع آیا تو یون عذر وحیل وگریز واغماض ہونے لگا

آپکا خصم آپکی ایسی ایک نہ سنیگا جبتک آپ جواب صاف نہ دینگے وہ آپکا گلوگیر ہی رہیگا سبحان اللہ
جواب آیات بینات پر آپ ٹالتے ہین **شعر** سوال بوسہ کو تم لاجواب چین ابروہی + برات
عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین + حضرت سوال تو آپ سے ہے آپ جواب دیجیے اگر جواب
آیات بینات مین یہہ بحث ہے تو آپ وہین سے دیکھہ بھال کر جواب دیجیے آپکے خصم کو کچھہ حاجت
نہین کہ وہ یہہ کتابین دیکھتا پہرے - حیلہ خوف تطویل بالکل لغو ہے - یہان آپنے چار ورق کے
جواب مین چھہ جز تحریر فرمائی اور اسکے لیے آپکو بیماری اور عدیم الفرصتی مانع نہوئی تو اس مسئلہ کی
بہی ایک دو جز کا کچھہ مضائقہ نہ تہا - مگر شاید عجب نہین کہ اس مسئلہ کی ہی خوف سے بیماری
لاحق حال ہوئی ہو اور جاڑا چڑہ آیا ہو کیونکہ یہہ مسئلہ ایسی ہی ٹہیری کہیر ہی اگر یہہ ہے تو ہم ہی حظ
معاف لکھہ دینگے اور بعد ذرہ سمجھنگے مگر بشرطی - **قولہ** مگر یہان صرف اسیقدر لکھا جاتا ہی کہ جسطرح
اہلسنت ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ہوا اسیطرح شیعہ انکی کتب سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت زہرا سے نہین ہوا - اور یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا جو غصب سے مراد ہے صرف فرق الفاظ ہی
چنانچہ دو تین روایتین اس قسم کی لکہی جاتے ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ
خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال انی ما اردت
الباوۃ ولکن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب ینقطع
یوم القیمۃ ما خلا سببی ونسبی - فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے ان علیا لما ابی عن
نکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ الخ غور فرمائیے
کہ لفظ الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے - غصب اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے رہا کتاب
ہمت العدا مین ہے ام کلثوم دختر ابوبکر بود مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار
بود باز بنکاح ابوبکر در آمدہ از ابوبکر پسری عبد الرحمن نام و یک دختر ام کلثوم زائید - بعد
ازان بنکاح علی بن ابی طالب در آمد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم
دختر ابوبکر نکاح کرد - انتہی - غرضکہ جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین - شیعہ

اسیطرح اونکی کتابونسے اس ام کلثوم کا وہ نکاح ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سے ہوا اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر علیہ السلام مین پلی تہی فرط ربط واتحاد سے وہ جناب امیر کی ہی بیٹی مشہور تہی اور اس کا نکاح بہی جناب امیر کو منظور نہ تہا۔ چنانچہ روایت مذکور سے ثابت ہے **اقول** دانشمندان روزگار ناظرین رسالہ ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کی تقریر سے اونکی حواس باختگے اور حیرانی وپریشانی سمجہہ گئے ہونگے کہ کیسے گرداب اعتراض مین ڈبکیان کہا رہے ہین اور ہاتہہ پانو اولٹے سیدہے مار رہے ہین لیکن ولات حین مناص۔ اب لیجیے ہم اس بحث کو چہیڑتے ہین اور تمام پہلوؤنپر جو ہماری فاضل مخاطب نے اسجگہ ذکر کئے ہین بحث کرتے ہین۔ اول ہماری فاضل مجیب نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت زہرا رضی اللہ عنہا سے نہین ہوا۔ دوسرا دعوی یہہ کیا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تیسرا یہہ دعوے کیا کہ یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا۔ پہر ان تینون دعوونکی ثبوت کے لیے تین روایتین ذکر فرمائی۔ ہم حیران ہین کہ پہلی روایت جو ہمارے فاضل مخاطب نے ذکر فرمائی وہ کیون ذکر فرمائی اوس سے کس دعوی کا اثبات مظنون سامی ہے نہ پہلے دعوی کے ثبوت سے اوسکو تعلق نہ دوسری دعوی سے کچہہ ربط نہ تیسرے دعوی سے مس بلکہ صریح نقیض دعوے اول پر دال ہے کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خواستگاری کی علت بیان فرمائی وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ پیوند ہونا جو قابل انقطاع نہین ہے منظور تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی دختر تہین کیونکہ اگر یہہ ام کلثوم دختر حضرت صدیق رض ہوتی تو پہر اس علت کے ساتہہ خواستگاری کے کچہہ معنے نہین یہہ پیوند اور خویشگی اسی لیے تہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رشتہ نسبت منعقد ہو جاوے۔ جو بنت صدیق رض مین بلکہ بنت علی رض مین بہی جو بطن حضرت زہرا رض سے نہو مفقود تہا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ روایت مثبت نقیض دعوی اول ہے اور مبطل عین دعوی ثانی وثالث پس ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی قابل داد ہے۔ کہ وہ اس روایت کو اپنے مفید مطلب

اور مثبت مدعا سمجھکر سب سے پہلے خصم کے مقابلہ مین پیش کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھہ سکتی کہ یہہ روایت ہمارے مدعا کو مفید ہے یا مضر لیکن ہمکو کچھہ شکایت نہین واقعی یہہ اعتراض ایسا وار عضال العقدہ غیر قابل انحلال ہے کہ اسکو سنکر جسقدر اوسان حضرات کی خطا ہون بجا ہے اور جسقدر حواس پریشان ہون زیبا - پھر ایک اور طرفہ تماشا یہہ کہ تحریر فرماتے ہین کہ (جسطرح اہلسنت اس نکاح کو ثابت کرتے ہین اسیطرح شیعہ اونکی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ بنت زہرا سے [illegible] نہین ہوا) جو حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور فہم پر دال ہے کوئی حضرت مخاطب سے پوچھے کہ حضرت اونکی کتابونکی کیون قید لگائی گئی ہے اپنی کتابونکی ذکر سے اور اونمین ثابت ہونے نہونے سے کیون پہلو تہی فرمایا یہہ امر تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد اہلسنت کے نزدیک کچھہ اس نکاح ہی پر منحصر نہین - حضرت رض کو جو علو مرتبہ اسلام مین ہے اگر یہہ نکاح نہوتا تو بھی وہ مرتبہ حاصل تہا - لیکن چونکہ حضرات اہل تشیع کو اونکی فضائل سے انکار ہے اور بلکہ دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب امیر کے اور اونکی باہم کمال عداوت تہی تو اس امر کی ابطال کے لیے اہلسنت الزاماً شیعہ کی کتابون سے یہہ روایت نقل کر کے اونکو جہوٹا کرتے ہین تو اگر بفرض محال اہلسنت کی کتابونمین یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہرا سے ثابت نہو بلکہ ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہو تو حضرات شیعہ کے اوپر سے یہہ الزام جو بموجب اونکی روایات کے اونپر چسپان ہوتا ہے صرف اتنا کہنے سے کہ یہہ نکاح اہلسنت کی کتابونمین ثابت نہین ہے کیونکر اوٹھہ سکتا ہے حالانکہ یہہ بھی غلط ہے کہ اہلسنت کی کتابونسے یہہ ثابت نہین چنانچہ ہم عرض کرینگے پس اس الزام کے ہماری فاضل مجیب نے جسقدر جوابات تحریر فرمائے اور روایات لکہی وہ سب لغو اور بے سود ہین اور حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور خوش فہمی پر دال ہین اگر بالکل سکوت کرتے اور کچھہ بھی نہ لکھتے تو بہ نسبت اسکی آپکے لیے بہت بہتر تہا کیونکہ کچھہ پردہ پوشی رہتی اب بھی ہم اسکا ثبوت اہلسنت و اہل تشیع کی کتابون سے کرتے ہین - اول اہل سنت کی کتب معتبرہ سے مختصراً ثبوت سنئی - صحیح بخاری صفحہ ۴۰۳ مین مذکور ہے - حدثنا

اگر اہلسنت کی کتابونسی فاروق رض کا نکاح بنت زہرا رضی اللہ عنہا سے ثابت نہو تو اونکی دعوی کو کچھہ ضرر نہین -

اہلسنت کی کتابونسی فاروق رض و نیز ام کلثوم بنت زہرا رض کی نکاح کا ثبوت -

عبدان انا عبد الله انا یونس عن ابن شہاب قال ثعلبة بن ابی مالک ان عمر بن
الخطاب قسم مروطا بین نساء من نساء المدینة فبقی مرط جید فقال له بعض
من عنده یا امیر المومنین اعط هذا ابنت رسول الله التی عندک یریدون
ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق وام سلیط من نساء الانصار
ممن بایع رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عمر فانها کانت تزفر لنا القرب
یوم احد اور یہی اسکے حاشیہ پر مذکور ہے قال الکرمانی ام کلثوم بنت فاطمة
بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولدت فی حیاة رسول الله صلی الله علیه
وسلم خطبها عمر الی علی فقال انا ابعثها الیک فان رضیت فقد زوجتکها
فبعثها الیه ببرد وقال لها قولی هذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک
لعمر فقال لها قولی قد رضیت رضی الله عنک ووضع یده علی ساقها فکشفها
فقالت اتفعل هذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت اباها
فقالت بعثتنی الی شیخ سوء واخبرته فقال لها یا بنیة انه زوجک سنن نسائی
میں صفحہ ۲۳۰ پر ہے ووضعت جنازة ام کلثوم بنت علی امرأة عمر بن الخطاب وابن

۱ ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب رض نے مدینہ کی عورتوں کو چادریں تقسیم کی تھیں ایک عمدہ چادر بچ گئی تو پاس والوں میں سے اوسکو کسی نے
بارادہ ام کلثوم بنت علی کہا کہ یہہ چادر رسول اللہ کی دختر کو جو تیرے پاس ہے دیدی۔ عمر نے کہا کہ ام سلیط زیادہ مستحق ہے اور ام سلیط انصار کے
اون عورتوں میں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عمر نے کہا کیونکہ وہ جنگ احد کی دن ہماری مشکیں پیوند کرتی تھی۔
۲ کرمانی نے کہا کہ ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہ رض کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہوئی
عمر رض نے اوسکی منگنی کا علی رض کے پاس پیام بھیجا تو علی رض نے فرمایا میں اوسکو تیرے پاس بھیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو میں تیرے ساتھ
اوسکا نکاح کردیا۔ پھر ام کلثوم کو ایک چادر دیکر عمر کے پاس بھیجا اور اوسکو کہا کہ تو کہیو کہ یہہ وہ چادر ہے جسکا میں نے تجھے
ذکر کیا تھا ام کلثوم نے وہی عمر سے کہا عمر نے اوسکو کہا کہ کہنا میں راضی ہوا خدا تجھسے راضی ہو اور اپنا ہاتھ
ام کلثوم کی ساق پر رکھا اور اوسکو کھولا ام کلثوم نے کہا تو یہہ کیا کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو میں تیری ناک توڑ
ڈالتی۔ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا مجھکو آپنے بڑی بڈھے کے پاس بھیجا تھا اور حقیقت حال کی
خبر دی۔ علی نے کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے ۱۲۰ ۳ ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر کا اور اوسکے
فرزند جسکو زید کہتے تھے جنازہ یکجا رکھا گیا۔

لہا یقال لہ زید وضعا جمیعا والامام[1] یومئذ سعید ابن العاص وفی الناس
ابن عمر وابوہریرۃ وابو سعید وابو قتادۃ فوضع الغلام مما یلی الامام۔ علاوہ انکی
خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے چند، واستین نواقض مولانا محمد حسینی سوی سے
نقل کی ہے۔ ہم بہی منتہی الکلام سے تیمنا للفائدہ نقل کرتے ہین۔ عن[2] عقبۃ بن عامر
رضی اللہ عنہ قال خطب عمر الی علی ابنتہ من فاطمۃ واکثر تردّدہ الیہ
فقال علی یا امیر المؤمنین ما عندی الا صغیرۃ فقال عمر ما یحملنی
علی کثرۃ تردّدی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول کل حسب ونسب وسبب وصہر منقطع یوم القیمۃ
الا حسبی ونسبی وسببی وصہری فقام علی رضی اللہ عنہ فامر
بابنتہ من فاطمۃ فزینت وبعث بہا الی عمر رضی اللہ عنہ فلما راٰہا
قام الیہا فاجلسہا فی حجرہ وقبلہا ودعا لہا فلما قامت اخذ بساقہا
وقال لہا قولی لابیک قد رضیت فلما جاءت الجاریۃ الی ابیہا قال لہا
ما قال لک امیر المؤمنین قالت لما رانی قام الی فاجلسنی فی حجرہ وقبلنی

---

[1] اور امام اوس روز سعید بن العاص تہا۔ اور لوگونمین ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابو قتادہ بہی تہے پس لڑکے کو امام کے متصل رکہا ۱۲

[2] عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا عمر نے علی کو اونکی دختر کے جو بطن فاطمہ سے تہین منگنی کا پیام دیا اور بکثرت آمد و رفت رکہی علی نے کہا ای امیر المؤمنین بجز ایک صغیرہ کے میرے پاس اور کوئی نہین عمر نے کہا آپکے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آمد و رفت کا اور کوئی باعث نہین ہے مگر صرف یہ ہے کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے تمام رشتے اور ناتے اور دامادی تعلق منقطع ہو جائینگے مگر میرا رشتہ اور ناتا اور دامادی تعلق۔ پس علی رض اوٹہے اور اپنی دختر کی نسبت جو فاطمہ سے تہین حکم دیا یا اونکو آراستہ کیا گیا اور عمر رض کے پاس بہیجا جب عمر نے اوسکو دیکہا اوٹہہ کہڑے ہوئی اور اوسکو اپنی گود مین بٹہلایا اور دعا دی جب وہ اوٹہی تو اوسکی پنڈلی پکڑی اور اوسکو کہا کہ اپنے باپ سے کہو مین راضی ہو گیا جب چہوکری اپنے باپکے پاس آئی۔ پوچہا کہ امیر المؤمنین نے تجہسے کیا کہا۔ کہا جب مجکو دیکہا اوٹہہ کہڑا ہوا اور اپنی گود مین بٹہلایا اور پیار کیا ۱۲

[1] ودعا لي فلما قمت أخذ بساقي وقال لي قولي لأبيك قد رضيت فأنكحها
إياه فولدت زيد بن عمر فعاش حتى كان رجلاً ثم مات دوسری روایت
[2] خطب عمر إلى علي رضي الله عنهما ابنته أم كلثوم وأمها فاطمة ابنة رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي إن علي فيه أني في هذا الشأن أمراً حتى
أستأذنهم فأتى ولد فاطمة فذكر ذلك لهم فقالوا زوجه فدعا
أم كلثوم وهي يومئذ صبية فقال انطلقي إلى أمير المؤمنين فقولي له إن
أبي يقرئك السلام ويقول لك إنا قد قضينا حاجتك التي طلبت فأخذها
وضمها إليه وقال إني خطبتها إلى أبيها فزوجنيها فقيل يا أمير المؤمنين
تريد إليها صبية صغيرة فقال إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم و
ذكر الحديث بمثل ما تقدم ابن سمان کی روایت [3] إن عمر قال لعلي إني أحب
أن يكون عندي عضو من أعضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له
علي ما عندي إلا أم كلثوم وهي صغيرة فقال إن تعش تكبر فقال إنها
أميرين معي قال نعم فرجع إلى أهله وقعد عمر ينتظر ما يرد عليه فقال

---

[1] اور دعا دی اور جب مین اوٹھی تو میری پنڈلی پکڑی اور کہا اپنی باپ سے کہنا مین راضی ہوگیا پس علی نے اوسکا نکاح عمر کو ساتھ کردیا پھر (اوس سے) زید بن عمر پیدا ہوا اور زندہ رہا یہانتک کہ جوان ہوگیا پھر مرگیا۔۱۲ [2] عمر نے علی رضی اللہ عنہ کو اونکی بیٹی (جنکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہین) منگنی کا پیام دیا۔ علی نے کہا کہ اس امر مین میرے ساتھ اور بھی امیر ہین جبتک اونسے اذن نہ لون (کچھ نہین کہہ سکتا) حضرت فاطمہ کے بیٹون کے پاس آئے اور اونسے یہہ ذکر کیا اونہون نے کہا نکاح کردیجیے ام کلثوم کو جو اوسوقت لڑکی تہی بلایا اور کہا کہ امیر المومنین کے پاس جا اور اوسکو کہہ کہ میرا باپ تجکو سلام کہتا ہی اور کہتا ہے کہ ہمنے تیری حاجت جو تونے چاہی تہی پوری کردی پس اوسکو لیا اور اپنے گلے لگایا اور کہا کہ مینے اسکی والد کو اوسکی منگنی کا پیام دیاتہا اونسے اسکا میری ساتھ نکاح کردیا کسینے کہا ای امیر المومنین تمکو اسکی طرف رغبت ہے حالانکہ یہہ چھوٹی لڑکی ہے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور مثل گزشتہ حدیث کے آخر حدیث تک ذکر کیا۔۱۲ [3] عمر نے علی سے کہا کہ مین چاہتا ہون میرے پاس کوئی لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو علی نے کہا کہ میرے پاس تو بجز ام کلثوم کے دوسرے نہین اور وہ چھوٹی ہے کہا اگر جیتی رہی تو بڑی ہو جاےگی حضرت علی نے کہا کہ اسکے معاملہ مین میرے ساتھہ دو اور بھی امیر ہین حضرت عمر نے کہا اچھا علی اپنی گھر لوٹ آئے اور عمر منتظر بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے ۔۱۲

علیؓ ادعُو الحَسَنَ وَالحُسَینَ فَجَاءَ افدخلا وقعدا بزید بن فحمد الله واثنی عَلَیہِ ثُمَّ قَالَ لَھُمَا اِنَّ عُمَرَ خَطَبَ اِلَی اُختِکُمَا فَقُلتُ لَہٗ اِنَّ لَھَا مَعِی اَمِیرَین وَاِنِّی کَرِھتُ اَن اُزَوِّجَھَا اَنَا حَتّٰی اُوَامِرَکُمَا فَسَکَتَ الحُسَینُ وَتَکَلَّمَ الحَسَنُ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثنٰی عَلَیہِ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَتَاہُ مَن بَعدَ عُمَرَ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَتُوُفِّیَ عَنہُ وَھُوَ رَاضٍ ثُمَّ وُلِّیَ الخِلَافَۃَ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقتَ وَلٰکِنِّی کَرِھتُ اَن اَقطَعَ اَمرًا دُونَکُمَا بلفظہ علاوہ اسکے وہ روایت ہے جو فاضل مخاطب نے بہی صواعق ابن حجر سے نقل کی علاوہ اسکے ابن عبد البر نے استیعاب مین اثنائے ترجمہ ام کلثوم مین روایت کی ہے ان عمرؓ بن الخطاب خطب الی علیؓ بنتہ ام کلثوم فذکر صغرھا فقیل لہ رد ذلک فعاودہ فقال لہ علیؓ ابعث بھا الیک فان رضیت فھی امراتک فارسل بھا الیہ فکشف عن ساقھا فقالت مہ واللّٰہ لولا انک امیر المومنین للطمت عینک علاوہ اسکے شیخ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین بیان کیا ہے ام کلثومؓ بنت علی بن ابی طالب الھاشمیۃ امھا فاطمۃ بنت النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم وقال ابن ابی عمر المقدسی حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علیؓ ان عمر خطب الی علیؓ بنتہ ام کلثوم

---

۱ کہا حسن اور حسین کو بلاؤ وہ اندر آئے اور سامنے بیٹھ گئے آپنے خدا کی حمد وثنا کہی پہر اونسے کہا کہ عمر نے مجکو تمہاری بہن کی منگنی کا پیام دیا ہے مینے اوسکو کہا کہ اسکے معاملہ مین میرے ساتھ دو اور بھی امیر ہین اور یہہ مینے پسند نہ کیا کہ تا وقتیکہ تمسے مشورہ نہ کرلون اوسکا نکاح کردون حسین چپکے رہے اور حسن بولے اور خدا کی حمد وثنا کہکر کہا ای باپ عمر کے بعد کون ہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا شرف صحبت پایا اور آپ اوس سے راضی وفات پاگئے پہر متولی خلافت ہوا اور انصاف کیا کہا تونے ٹہیک کہا لیکن مین نے بدون تمہارے اس امر مین قطعی فیصلہ کو پسند نکیا ۲ تحقیق عمر بن خطاب نے علی کو انکی دختر ام کلثوم کی منگنی کا پیام دیا۔ آپنے اوسکی صغر سنی کا ذکر کیا کسینے کہا کہ آپکی درخواست کو لوٹا دیا اونہون نے پہر مکرر درخواست کی۔ علی نے کہا کہ اوسکو مین آپ کے پاس بہیجونگا اگر آپکی رضا ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے۔ پہر اوسکو آپ کے پاس بہیجا عمر نے اوسکی پنڈلی کہولی ام کلثوم نے کہا ہون خدا کی قسم اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری آنکہہ پر طمانچہ مارتی ۳ ام کلثوم ہاشمیہ علی بن ابی طالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی بیٹی ہین۔ ابن ابی عمر مقدسی نے کہا کہ سفیان نے بروایت عمر کے محمد بن علی سے مجسے بیان کیا کہ عمر نے علی کو انکی بیٹی ام کلثوم کے

فذكر له صغرها فقيل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها اليك فان رضيت فهي امراتك فارسل اليه فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المؤمنين لطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر ابنيه زيد ورقية ومات ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد في حرب كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشج رجل ولا يعرفه في الظلمة فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد وذكر ابو بشر الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحاق عن الحسن بن علي قال لما تأيمت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت عليها لينكحنك لبعض ابنائه ولئن اردت ان تصيبن مالا عظيما لتصيبنه فدخل علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني امرأة ارغب فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا فقال هذا من عمل هذين

ا؎ منگنی کا پیام دیا آپنے اوسکی کم عمری بیان کی کسینی کہا آپکی درخواست کو پہیر دیا اوہونے پہر درخواست کی علی نے اونکو کہا کہ مین اوسکو آپکے پاس بہیجونگا اگر آپ کی مرضی ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے پہر اوسکو بہیجا آپنے اوسکی پنڈلی کہولی اوسنے کہا ہون اگر تو امیر المومنین نہوتا تو تیری آنکہہ پر طمانچہ مارتے۔ ابن وہب نے روایۃ عن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ کہا کہ عمر نے ام کلثوم کے ساتہہ چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا۔ زبیر نے کہا کہ وہ عمر کے دو بچے زید اور رقیہ جنی اور ام کلثوم اور زید اوسکا بیٹا ایک دن مری زید کو بنی عدی کے ایک خانہ جنگی مین جسکی مصالحت کی واسطے باہر آیا تہا ایک صدمہ پہنچ گیا کسینی نادانستہ اندہیری مین سر پہوڑ دیا چند روز زندہ رہا اوسکی والدہ بہی بیمار تہے دونو ایک روز فوت ہوئی۔ ابو بشر دولابی نے ذریت طاہرہ مین ابن اسحق کے طریق سے حسن بن علی سے ذکر کیا جبکہ ام کلثوم بنت علی عمر سے بیوہ ہوگئی تو حسن او حسین اوسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر علی کو اختیار دیگی تو وہ اپنی فرزندون (بہتیجے) مین سے کسیکی ساتہہ تیرا نکاح کردیگی۔ اور اگر تو بڑا مال و دولت حاصل کرنا چاہتی ہے تو حاصل کرسکتی ہے۔ پہر علی کرم اللہ وجہہ اندر آئی اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور کہا بیٹا خدا نے تیری کام کا تجکو اختیار دیا ہے اور مین چاہتا ہون تو مجکو دیدی اوسنے کہا ای باپ مین ایک عورت ہون اسمین رغبت کرتی ہون جسمین عورتین رغبت کیا کرتی ہین اور مین چاہتی ہون

ثم قام يقول واللہ لا اكلم واحدا منهما او تفعلين فاخذ اثنابها وسالاها
نفعلته فقال انی قد زوجتك من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك
فرجع اليها علی رضی اللہ عنہ فقال يا بنية اجعلي امرك بيدی نفعلت فزوجها
اخوه محمد ثم مات عنها فزوجها اخوه عبد اللہ بن جعفر فماتت عنده و
ذكر ابن سعد نحوه وقال فی آخره فكانت تقول انی لا ستحيی من اسماء بنت عميس
مات ولداها عندنا نخوف على الثالث قال فهلكت عنده ولم تلد لاحد منهم
وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن ابيه ان عمر خطب ام كلثوم
الى علی فقال انما حبست بناتی على بنی جعفر فقال زوجنيها فواللہ ما على ظهر
الارض رجل يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد فعلت فجاء عمر الى المهاجرين
فقال رفوني فرفوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علی سمعت عن النبی صلى اللہ
عليه وآله وسلم يقول كل صهر ونسب وسبب منقطع يوم القيامة الا صهری
ونسبی وسببی وكان لی به عليه السلام النسب والسبب فاحببت هذا
ايضا ومن طريق عطاء الخراسانی ان عمر امهرها اربعين الفا واخرج بسند صحيح

ا‍ے خدا کی قسم مین انمین ایک سے بہی نہ بولونگا جبتک تو یہہ نکریگی پہر تو دونون نے اوسکی کپڑی پکڑ لیی اور اوس سے سوال کیا تو
اوسنے قبول کیا علی نے کہا کہ بیٹی تیرا نکاح عون بن جعفر کے ساتہہ کردیا عون چند روز بعد مرگیا پہر علی اوسکے پاس آئے اور کہا بیٹا اپنا اختیار
مجکو دے اوسنے دیدیا پہر اوسکا نکاح عون کے بہائی محمد سے کردیا وہ بہی مرگیا پہر اوسکا نکاح محمد کے بہائی عبد اللہ بن جعفر
سے کردیا اور اوسکے پاس رہگئی اور ابن سعد نے اسکے قریب قریب ذکر کیا اور اسکے آخر مین کہا کہ وہ کہا کرتے تہے کہ مجکو
اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اوسکے دو فرزند ہماری پاس فوت ہوگئے اور تیسرے پر ہمکو خوف ہے کہا پس اوسکے
پاس آپ مرگیی اور اونمین سے کسی سے نہ جنی اور ابن سعد نے بروایت انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
ذکر کیا کہ عمر نے ام کلثوم کے منگنی کی علی سے درخواست کی اونہون نے کہا کہ مینے اپنی لڑکیونکو جعفر کے بیٹونکے واسطے
روک رکہا ہے عمر نے کہا مجہسے بیاہ دے واللہ جسقدر مین اسکی بزرگی کا منتظر ہون کوئی شخص زمین کی پیٹہہ پر امیدوار
نہوگا علی نے کہا مینے بیاہ دیا عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو نکاح کی مبارکباد دو پوچہا کس کے ساتہہ نکاح کیا۔ کہا
علی کی بیٹی کے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے کہ ہر سسرالی دامادی اور ناتا رشتہ قیامت کے دن منقطع
ہوجائیگا مگر میرا علاقہ دامادی اور رشتہ ناتا۔ اور مجکو حضرت علیہ السلام سے رشتہ اور وسیلہ تہا مین نے چاہا کہ یہہ بہی
عطا خراسانی کے طریقہ سے یہہ ہے کہ عمر نے اوسکا چالیس ہزار مہر باندہا تہا اور سند صحیح کے ساتہہ تخریج کی ہے ١٢

لہ ان ابن عمر صلے علی ام کلثوم وابنھا زید فجعلہ مما یلیہ وکبر اربعا وساق بسند
اخران سعید بن العاص ھو الذی اجمع علیھا انتھی بلفظہ۔ علاوہ ازین اسد الغابہ مین
ترجمہ ام کلثوم مین ہے۔ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ خطبھا عمر بن
الخطاب الی ابیھا علی رضی اللہ عنہم فقال انھا صغیرۃ فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن
فانی ارصد من کرامتھا ما لا یرصد بہ احد فقال لہ علی انا ابعثھا الیک فان
رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد فقال لھا قولی ھذا البرد الذی
قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع
یدہ علیھا فقالت تفعل ھذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت
اباھا فاخبرتہ الخبر وقالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ انہ زوجک فجاء
عمر فجلس الی المھاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیھا المھاجرون الاولون فقال
رفئونی قالوا بماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کل سبب ونسب وصھر ینقطع یوم القیمۃ

لہ کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید پر نماز پڑہی اور اوسکو اپنے متصل رکہا اور چار تکبیرین پڑہی تہ اور دوسرے
سند سے بیان کیا کہ سعید بن العاص امام ہوا تہا۔ ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر پیدا ہوئی عمر بن خطاب نے اوسکی منگنی کا اوسکے باپ کو پیام دیا اونے کہا
وہ صغیرہ ہین سو عمر نے کہا ای ابا الحسن میری ساتھہ اوسکی شادی کردی کیونکہ جسقدر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون کوئی
شخص امیدوار نہوگا علی نے کہا مین اسکو تیری پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مین تیری ساتھہ اوسکا نکاح کردیا پہر اوسکو
ایک چادر دیکر بہیجا اور اوسکو کہا کہ کہنا یہہ چادر ہے جو مین نے تجہسے کہی تہی اونی عمر سے یہہ ہی کہا عمر نے کہا اوس سے کہنا مین
راضی ہوا خدا تعالے تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ اوسپر رکہا اونے کہا تو ایسا کام کرتا ہے اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو مین
تیرے ناک توڑ ڈالتی پہر اپنے باپکے پاس آکر ساری خبر بیان کی اور کہا کہ تونے مجہکو بری بڈہی کے پاس بہیجا تہا
کہا بیٹیا وہ تیرا شوہر ہے پہر عمر مہاجرین کے پاس آکر روضہ مین بیٹہ گئے اور اوسمین مہاجرین اولین بیٹہا کرتے تہے
اونسے کہا مجہکو دلہن کی مبارکباد دو۔ کہا او امیر المؤمنین کسکی ساتھہ کہا مینے ام کلثوم بنت علی کے ساتھہ نکاح کیا ہے
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے ہر واسطہ اور قرابت اور دامادی تعلق قیامت کی
روز منقطع ہوگا۔ ۱۲

الا سببی ونسبی وصہری وکان لی بہ علیہ الصلوۃ والسلام النسب والسبب[1]
فاردت ان یجمع الیہ الصہر فزوجہ وتزوجہا علی اربعین الفا فولدت لہ زید
بن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنہا زید فی وقت واحد وکان
زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینہم فضربہ رجل منہم فی
الظلمۃ فشجہ وصدعہ فعاش ایاما ثم مات ہو وامہ وصلی علیہما عبد اللہ
بن عمر وحسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ولما قتل عنہا عمر تزوجہا عون بن جعفر
انتہی بلفظہ نقلا عن ازالۃ الغین - بعد نقل ان روایات اور نصوص وتصریحات کے اس نکاح کے
ثبوت مین اہلسنت کے نزدیک کچھہ خفا باقی نرہا لیکن چونکہ مکابرۃ وعناداً بتقلید حضرت کشمیری صاحب
نزہۃ آپ اس سے منکر ہین اسلیے اجمالاً اسقدر اور تسلی کئے دیتے ہین کہ علاوہ انکی اور محدثین اہلسنت نے
بطرق شتی اس روایت کے نقل وتخریج کی ہے اگر مفصلاً اوسکو لکہا جاوے تو اندیشہ تطویل ہے اتنا
اور معلوم رہے کہ محدث ابو صالح نے اور حافظ محمد عبد العزیز بن اخضر اور ابو نعیم نے کتاب
معرفۃ الصحابہ مین اور طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی و طبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے اور دارقطنی نے
بطور سلسلۃ الذہب کے امام صادق سے امام حسین تک اور دارقطنی نے اور طرق مختلفہ سے اس روایت کے
تخریجات کی ہین ترجمہ روایات خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روایات کا
ازالۃ الغین مین نقل فرمایا ہے جس شخص کو دیکہنے کا شوق ہو ازالۃ الغین جلد اول کے آخر کو مطالعہ کری
اگرچہ اسکے اثبات کے لیے اور بہی نقول ہمارے پاس موجود ہین لیکن چونکہ جسقدر نقل کردیا ہی اہل انصاف کے
لیے کافی ووافی ہے اور زیادہ کی حاجت نہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتے ہین - اب اسکا ثبوت

[1] بجز میرے واسطہ اور قرابت اور دامادی کے اور انکو علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھہ واسطہ اور قرابت تو تہی ہین چاہا کہ دامادی کا تعلق بہی جمع ہو جاوے پہر بیاہ دین نے اوسکو مبارکباد دی اور چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا تہا زید بن عمر کلان اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید نے ایک وقت مین وفات پائی اور زید کو بنی عدی کے خانہ جنگی مین زخم پہنچ گیا تہا باہم صلح کرانے کی واسطے نکلا تہا اونہین مین کسی شخص نے اندہیرے مین مارا جس سے سر پہٹ گیا پہر چند روز جیا پہر مر گیا وہ اور اوسکی والدہ اور اونپر عبد اللہ بن عمر اور حسین بن علی نے نماز پڑہی اور جب عمر مقتول ہوئی تو پہر عون بن جعفر کے نکاح مین آئی - ۱۲

اہل تشیع کے کتابوں سے سنیے - اول تو یہہ ہے جو کلینی نے روایت کی ہے بشرطیکہ غصبت سے
مراد نکاح بغیر رضا ہم تسلیم کرلین اور اسمین بپاس خاطر محبب لبیب کچھہ چون وچرا نکرین ورنہ
حقیقۃً غصب فرج سے نکاح مراد کہنا صحیح نہین ہے بلکہ روایات کے بہی خلاف ہو جاتا ہے جسکو ہم آیندہ عرض کرینگے
اور سنیے - آپکے حضرت شہید ثالث مجالس المومنین اثناء ذکر عباس رضی اللہ عنہ مین تحریر
فرماتے ہین - در کتاب استیعاب وغیرہ آن مسطورست کہ چون عمر بن الخطاب جہت تمہید خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر امر نمود آنحضرت جہت اقامت حجت تکرار اظہار
ابا و امتناع نمود عمر عباس را نزد خود طلبید و سوگند خورد - گفت اگر تو علی را راضی نسازی آنچہ
در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایہ حج در حرم از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود اگر
این نسبت واقع نشود آن فظ غلیظ مرتکب چنان امور ناصواب خواہد شد از حضرت امیر التماس
والحاح نمود کہ ولایت نکاح آن مطہرہ مظلومہ باو تفویض فرماید چون مبالغہ عباس در آن باب از حد
گذشت آنحضرت از روی اکراہ ساکت شد تا آنکہ عباس ارتکاب تزویج از پیش خود نمود و جہت
اطفاء نائرہ فتنہ او را بآن منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود و ظاہراً بواسطہ این وکالت فضول
وامثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست
ولہذا چنانکہ سابقاً در احوال سید الشہدا مذکور شد آنحضرت از عباس و عقیل بحلیفین جافیین تعبیر فرمود
اور لیجیے یہہ ہی آپکے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اثناء ترجمہ محمد بن جعفر طیار
مین تحریر فرماتے ہین - و محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت امیر المومنین علیہ السلام
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ باعدم کفارت از روی اکراہ در حبالۂ عمر بود تزویج نمود - اور سنیئے صاحب
تاریخ حبیب السیر نے خاتمہ ذکر فاروق رض پر جسجگہ انکی ازواج واولاد کا ذکر کیا ہے لکھا ہے - پنجم
ام کلثوم بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ واز وی پسری و دختری تولد نمودند
پسر زید نام داشت و دختر رقیہ واز ایشان عقب نماند چنانچہ در معضد اقصی مذکورست زید را
عبد الملک بن مروان زہر داد - اور لیجیے آیات بینات سے نقلاً لکہتے ہین (۱) قاضی نے شوستری

مجالس المومنین مین لکہا ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد (۲) ابوالقاسم قمی شارح شرائع اس قول کی شرح مین یجوز نکاح العربیہ بالعجمی والہاشمیہ بغیر الہاشمی لکہتاہی تزوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر (۳) مجالس المومنین مین ابوالحسن علی بن اسمعیل سے نقل کیا ہے۔ اور از چند امر پرسیدند کاز انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی ست جواب داد کہ دادن دختر بعمر کجناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین سے نمود و زبان اقرار بفضیلت رسول می گشود و دران باب غلظت و فظاظت او نیز مسطور بود (۵) تہذیب مین ہے عن محمد بن احمد بن یحیے عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ لا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر وصلے علیہما جمیعا (۶) قول مرتضی کا شافی اور تنزیہ الانبیا مین۔ فاما نکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ (۸) مصائب النواصب مین قاضی شوستری نے لکہا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہہ نکاح جبر واکراہ سے ہوا۔ انتہی چونکہ ہم چوتہا

---

۱ نکاح عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتہہ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتہہ جائز ہے ۱۲ ۲ حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کو عمر کے ساتہہ بیاہ دیا ۱۲ ۳ امام محمد باقر سے روایت ہی کہا ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اوسکا فرزند زید بن عمر ایک وقت مین فوت ہوئی اور یہہ نہ معلوم ہوا کہ کون انمین سے پہلے فوت ہوا اسلیے ایک دوسرے کا وارث نہوا اور دونو پر اکہٹی نماز پڑہی گئے ۱۲ ۴ لیکن حضرت کا نکاح کر دینا پس اس بات کیطرف بتشریح جواب ہمنے کتاب شافی مین ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے بیٹی کے نکاح کو عمر کے ساتہہ قبول نہین کیا مگر ڈرانے اور دہمکانے اور جہگڑے اور لمبی گفتگو کے بعد جسمین بری انجام کا اور اوسکی ظاہر ہو جانے کا جسکو ہمیشہ چہپاتے تہے خوف ہوا۔ ۱۲

ثبوت اصل کتاب سے اور ساتوان اوپر نقل کر چکے تہے اسلیے یہان ترک کر دیا۔ غرضکہ اگر تتبع کیا جاوے تو اور بہی بہت طرق سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن صاحب عقل و دین کے واسطے یہہ بہی کافی ہے۔ اب بعد ان نصوص و تصریحات کے جو فریقین کے کتب معتبرہ اور علماء معتمدین کے اقوال سے نقل ہوئی کوئی شخص جسکو ذرا سی عقل اور تہوڑا سا دین واہب العطیات کی طرف سے ملا ہو اس امر کا انکار نہین کر سکتا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور یہہ دعوے نہین کر سکتا ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے منعقد ہوا کیونکہ روایات مذکورہ صریح دلالت کرتی ہین کہ علماء فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت علی جو حضرت زہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئین منعقد ہوا روایات اہلسنت مین تو صریح مذکور ہے حاجت بیان نہین اور روایات شیعہ مین بہی گویا تصریح ہے قاضی صاحب شوستری نے بعد عمر رض کی محمد بن جعفر سے مصاہرت بیان کی اور ظاہر ہے کہ یہہ مصاہرت بسبب تزویج ام کلثوم بنت فاطمہ تہی نہ بسبب تزوج ام کلثوم بنت صدیق کے ابو القاسم قمی نے ام کلثوم کے ہاشمیہ ہونے کی شہادت دی اور تسلیم کر لیا اور یہہ اسیوقت ممکن ہے جبکہ ام کلثوم بنت فاطمہ ہون اگر یہہ ام کلثوم بنت صدیق ہو تو ہر ایک احمق بہی سمجہہ سکتا ہے کہ وہ ہاشمیہ ہونگی اور اسیطرح باقی نصوص بہی اسیطرف راجع ہین غرضکہ ان نصوص و تصریحات سے بخوبی ثابت ہے کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگرچہ اسکے بعد کچہہ ضرورت نہ تہی کہ ہم اسکے ابطال کیطرف اور بہی متوجہ ہون۔ لیکن اسلیے کہ ناظرین رسالہ حضرات شیعہ کے دین و دیانت فہم و فراست اور عقل و کیاست علم و فضیلت کا بخوبی اندازہ فرمالین اور معلوم کر لین کہ یہہ حضرات ہمیشہ نئی نئی تراش و خراش مذہب فرماتے رہتے ہین اور آئی دن ایک نئی گہڑت ہوتے رہتی ہی تہوڑی سی اور بہی اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہین جس سے واضح ہو کہ تتبع قاصر احقر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواب اور یہہ توجیہہ جو ہمارے فاضل مجیب نے فرمائی ہے۔ قاضی شوستری کے زمانہ تک بلکہ اوسکے بعد کشمیری صاحب صاحب نزہہ تک بہی ایجاد ہوئی نہتی۔ کہ اونہون نے اس جواب توجیہہ کو اختیار بلکہ ذکر بہی

نفرمایا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ایجاد و اختراع حال کا ہی - اول متقدمین مین بعض علماء اعلام نے مثل شیخ مفید کی اس نکاح کے وجود سی ہی سے انکار کیا اور فرمایا کہ جس روایت مین یہہ مروی ہے وہ روایت زبیر بن بکار کی طریق سے ہے اور وہ مبغض امیرالمومنین ہے اور قابل اعتبار کے نہین - پہر جب دیکہا کہ انکار ایسی خبر کا جو بمنزلہ متواتر کے ہے پیش نہین جاتا اور ماہتاب مشت خاک سی نہین چہپ سکتا تو دوسرے راہ چلی بعضون نے جناب امیر کے معجزہ اور کرامت پر ٹالا - کہ آپنے وفد نجران سے ایک جنیہ بلا کر اور متشکل بشکل ام کلثوم کرکے بہیجدی تہی اور وہ جنیہ حضرت عمر کے پاس رہی کسی نے تقیہ کی پناہ پکڑی کسینے حضرت کے صبر و سکوت کا نتیجہ کہا کسینے بنات لوط کو مشبہ بہ قرار دیا کسینے بنات طیبات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مماثل بتلایا - کوئی سبب ظاہری کلمہ گوئی عمر کے اوسکو جائز اور مباح کہتا ہے اور کوئی بوجہ نفاق و کفر باطنی کے اوسکو مثل اکل میتہ و لحم الخنزیر کے اضطرار ابحق جناب امیر ثابت کرتا ہے غرض کوئی مستانہ وار کچہہ نغمہ سرائی کر رہا ہے کسیکا کچہہ ترانہ ہے - لیکن کوئی اس لجہ مصیبت سے ساحل خلاص پر نہ پہونچا - اور کسیکو اس ورطہ ہلاکت سی راہ نجات نسوجہی - تمام تاویلات جہل اور ساری تسویلات لغو و لاطائل جب کوئی توجیہہ گرہ کشا نہوئی - اور دیکہا کہ خصم گلوگیر سے رہائی محال ہے تو اسلیے پچہلون نے ایک نیا لباس بدلا - اور نرالی توجیہہ نکالی اور اوسکو مایہ الافتخار سمجہا حالانکہ وہ بہ نسبت توجیہات سابقہ کے بہی زیادہ لغو اور پوچ ہے اور یہہ امر بدلائل ثابت ہی اول صریح روایات فریقین کے اسکی مکذب ہین روایات سی صاف ثابت ہی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا - اگر یہہ نکاح فی الواقع ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہوا تہا تو آپکے علمانے کیون زبان سے نکالا اور آجتک یہہ لغو توجیہات کیون کرتے رہے - اجی حضرت اگر واقعی یہہ نکاح بنت صدیق رض سے ہوا ہوتا تو آپکے اکابر تو ایک عالم کو سر پر اوٹہا لیتی اور برخلاف اسکے اپنی عجز کے معترف ہین - دوسری یہہ کہ عمر بن خطاب رض بزعم شیعہ دشمن اہلبیت رض اور اونکی تذلیل و توہین کے درپے تہے چنانچہ اہلبیت کے گہر کو جلا دیا اور طرح طرح کی اہانت کی - جسکا

بیان خارج از حد امکان ہے پس مقصود اس نکاح سے یا اہلبیت کو ایذا رسانی تہی چنانچہ
تعلقات باہمی سے حسب روایات شیعہ ظاہر و باہر ہے - یا مقصود ترویج خلافت تہی
کہ اس بضعۃ الرسول جگر گوشہ بتول کو عقد ازدواج سے وجاہت خواص و عوام مین ہوجائیگی
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے اس امر کی تصریح فرمائی اور نہایت بدیہی ہے کہ یہہ
دونو امر جبتک ام کلثوم بنت فاطمہ رض تسلیم نکیجاوین حاصل شدنی نہین - تیسرے یہہ کہ یہہ
محض جہوٹ اور افترا ہے کہ ام کلثوم بنت صدیق رض حضرت امیر المومنین کی بیٹی بسبب ربیبہ
ہونے کے مشہور تہی جبتک اسکی شہرت کو دلائل معتبرہ سے ثابت نفرماوین لائق التفات
نہین بلکہ یہہ ممکن نہین کیونکہ بعد نزول آیت ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله - غیر
باپ کے طرف نسبت کرنا ممنوع ہوچکا تہا - اور نیز ام کلثوم بنت علی کے ساتھہ التباس ۔۔۔
کو یہہ اطلاق مستلزم تہا اسلیے ہرگز یہہ اطلاق صحیح نہین ہوسکتا ورنہ تو لازم آتا ہے کہ محمد
بن ابی بکر پر بہی محمد بن علی ابن ابی طالب کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ جیسی ام کلثوم حضرت کے
ربیبہ تہی ایسی ہی محمد بن ابی بکر بہی آپکے ربیب تہے بلکہ محمد بن ابی بکر کو بہ نسبت ام کلثوم کے بہت زیادہ
خصوصیت تہی - حسب روایات شیعہ اپنے حقیقی باپ سے زیادہ حضرت کو سمجہتے تہے ہمیشہ حضرت کے
رفیق و غمگسار رہے - حضرت بہی بکمال شفقت محمد بن ابی بکر کو ولد نا صحیح سے یاد فرماتے ہین - چنانچہ
نہج البلاغت مین یاد آتا ہے کہ مروی ہے - چوتہی یہہ کہ اگر بفرض محال روایات مین ام کلثوم
بنت علی سے ام کلثوم بنت صدیق ہی مراد ہون تاہم صحیح نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ اطلاق
مجازاً ہے اور متفق علیہ مسلہ ہے کہ عدول عن الحقیقۃ جبتک حقیقت متعذرہ نہو اور قرینہ صارفہ
عن الحقیقۃ قائم نہو اوسوقت تک معنی مجازی صحیح نہین ہوسکتے - مانحن فیہ مین ہرگز معنی حقیقی
متعذر نہین بلکہ معنے مجازی متعذر ہین - چنانچہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ
بہی مفقود ہے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی ایسا نہین ہے جو حمل علے الحقیقۃ سے مانع ہو بلکہ صریح
قرائن حمل علے الحقیقت کو مستلزم ہورہی - چنانچہ علت ترویج خلافت بیان کرنا اور بعد انتقال

فاروق رضکے محمد بن جعفر کے ساتھ عقد واقع ہونا۔ عدم کفائت کا ہونا۔ حضرت ؑ کے فعل کے ساتھ کہ آپنے اپنی دختر بطہر ذی النورین کو دی تھی مماثلت بیان کرنا۔ ہاشمیہ ہونا۔ یہہ سب قرائن مستلزم اسکو ہین کہ یہہ ام کلثوم جناب امیر کی صلبی دختر نہین اور بنت صدیق جو آپکے ربیبہ تہین نہین ہین۔ پانچوین اس تاویل و تسویل کی گہڑنے اور تراشنے والونکو یہہ بہی نہ سوجہا کہ اتنا سمجہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن ہے یا نہین اور تاریخ ولادت دونو ام کلثوم بنت علی مرتضی اور ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کو دیکہین۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ بہت ہی عجیب اب اس عقدہ کو ہم کہولتے ہین۔ اور حضرات کے اس توجیہہ کو ہبا منثورا کرتے ہین اور خاک مین ملاتے ہین اب چاہیے کہ کسی نئی تاویل تراشی کی فکر فرماوین پس واضح ہو کہ یہہ نکاح متنازع فیہہ ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن نہین کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تہی اس وقت تک یہہ ام کلثوم پیدا نہین ہوئی تہے اور حمل مین تہی تو ابتداء خلافت فاروق مین پیدا ہوئی چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین اُمُّ کُلثُوم بنت ابی بکر الصدیق توفی ابوھا وھی حمل من التابعین۔ اور روایت سابقہ سے یہہ بہی واضح ہے کہ بعد نکاح کے حضرت فاروق رض سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ تولد ہوئی۔ اور مدت خلافت حضرت فاروق تقریبا دس سال ہے۔ اب اہل عقل و خرد کے غور فرمانے کا مقام ہے کہ حضرت فاروق ایسی صغیرہ سے جو انکی ابتداء زمانہ خلافت مین ہوئی ہو نکاح کرین اور پہر اس لیکر نو دس سال کے عرصہ تک وہ بالغہ بہی ہو جائی اور دو بچے بہی پیدا ہو جائین عقل باور کرتی ہے سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ اور ام کلثوم بنت فاطمہ رض بہی اگرچہ صغیرہ نہین۔ لیکن بہ نسبت اس ام کلثوم کی کئی سال بڑے تہین کیونکہ انکی پیدایش زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوئی تہی چنانچہ ہم روایات سابقہ مین نقل کر آئی ہین ولادت قبل وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو متیقن محقق ہوا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا اور ہماری فاضل

۱ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق یہہ حمل مین تہین اسکی باپ کے وفات پاجانے تک ۔۔۔ سنہ ۱۲ ہجری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی ۔۔۔

ہمت السعداء کی تغلیط

مجیب کا دعوی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا باطل ہوگیا۔ پہر ہماری فاضل مخاطب نے
ایک روایت ایک مجہول الاسم المسمی کتاب ہمت السعدا رسے جو یہہ لکھی کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے ساتہ
عقد نکاح فاروق ہوا وہ بنت صدیق تہی محض کذب اور سراسر غلط ہے اگر بالفرض اوس کتاب مین
ہم اس عبارت کو صحیح تسلیم کرلین اور الحاقی نہ کہین تاہم بمقابلہ اون روایات کے جو کتب معتبرہ
مشہورہ فریقین سے نقل کیگئی اسکو غلط سمجہا جائیگا۔ اور اسکی کذب و دروغ ہونے پر دوسری
دلیل یہہ ہی کہ اس روایت مین لکہا ہے۔ باز بنکاح ابوبکر در آمد از ابوبکر پسری عبد الرحمن نام
ویک دختر ام کلثوم زائید۔ حالانکہ یہہ باتفاق فریقین سراسر غلط ہے عبد الرحمن بن ابی بکر
ہرگز بطن اسما بنت عمیس سے نہین ہے بلکہ محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا
اور عبد الرحمن بن ابی بکر حضرت عایشہ رض کے حقیقی بہائی ام رومان کے بطن سے ہتے پس
اگر یہہ عبارات الحاقی نہین ہین اور اصل مصنف کی ہی ہین تو جسکو اتنی بہی خبر نہین کہ ابوبکر کا
فرزند اسما بنت عمیس کے بطن سے عبد الرحمن تہا یا محمد جو ادنے طلبہ علوم پر بہی پوشیدہ نہین
اوسکا کلام بے شک ہماری فاضل مخاطب کے ہی نزدیک بمقابلہ روایات معتبرہ صحیحہ واقوال علما،
مستند قابل التفات ہوگا۔ پس حضرات پر خدا کا خوف اور اہل علم سے حیا و شرم ختم ہے۔ مین
یقیناً جانتا ہون کہ یہہ امر کہ ابوبکر صدیق کے فرزند اسما بنت عمیس کے بطن سے عبد الرحمن تہے یا محمد
ہماری فاضل مخاطب پر بہی باینہمہ ادعا تبحر مخفی ہنوگا اور نہین تو نہج البلاغت اور اوسکی شروح
ہی سے یہہ امر ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر اسما بنت عمیس کے بطن سے ہتی اور جناب
امیر کی ربیب ہتی لیکن تعجب ہے کہ روایت کے نقل کے وقت عقل و فہم کو کیون جواب دیدیا ہتا
ہوش و حواس کو کہان رخصت کر دیا تہا کہ اسکی نقل کے وقت کچہہ خبر نرہی انا پ شناپ
مہملات کو نقل کردیا فی الواقع یہہ اس اعتراض کے عویص اور جذر اصم ہونے کا نتیجہ ہے وبس
پس ایسی مہملات و خرافات سے بحمد اللہ اہل سنت فریب نہین کہاتے۔ الحاصل یہہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتہہ ہوا ہے نہ ام کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یا کسی دوسری ام کلثوم کے ساتھہ جیسا شیعیان وقت کا زعم ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ساتھہ ہوا ہے نہ کسی دوسری عمر یا عمرو کے ساتھہ جیسا شاید مجبور ہوکر شیعیان آئندہ دعوی کرنے لگین کیونکہ اول تو متقدمین اور متاخرین علمار شیعہ نے اسکو قبول اور تسلیم فرمالیا ہے چنانچہ روایات سابقہ سے واضح ہوچکا نہین صرف تسلیم ہے نہین کیا بلکہ فقہار شیعہ نے اس سے استنباط مسائل بہہ فرمایا ہے - چنانچہ ابوالقاسم قمی شارح شرائع کی تصریح سے واضح ہے - پہر یہہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضہ حضرت امام حسن حسین زینب الکبرے رضی اللہ عنہم سے حسب تصریح صاحب الہامیہ چہوٹی ہین اور ۸ یا ۹ ہجری مین تقریبًا پیدا ہوئین تو ابتدار خلافت فاروقی مین انکی عمر تقریبًا پانچ سال کے ہوگی کیونکہ دو برس اور پانچ چہہ ماہ خلافت صدیقی کے بہی گذرے اور صاحب الہامیہ نے جو بعض روایات سی ثابت کیا کہ نکاح کے وقت حضرت عمر کا سن ساٹھہ برس کا تہا کچہہ قابل اعتبار نہین کیونکہ اوسی روایت سے یہہ بہی ثابت ہی کہ ام کلثوم کی عمر چار سالہ تہی اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی عمر ترسٹھہ ٦٣ سال سے متجاوز نہین تو وفات حضرت عمر رض کے وقت ام کلثوم سات سالہ ہوئین اور اونکی بطن مبارک سے دو بچی بہی تولد ہوئی ایک زید دوسرے رقیہ تو کیا کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ سات سال عمر تک دو بچے کسی لڑکی کے پیدا ہوجائین اصل یہہ ہے کہ واقفان سیر جانتے ہین کہ بزرگونکی تولد اور وفات اور سن عمر وغیرہ مین اختلاف کثیر ہے کوئی امر ایسا نہین الا ماشار اللہ جسمین اختلاف نہو - خود حضرت عمر کی عمر کو ۵۹ سال بہی لکہا ہے - تو کوئی شخص قطعی طور پر کسی امر کے سن کو معتبر نہین سمجہہ سکتا علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ بداہت عقل صراحتًہ اوسکی تکذیب کرتے ہو اور قرینہ قاطعہ اوسکی کذب ہونے پر قائم ہو - قطع نظر اس سے ہم تسلیمًا کہتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے اور اسکی وجہ صحت یہہ ہے کہ عمومًا عرب مین شائع ہے کہ احاد کے کسرات مین مشہور کو ساقط کردیتے ہین اور عشرات کی کسرات مین احاد کو گرادیتے ہین - خاصکر جبکہ تعین کسر معلوم نہو تو اس روایت مین بہی چونکہ سال نکاح علے التعین معلوم نہین لیکن پچاس اور ساٹھہ کے تقریبًا مابین واقع ہوا ہے

اصلیکی عبارات کو حذف کردیا اور عشرہ الطلاق کردیا نقل روایت مین رسالہ الہامیہ کے یہہ الفاظ ہین چہٹی روایت وہی کتاب المودہ مذکور مین یون ہے ان عمر بن الخطاب لما خطب[۱] ام کلثوم واعتذر علی بصغرھا فقال عمر مالی حاجۃ الی النساء لکن ابتغی الوسیلۃ الی محمد علیہ السلام وھو یقول کل سبب و نسب ینقطع بالموت الا سببی و نسبی فزوجھا علی ایاہ بمہرا ربعین الف درھم فساق ذلک کلہ عمر وھی ابنۃ اربع سنین او مابین الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میرزھا و مسح یدہ علی راسہا فجر د ساقہا فرفعت یدھا و کادت ان تلطمہ وقالت لولا انک امیر المؤمنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوھا فانہا ھاشمیۃ قرشیۃ۔ علاوہ ازین اس روایت کے صریح الفاظ کا مدلول یعنے وسیلہ کا طلبگار ہونا روایت کل سبب الخ بیان کرنا حضرت علی سے خواستگار ہونا۔ ہاشمیہ قرشیہ اوسکو کہنا یہہ سب اوسکی بنت فاطمہ ہونے کو مستلزم ہین اور بنت صدیق ہونے کو نافی۔ پہر یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہونا ممکن نہین کیونکہ اول تو یہہ ابتداء خلافت فاروقی مین تولد ہوئی اتنے زمانہ مین اسکا بالغہ ہونا اور دو بچے پیدا ہونا محالات عادی سے ہے پہر عمر کو اسکی خواستگاری کی کچہہ حاجت نہ تہی۔ اہلبیت صدیق سے عداوت نہ تہے کہ اوسکی تذلیل و توہین مدنظر ہو۔ بلکہ اگر حضرت عمرؓ موافق ہمارے اعتقاد کے خلیفہ راشد تہے اونکی غرض اس نکاح سے رسولؐ کے ساتہہ پیوندگی تہے چنانچہ ہماری روایات سے ثابت ہے اور اگر حسب مزعوم شیعہ دشمن اہلبیت تہے توبہی اونکی غرض اسی ام کلثوم سے متعلق ہے کیونکہ اوسیکے غصب مین تذلیل اہلبیت ہے نہ بنت ابوبکر مین۔ اور اگر بفرض محال یہہ ام کلثوم

[۱] عمر بن خطاب نے جب ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے اوسکی صغر کا عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجکو عورتونکی طرف رغبت نہین مین محمد علیہ السلام کیطرف وسیلہ چاہتا ہون اور وہ فرماتا ہے ہر واسطہ اور رشتہ موت سے منقطع ہوجائیگا مگر میرا واسطہ اور رشتہ تو علی نے چالیس ہزار درہم مہر پر اسکا نکاح عمر کے ساتہہ کردیا۔ عمر نے یہہ سب بہیجدیا اور ام کلثوم چار سالہ تہی اور عمر کی عمر ساٹہہ برس تہی تو عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹہایا اور اوسکی ازار کو اوٹہایا اور اسکے سر پر اپنا ہاتہہ رکہا اور اسکی پنڈلی کہولی اوسنے ہاتہہ اوٹہایا اور قریب تہی کہ عمر کے طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو [illegible]

بنت صدیق ہوتے تو حضرت امیر سے اسکی خواستگاری کے کیا معنی انکی ہمت السعداء کے
روایت سے جسکو علماء شیعہ نے معتمد سمجھکر اپنا مستدل قرار دی رکہا ہے ثابت ہے کہ حقیقی
بہائی ام کلثوم کا عبد الرحمن بن ابی بکر ہتا تو ظاہر ہے کہ وہ ولی ام کلثوم کا ہوا
نہ حضرت امیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر لاریب موالین خلفاء مین سے تہا اگر عمر
اونکی خواستگاری فرماتے تو حضرت امیر کا اوسمین کچہہ دخل نہ تہا نکاح بولایت عبد الرحمن
بلا وقت اور بدون کشاکشی کے ہوجاتا پس ای حضرات ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لیواؤ
جب اہل حق کے مقابلہ مین قدم رکہو اور سمجہہ لو کہ اس قسم کے الہامات الہام نہین ۔ بلکہ
محض وسوسہ شیطانی ہین ۔ معہذا یہہ کچہہ ام کلثوم ہے پر تو منحصر نہین بلکہ لفظ کافی کلینی صاحب
وال ہین کہ یہہ غصب معاذ اللہ توبہ توبہ بہت سی فروج دشمنان اہلبیت پر واقع ہوا وہ اس کو
اول فرج غصبت منا فرماتے ہین اور اولیت اوسیوقت متحقق ہوگی جبکہ پہچی بہی یہہ سانحہ
ہوش ربا واقع ہوا ہو ۔ غالباً اس سے آپکے امام کلینی کی مراد یہہ ہوگی جو حضرات ائمہ اپنی
بنات اور اخوات کو معاذ اللہ نواصب کو دیتے تہے چنانچہ حضرت سکینہ مصعب بن زبیر کے
نکاح مین تہی یہان بہی فرمائی کہ سکینہ کوئی اور سکینہ تہی ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اب تیسری روایت کی کیفیت بہی سن لیجیے کہ جو ہمارے فاضل مخاطب نے فتح الباری شرح
بخاری سے نقل کی ہے کہ اصل اوس روایت کو قاضی نور اللہ شوستری نے ابن حجر
متاخر یعنے مکی سے اپنے مصائب مین نقل کیا ہے جسکا ترجمہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی
حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین اسطرح کیا ہے باآنکہ معارض نیست بانچہ ذکر کردہ اند
آنرا بسیاری از اہلسنت از جملہ ایشان ابن حجر متاخرست در کتاب خود گفتہ کہ چون علی
علیہ السلام ابا کرد آنرا نکاح ابنۃ خود از برائی عمر وصغر او را عذر ساخت وعذر او را عمر قبول ننمود
تا آنکہ ملجا ساخت علی را بآنکہ ام کلثوم را بیاراید و بنماید پس او را نزد عمر فرستاد و چون عمر او را دید
اخذ کرد وضم نمود او را بجود و بوسید او را و بعد از آن ابن حجر عذر خواست در آنچہ عمر کردہ بود

از ضم وتقبیل پیش از وقوع عقد تحلیل یا آنکہ ام کلثوم بنا بر صغر بحدی رسیدہ بود کہ بسبب شہوت
شود تا حرام شود ضم وتقبیل واگر چنین اور انیز بود پدرا ورا نیز فرستاد - بعد قاضی شوستری
کی اس روایت کو آپکے علامہ کشمیری نے نزہہ مین ابن حجر سے نقل کیا ہے اور مطلق ابن حجر
لکھا ہے نہ عسقلانی لکھا نہ مکی لکھا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا - چہارم آنکہ معارض ست بروایاتیکہ
اہلسنت دربارہ نکاح حضرت ام کلثوم ذکر کردہ اند ازانجملہ ابن عبد البر در کتاب استیعاب
در اثنا ترجمہ ام کلثوم روایت کردہ از عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم
فذکر صغرھا فقیل ردک فعاودہ فقال لہ علی ابعث بھا الیک فان رضیت
فھی امراتک فارسل بھا الیہ فکشف عن ساقھا فقالت مہ لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک انتہی وابن حجر چنین روایت کردہ ان علیا لما ابی عن النکاح ابنتہ بعمر
واستعذر بصغرھا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ ان یرسلہا ایاہ
فارسلھا الیہ فلما راھا عمر اخذھا وضمھا الیہ وقبلھا بعد شوستری اور کشمیری کی
اس روایت کے ایک حصہ کو ہمارے فاضل مجیب نے نقل کیا اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
کی طرف اس روایت کے تخریج کو نسبت کیا جو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے پس اول تو
یہہ روایت اون روایات کے مخالف ہے جو موافق جمہور کے ابن حجر نے اصابہ مین بیان کی ہین چنانچہ
ہم اوپر نقل کرچکے ہین - پہر ہمکو یہہ معلوم نہین کہ اس روایت کی نقل مین شوستری صاحب
سچے ہین کہ یہہ روایت موافق اونکی ابن حجر متاخر مکی کی ہے یا ہمارے فاضل مجیب سچے ہین
کہ یہہ روایت اونکے فرمانے کے موافق ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے
چونکہ بوجوہ مذکورہ ہمکو اس روایت کے صحت نقل مین کلام ہے اسلیے ہم اپنے فاضل مجیب سے
دریافت کرتے ہین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس جگہ مذکور ہے تاکہ ہم اسکی صحت نقل پر
مطلع ہون فتح الباری کو جہانتک اسکی مواقع مین تتبع کیا گیا ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور اگر
بفرض محال فتح الباری مین یہہ روایت ہوتا ہم چونکہ یہہ روایت مخالف جمہور محدثین مثل

صاحب استیعاب وشیخ ابن السمان و دارقطنی وبیہقی وشریف موسوی اور طبرانی وغیرہ کی
بلکہ خود عسقلانی کی روایت کیبہی مخالف ہی کہ تمام تحقیقات جہابذۂ محدثین کے صراحۃً رضا وخوشنودی
پر دال ہین اسلیے قابل اعتبار واحتجاج کے نہین ہو سکتے اور بالفرض اگر اسکو بہی تسلیم کرلین تو حسب
قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضًا اسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت فاروق نے اس معاملہ مین اپنے
زیادت الحاح والتماس وسالت اور کثرت مراجعت ومعاودت ومراودت سے جیسا کہ اکثر شیوہ
ومعمول شرفا ہے جناب مرتضوی کو ملجا ومضطر کیا نہ یہہ کہ جبر واکراہ وتعدی اور عدوان غصب کے
طور کیا ہو یا قتل کے دہمکی یا عباس کے سقایت وزمزم کے غصب کے دہمکی سے مکرہ اور مضطر کیا ہو معاذ اللہ
من سوء الفہم - پس اسجگہ لفظ الجاہ سے مراد بجز کثرت الحاح والتماس کے اور کچھہ نہین ہو سکتا
چنانچہ اور روایات سے بہی اسکی تائید ہوتی ہے کہ فاروق کو اسکے طرف کمال شغف تہا
اور ایسی حالت مین کہ ناکح معمر ہو اور مخطوبہ نہایت صغیرہ ہو اور اسکو کسے اپنے قریب کے لیے تجویز
کر رکہا ہو تو ایسی حالات کیوقت جسقدر الحاح والتماس وطلب وسالت مرد کیطرف سے ہو اور
عذر وانکار اولیاء مخطوبہ کی طرف سے ہو بجائی خود ہے - علاوہ ازین ہمارے مخاطب لبیب نے
اس روایت مین یہہ دیانت فرمائی ہے کہ اس روایت کو اپنے مطلب کے موافق حتی الجاہ
تک نقل کیا اور ما بعد کے الفاظ کو جو مدعا کے خلاف تہے حذف فرمایا اور الخ لکہکر ٹال دیا نہین
بلکہ یہہ بہی فرمایا غور فرمایئے الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے غصبت اور اس لفظ مین صرف
تنازع لفظی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکے نزدیک اسکی یہہ معنی ہین کہ زبردستی بیٹی
چہین لے - جس سے بادی النظر مین دیکہنے والا یہ سمجہے کہ اس الجاء واکراہ کے غایت نکاح ہے
چنانچہ ہماری مخاطب لبیب نے اسی مدعا کے ثبوت کے لیے اس روایت کو اسجگہ نقل کیا ہے
حالانکہ یہہ محض غلط اور فریب دہی ہے بلکہ غایۃ الجاء واکراہ جو عبارت لاحقہ سے مفہوم ہوتی ہے
وہ صرف دکہلانا حضرت ام کلثوم کا تہا چنانچہ حتی الجاہ ان یہا اسپر دال ہے اور ظاہر ہے
کہ نکاح کی لیے بروایات مسلمہ فریقین دیکہنا مخطوبہ بالغہ کا بہی جائز بلکہ مندوب ہے جیسا کہ

صغیرہ ہو کہ صغیرہ کا جسکی عمر چہہ سات سال کی ہو علی الخصوص ایسی حالت مین کہ عرب کے رسم و عادت کے
خلاف ہو دیکھنا یا دکھلانا مستلزم کسی محذور کو نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر بالفرض
یہہ روایت صحیح بہی ہو تاہم مفید مدعا مجیب نہین ہے کیونکہ مدعا اثبات الجا و اکراہ درباب
نکاح ام کلثوم بنت صدیق ہے اور اس روایت سے کسیطرح اس ام کلثوم کا بنت صدیق ہونا
ہرگز مفہوم نہین ہوتا تو ام کلثوم بنت صدیق کے نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کیونکر پایہ ثبوت کو
پہونچیگا۔ کیونکہ اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ تو فرع اوسکی وجود کی ہے جب روایت
مین اوسکی وجود کا ثبوت ہی نہین تو اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کا دعوی کرنا ذوی العقول کا
کام نہین ہے۔ رہا یہہ کہ مذہب شیعہ مین اگرچہ روایات سے یہہ امر ثابت ہے کہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ سے بجبر و اکراہ ہوا چنانچہ روایت کلینی اول فرج غصبت منا سے یہہ امر
واضح ہے اور قاضی شوستری وغیرہ کی تصریحات اسپر دال ہین۔ لیکن یہہ امر سراسر لغو اور
لاطائل ہے۔ کیونکہ جناب امیر جو اس جبر و اکراہ و اہانت و تذلیل کے متحمل ہوئی دو حال سے
خالی نہین یا یہہ کہ یہہ صبر و سکوت بوجہ وصیت کے تہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت فرمائے تہی کہ میرے بعد خلفاء جور جو کچھہ احداثات و ابتداعات کرین ہرگز چون و چرا
نکرنا اور جسقدر توہین و تذلیل ثقلین کرین صبر و تحمل کو ہاتہہ سے ندینا۔ اور یا اس وجہ سے
تہا کہ آپکے یار و مددگار تہے آپکو یہہ خوف تہا کہ آبرو گئی سو گئے مبادا جان بہی جائے اسلیے
آپنے ان کفریات کو جہیلا اور اونمین شریک رہے لیکن دونو توجیہین ایسی خرافات و پوچ ہین
جنکا بطلان ہر ایک ذی خرد و نظر بداہتہ مین سمجہہ سکتا ہے احتمال اول بالکل غلط اور خلاف
اصول شیعہ ہے کیونکہ باتفاق تمام اثنا عشریہ لطف خدا پر عقلاً واجب اور خلاف لطف
قطعاً حرام اور قبیح۔ پس اگر یہہ وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند تعالے
شانہ فرمائی تو معاذ اللہ خدا تعالے اور اوسکا رسول آمر بالقبیح ہوئی۔ کیونکہ امام عام اور
نائب رسول کو یہہ وصیت کرنا کہ بعد حضرت کے کفار و فجار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین

کسیکو راہ ہدایت کیطرف دعوت نکرین بلکہ تقیہ کے پردہ مین عوام کو جہوٹے اور غلط مسئلے بتلا کر
راہ حق سے گمراہ کرین اہل کفر و نفاق و بغض و شقاق اگرچہ دین کو برباد کرین شریعت کو بدلین حلال کو
حرام کرین مثلاً متعہ کو جسکی متعدد دفعہ کرنے سے ہر ایک دفعہ مین عوام کا لاتمام قضاء شہوت
بہی ہی کرین اور بتدریج ائمہ کے مراتب پر بہی فائز ہون اور اوسکی غسل کے پانی سے جسقدر
قطرات ٹپکین اوتنی فرشتے پیدا ہون - ایسی نعمت بے پایان کو حرام کرین حقوق کو چہینین
بنات طیبات کو غصب کرین دم نہ مارین چون و چرا نکرین - سراسر خلاف لطف اور قبیح
اور حرام ہے اور خلاف اوس غرض کے ہے جسکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئی
اور کتاب نازل ہوئی اور جہاد کا حکم سنایا گیا اور اگر غرض اس سے حفظ اور بقاء ظاہری ایمان تہی
اور اس وجہ سے اسکو مستحسن سمجہا گیا تو یہہ بہی بالکل واہیات ہے کہ نفاق کا بقا اور اوسکا حفظ
اور اوسکی حمایت خداوند کریم کو اور اوسکے رسول کو اسدرجہ مہتم بالشان ہو کہ اوسکے مقابلہ مین اوسکا
دین حنیف برباد ہو جاوے اور اوسکی کتاب خراب ہو اور اہلبیت نبوی ذلیل و خوار ہون - پہر بہی
اوس نفاق کا بقا مد نظر رہے نعوذ باللہ من ذالک اور جب یہہ اشد قبیح اور محرم ہی تو حق تعالے
شانہ کیطرف ایسی قبائح و شنائع کا صادر ہونا امر محال و ممتنع ہے - احتمال ثانی بہی بالکل غلط
اور باطل ہے - کیونکہ اگر تمام صحابہ الا معدودی آپکے دشمن تہی تو جنگ جمل و صفین کے وقت مین
آپکے ہمراہ ہو کر ہزارہا صحابہ نے جان بازیان کین وہ کہانسے پیدا ہو گئی تہی پہلے کیون دشمن تہے
اور اب کیون دوست ہو گئی - بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو اب زیادہ اسباب عداوت تہی آپ اپنی
امارت مین خواہشات نفسانیہ سے ضرور روکتی ہونگی جسپر مدار ناخوشی کا ہے اسیواسطے آپ نے
ارشاد فرمایا تہا وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا - کذا فی نہج البلاغت - تو جب
اسوقت آپکے ہمراہ ہوئی اور آپ پر اپنی جانونکی فدا کرنے تک دریغ نکیا تو کیا اوسوقت ہمراہ
نہوتے - بی یار و انصار ہونا تو اوسوقت ہوتا کہ آپ منازعت فرماتے اور کوئی آپکے ہمراہ
نہوتا - علاوہ ازین یار و مددگار کے آپکو کیا ضرورت تہی - آپکو معلوم تہا کہ یہہ لوگ میرے قتل و

اہلاک پر تو قادر ہو سکینگے اور مقابلہ آپکے شجاعت کے کس کی طاقت تہی کہ سامنے آسکے۔ پس
یا خوف آبرو ہوتا ہے سو وہ جاچکی تہی اور یا خوف جان وہ جانے والی نہ تہے پہر معلوم نہین ایسی
حالت مین اوس لغو وصیت سے کیا فائدہ اور آپکو یار و مددگار کی کیا ضرورت۔ تعجب تو یہہ ہے کہ بمقابلہ
امیر معویہ کی نہ وصیت یاد آئی نہ شیعیان مخلصین کے ہونے کا اوسوقت خیال آیا حالانکہ امیر
معویہ کیطرف سے اوس تعدی کا عشر عشیر بہی ظہور مین نہین آیا کہ جو خلفاء سے عموماً ظاہر ہوئی
پہر اگر وصیت کو منحصر زمانہ خلفاء ثلثہ پر سمجہا جاوے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح کی لازم آوے
اور مابہ الفرق کوئی نہ نکلے۔ معہذا اِن دونو تاویلونکو اوسوقت صحیح سمجہا جاسکتا ہے۔ جبکہ جناب
امیر نے کبہی منازعت نہ کی ہو اور ہرگز چون وچرا نفرمایا ہو۔ لیکن روایات مختلفہ سے ثابت ہوتا ہے،
کہ آپ ذرا ذراسی بات پر تلوار میان سے نکالنے پر آمادہ ہوگئے ذرا ذراسی بات مین آپنے
تخویف وتہدید فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو وصیت کے گئے نہ آپ عاجز و
بیچارہ تہے۔ چند روائتین لکہون جن سے یہہ مدعا پایہ ثبوت کو پونہچے۔ پہلی روایت قتل ابوبکر
اشجع کی ہے کہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد القلوب دیلمی سے نقل
کی ہے۔ چونکہ عبارت طویل تہی اسلیے اوسکا اختصار کرکے اسطرح لکہا ہے ابوبکر اشجع بن مزاحم
را متولی صدقات کہ مضافات مدینہ وضیاع فدک بود گردانید۔ کان شجاعاً[1] وکان لہ اخ قتلہ علی
بن ابیطالب فی وقعۃ ھوازن وثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصدہ
ضیعۃ من ضیاع اھل البیت فجاءہ بغتۃً واحتوی علیہا وعلی صدقات کانت لعلی
بفرس علی اھلہا وکان الرجل زندیقاً منافقاً فارسل اھل قریۃ الی امیر المؤمنین

---

[1] - اور یہہ شجاع تہا۔ اور اسکے ایک بہائے کو علی بن ابی طالب نے جنگ ہوازن اور
ثقیف مین قتل کیا تہا جب یہہ شخص مدینہ سے نکلا۔ پہلا قصد یہہ کیا کہ اہل بیت کے جاگیر اور علی کے
صدقات کو اچانک آکر ضبط کرلیا۔ اور رعایا پر ظلم کرنے لگا۔ گانو والون نے پیام بہیجکر
حضرت کو۔ ۱۲۔

برسول يعلمونه ما قرظ من الرجل فدعا علي عليه السلام بدابته وتعمم بعمامة
سوداء وتقلد بسيفين ومعه الحسن وعمار بن ياسر والفضل بن عباس وعبد الله
بن جعفر وعبد الله بن عباس حتى وافى القرية فانزل عظيم القرية في مسجد
يعرف بمسجدهم ووجه امير المؤمنين بالحسين يسأله المسير اليه فسار الحسين
فقال اجب امير المؤمنين فقال ومن امير المؤمنين فقال علي بن ابي طالب فقال
امير المؤمنين ابو بكر خليفة بالمدينة فقال الحسين اجب علي بن ابي طالب فقال انا
سلطان وهو من العوام والحاجة له فليصر هو الي قال الحسين ويلك ايكون مثل
والدي من العوام ومثلك يكون سلطانا فقال اجل فان والدك لم يدخل في بيعة
ابي بكر الا كرها وبايعناه طائعين فصار الحسين فاعلمه فالتفت الى عمار فقال يا ابا
اليقظان صر اليه واسأله ان يصير اليك لانه من اهل الضلالة فنحن مثل بيت الله
يؤتى ولا يأتي فصار اليه عمار وقال مرحبا يا اخا ثقيف ما الذي اقعدك على مثل
امير المؤمنين في صيارته فصر اليه وافصح عن حجتك فانتهر عمارا وافحش له في الكلام
وكان عمار شديد الغضب فوضع حمائل سيفه في عنقه ومد يده الى

ك اوسکی زیادتیون پر مطلع کیا علی نے اپنی سواری منگائی اور سیاہ عمامہ باندہا اور دو تلوارین حمائل کین اور حسین اور عمار بن
یاسر اور فضل بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس ہمرکاب ہوئی یہانتک کہ گانو مین پہنچے اور گانو کے چودہری نے اپنی مسجد مین اوتارا
اور امیر المومنین نے حسین کو بہیجکر اوسکو بلایا کہا امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا کون امیر المومنین کہا علی بن ابی طالب
اوسنے کہا امیر المومنین خلیفہ ابو بکر مدینہ مین ہین حسین نے کہا علی بن ابی طالب کیخدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا مین حاکم ہون
اور وہ عوام مین سے ہے اور اوسکو حاجت ہی وہ خود میرے پاس چلکر آئی حسین نے کہا تیرا ناس ہو کیا میری والد جیسے
عوام مین سے ہونگے اور تجہہ جیسے حاکم اوسنے کہا بیشک کیونکہ تیرا باپ ابو بکر کی بیعت مین باکراہ داخل ہوا ہی اور ہمنے برضا اوسکی
بیعت کی ہی حسین (واپس) چلے آئے اور جناب امیر کو (حقیقت حال کی) خبر دی۔ آپنے عمار کیطرف متوجہ ہوکر
فرمایا ای ابا الیقظان تو اوسکی طرف جا اور اوس سے کہہ کہ تو میرے پاس چلکر آوی کیونکہ وہ گمراہون مین سے ہی اور ہم بیت اللہ
کی مانند ہین جسکی پاس آتے ہین اور وہ کسیکی پاس نہین جاتا۔ عمار اوسکی پاس گئے اور کہا مرحبا ای ثقفی امیر المومنین جیسے
شخص کیخدمت مین حاضر ہونے سی تجکو کیا چیز (مانع) پیش آئی تو اوسکی طرف چل اور اپنی حجت کو ظاہر کر اوسنی عمار کو جہڑکا اور
بدکلامی سے پیش آیا عمار بہی تیز مزاج تہا اپنی تلوار کا پرتلا گردن مین لٹکایا اور تلوار کیطرف ہاتہہ بڑہایا۔ ۱۲

السیف فقبل لامیر المومنین الحق عمارا فوجہ بالجمیع وقال لھم لا تھابوہ فصیر[1]
دابتہ وکان مع الرجل ثلثون فارسا من جیاد قومہ قالوا لہ ویلک ھذا علی بن ابیطالب
قتلک واللہ وقتل اصحابک عندہ دون النطفۃ فسقط القوم جزعا من امیر المومنین
فسحب الاشجع الی امیر المومنین علی حر وجہہ سحبا فقال دعوہ ولا تعجلوا فقال ویلک
بما استحللت اخذ اموال اھل البیت فقال وانت بما استحللت قتل ھذا الخلق
فی کل حق وباطل وان مرضاۃ صاحبی احب الی من اتباع موافقتک فقال ما اعرف من
نفسی الیک ذنبا الا قتل اخیک ولیس بمثل ھذا الطلب الثارات فقبحک اللہ
وترحک فقال لہ الاشجع بل قبحک اللہ وتبر عمرک فان حسدک الخلفاء لا یزال
بک حتی یوردک موارد الھلکۃ فغضب الفضل ورمی عنقہ عن جسدہ فجمع
اصحابہ علی الفضل فسل امیر المومنین سیفہ فلما نظر القوم الی بریق عینیہ ولمعات
ذی الفقار رموا سلاحھم وقالوا الطاعۃ فقال انصرفوا براس صاحبکم الاصغر
الی صاحبکم الاکبر فانصرفوا والقوا راسہ بین یدی ابی بکر فجمع المہاجرین
والانصار فقال اخاکم التقی اطاع اللہ ورسولہ واولی الامر منکم فقلد تصدقات

[1] کسی نے امیر المومنین سے عرض کیا کہ عمار کے پاس پہنچیے آپ سب سمیت متوجہ ہوگئے اور فرمایا اوسکو گہیر لو نہیں بس اپنی سواری کو چلایا اور اوسکی ساتھ (بہی) اوسکی قوم کے عمدہ اور چیدہ لوگوں میں سے تیس سوار تھے اونہوں نے اوسکو کہا تیرا ناس ہو یہ علی بن ابی طالب (آپہنچا) خدا کی قسم تجکو اور تیرے ساتھیوں کو نطفوں تک قتل کر ڈالیگا۔ پس ساری قوم امیر المومنین سے ڈر کر گر پڑی اور اشجع کو موںہہ کے بل گہسیٹ کر امیر المومنین کے پاس لائی آپ نے فرمایا چہوڑ دو اور جلدی نکرو اور پوچہا تیرا ناس ہو کس وجہ سے تو نے اہلبیت کے اموال کے لینی کو حلال کر لیا اوسنے کہا اور تو نے کس سبب سے حق وناحق اس مخلوق کا قتل حلال کر لیا اور بالتحقیق مجکو میرے سردار کی رضا تیری موافقت کے پیروی سے پسندیدہ تر ہے فرمایا مین بجز تیرے بہائی کی قتل کے اور کوئی تیرا گناہ خیال نہیں کرتا اور (ظاہر ہے) کہ اس جیسی مطالبہ کا عوض نہیں ہوتا۔ پس تیرا خدا برا کرے اور تجکو آزردہ کرے اشجع نے کہا بلکہ خدا تیرا برا کرے اور تیری عمر کاٹے بالتحقیق خلفاء کا حسد ہمیشہ تیری ساتھہ رہیگا یہانتک کہ تجکو ہلاکت کے گہاٹ پر اتاری گا۔ فضل غصہ ہوا اور اوسکی جسم سے اوسکی گردن اوڑا دی پہر تو اوسکی ساتھی فضل پر اکھٹے ہوگئے پس امیر المومنین نے اپنی تلوار نکالی پہر جب آپکی آنکھوں کی دمک اور ذوالفقار کی چمک قوم نے دیکھی اپنی ہتیار پہینکدیئے اور طاعت پکارنے لگے فرمایا جاؤ اپنی چہوٹے سردار کا سر بڑی سردار کے پاس لیجاؤ۔ وہ گئے اور اوسکا سر ابوبکر کے آگے ڈال دیا

المدينة وما يليها فعارضه علي بن ابي طالب فقتله اخبث قتلة ومثل به اخبث منثلة
فليخرج اليه شجعانكم واستعد واله من رباط الخيل والسلاح فسكت القوم مليا
كان الطير على رؤسهم فقال اخرس انتم ام ذو السن فالتفت اليه رجل من الاعراب
يقال له الحجاج بن السجن فقال ان سرت سرنا معك ثم قام اخر فقال الا تعلم الى من
توجهنا والله ان لقاء ملك الموت اسهل من لقائه فقال اذا ذكر لكم علي دارت
اعينكم واخذتكم سكرة الموت اهكذا يقال لمثلي فالتفت اليه عمر فقال لم يبق له
الا خالد فقال ابو بكر يا ابا سليمان انت اليوم سيف من سيوف الله فصر اليه في
كثيف من قومك فانه قتل ليثا وكهفا وضيغما من شيعته وسله ان يدخل الحضرة
فقد عفونا وان نابذك الحرب فجئنا به اسيرا فخرج خالد في خمسمائة من ابطال
قومه فنظر الفضل الخبر امير المومنين فقال لو كانوا صناديد قريش وقبائل حنين
وفرسان هوازن لما استوحشت الا من ضلالتهم فقال خالد ما هذه الوبة
التي قد بدت منك لا تفرق بين كلمة مجتمعة ولا تضرم نارا بعد الخمود
فانك ان فعلت وجدت عنه غير محمود فقال تهددني يا خالد بنفسك وبابن

ـ ۱ مدینہ اور اوسکے متعلقات پر حاکم بنا دیا تھا پس علی بن ابیطالب اوس سے متعرض ہوا اور اوسکو بہت بری موت مارا اور بہت بری طرح صورت بگاڑی پس تم مین سے بہادر اوسکی طرف نکلو اور گھوڑون اور ہتھیارون سے اوسکے لیے مستعد ہو جاؤ (یہ سنکر) قوم دیر تک ایسی چپ رہی گویا اونکے سرونپر چڑیان ہین ابو بکر نے کہا کیا تم گونگے ہو۔ باز بانون والے تو ایک بدوی شخص جسکو حجاج بن سجن کہتے ہے متوجہ ہوا اور کہنے لگا اگر تو چلیگا تو ہم بہی تیری ساتھ چلینگے پہر دوسرا اوٹھکر کہنے لگا کیا تو نہین جانتا کہ ہمکو تو کسکی طرف بہیجتا ہے خدا کی قسم اوسکی ملنے کے بہ نسبت ملک الموت کا ملنا سہل تر ہے ابو بکر نے کہا کہ جب علی کا تمسے ذکر ہوتا ہے تو تمہاری آنکھین پہر جاتی ہین اور تمکو موت کا نشہ چڑہ جاتا ہے کیا میرے جیسی کو ایسا ہی جواب دیتے ہین پہر عمر اوسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا اس کے لیے بجز خالد کے اور کوئی نہین ہے پس کہا ای ابا سلیمان تو آج اللہ کے تلوار دینے کے ایک تلوار ہے تو اپنی قوم کا گران لشکر لیکر اوسکی طرف جا اوسنے ہماری شیعہ مین کے ایک شیر کو مار ڈالا اور اوسکو کہہ کر حاضر حضور ہو جائے ہمنے قصور معاف کیا اور اگر تجہسے لڑے تو تو اوسکو قید کرکے ہمارے پاس لے آ۔ تو خالد اپنی قوم کے پانسو بہادر لیکر نکلا فضل نے دیکھکر امیر المومنین کو اطلاع دی فرمایا اگر قریش کے سردار اور حنین کے قبیلے اور ہوازن کے شہسوار بہی ہونگی تو مین نہین گھبراتا بجز اونکی گمراہی کے خالد نے کہا یہ کیا حرکت تہی جو تجہسے ظاہر ہوئی کلمہ مجتمع مین تفریق نہ ڈال۔ اور بجہی ہوئی آگ نہ بہڑکا اگر تو ایسا کریگا تو اسکا انجام ناپسندیدہ ہوگا

ابی قحافہ فتملک من یحمل منی الی اسیر الجسبنی مالک بن نویرۃ فقتلتہ وانکحت امراتہ انی لا اعرف قاتلی واطلب منیتی صباحا ومساءً ولو اوردت ذلک لقتلتہ فی فناء ہذا المسجد فغضب خالد فسل امیر المومنین علی خالد وخفق علیہ فلما نظر الی بریق عینیہ وبریق ذی الفقار نظر الی الموت عیانا وقال یا ابا الحسن لم یرد ہذا فضربہ امیر المومنین بفقار اس ذی الفقار علی ظہرہ فنکس عن دابتہ فقام رجل یقال لہ المثنی بن الصباح وکان عاقلا فقال واللہ ماجئناک لعداوۃ بیننا و بینک انت اسد اللہ فی ارضہ وسیف نقمتہ علی اعدائہ ونحن اتباع ماموروں واطواع لا نخالفون فاستحیی امیر المومنین ونزل الجمیع ونزل امیر المومنین یمازح خالدا وخالد لمابہ الم الضربۃ ساکت فقال ویلک یا خالد ما اطوعک للخائنین الناکثین فقد ترکت بالحق علی معرفتہ وجئتنی لتحملنی علی ابن ابی قحافہ اسیرا بعد معرفتک انی قاتل عمرو بن عبدود ومرحب وقالع باب خیبر وانی لمستحیی منکم ومن قلۃ عقولکم او تزعم انہ قد خفی علی ما تقدم بہ الیک صاحبک حین اخرجک الی وانت تذکرہ ما کان منی الی سعد بکر ب والی صعد بن سلمۃ

---

[1] اور ابن ابی قحافہ سے دہمکاتا ہے تیری جیسا ہر کہ جیسی کو فیہ کر کے لیجائیگا کیا مجکو بہی مالک بن نویرہ سمجہا ہے کہ اوسکو مار ڈالا اور اوسکی عورت سے نکاح کر لیا با تحقیق مین اپنی قاتل کو پہچانتا ہوں اور صبح شام اپنی موت کا طلبگار ہوں اور اگر تو ایسا قصد کریگا تو مین تجکو اس مسجد کے صحن مین قتل کر ڈالونگا اسپر خالد کو غصہ آگیا تو آپنے بہی خالد پہ تلوار کہینچ لی اور تیز نگاہ سے دیکہا خالد نے جب آنکہون کے دمک اور ذو الفقار کی چمک دیکہی تو موت کو ظاہر دیکہہ لیا اور کہنے لگا ہمارا یہہ قصد نہین تو آپنے خالد کی پشت پر ذو الفقار کے نوک کے پیٹہ مار کر سواری سے اوسکو اوندہا گرا دیا ایک شخص مثنی بن صباح نام جو دانشمند تہا اوٹہا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم ہم تیری پاس باہمی عداوت کیوجہ سے نہین آئی تو اللہ کا شیر ہی اوسکی زمین مین اور اوسکی انتقام کی تلوار ہے اوسکی دشمنون پر اور ہم تابع محکوم اور مطیع غیر مخالف مین اسپر امیر المومنین کو حیا آگئی اور سب اوتری اور امیر المومنین بہی خالد سے دل لگی کرتے اوترے اور خالد بسبب الم ضرب کے چپ تہا پس فرمایا ای خالد تجپر افسوس ہے کس چیز نے تجکو امانت مین خیانت کرنے والون اور عہد کے توڑنی والون کا مطیع بنا دیا اور تو نے جان بوجہکر حق چہوڑ دیا۔ اور مجکو عمرو بن عبدود اور مرحب کا قتل کرنیوالا اور باب خیبر کا اوکہاڑنیوالا جاننی کے بعد بہی میری پاس آیا تا کہ مجکو ابن ابی قحافہ کے پاس قیدی بناکر لیجاوی اور مجکو تمسی اور تمہاری بے عقلی سے شرم آتی ہے کیا تجکو یہہ گمان ہے کہ تیری روانہ کرنے کے وقت جو تجسے تیرے سردار نے گفتگو کی تہی مجہپر مخفی ہے اور تو اوسکو

المخزومی فقال لک ابن ابی قحافة انما کان ذلک من دعاء النبی وھو الان اقل من ذلک فقال خالد یا ابا الحسن اعرف ما تقول وما عدلت العرب عنک الا ھربا من سیفک وما دعاھم الی بیعة ابی بکر الا استشھا لا بجانبہ ولین عریکتہ واخذھم الاموال فوق استحقاقھم الی اخر الروایة۔ اس روایت سے مثل روز روشن روشن ہے کہ وصیت کا دعوے جو حضرات شیعہ فرماتے ہین محض ڈہکوسلہ ہے اور الجاء واکراہ صرف بناوٹ اور گھڑت ہے اگر وصیت ہوتی تو اس ذرا سے معاملہ مین خلاف وصیت نفرماتے اور مخالف حکم تلوار نیام سے نہ کھینچتے تعجب ہے کہ غصب امامت پر جوش نہ کی غصب بنات پر غیرت وحمیت کو اصول شیعہ پر جوش نہ آنے دین بربادہوا کیا کبھی سر نہ ہلاوین اور جوش آوے تو اس تھوڑی سی بات پر۔ اہل عقل غصب امامت اور غصب بنات کو اس سے مقابلہ فرماوین اور اسمین سکوت اور اوسمین تلوارکشی کو دیکھین اور انصاف سے فرماوین کہ شیعہ اپنے دعوی مین سچے ہین یا نہین۔ علاوہ ازین اس روایت سے اور بہی چند فواید حاصل ہوئی جنکو ملخصا مختصرا لکھتا ہون (۱) ظاہر ہے کہ اشجع بن مزاحم مظہر اسلام اور کلمہ گو تہا۔ اگرچہ اوسکے دلمین کفر ونفاق ہو تو باعتبار ظاہر شریعت کے اوسپر احکام اسلام کے جاری ہونگی تو اوسکا قتل مستوجب قصاص ہے۔ پس اگر ہمارے فاضل مخاطب اوسکے ظاہری اسلام کا اعتبار فرماوین تو اوسکے دم کو مستحق قصاص کا سمجہین اور فضل بن عباس پر قصاص لازم فرماوین اور جناب امیر کی حمایت اور اعانت کو جو فضل بن عباس کی قربانی ناجائز اور حرام قرار دین اور اگر باطنی کفر کا اعتبار کرین اور اسوجہ سے اوسکا دم مباح اور ہدر سمجہین تو پہر اسکا فکر فرماوین کہ حضرت ام کلثوم کے جواز نکاح کی علت حضرت فاروق رض کا

۱؎ یاد دلاتا تہا اوسنے کہا یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی بدولت تہا۔ اور اب وہ اس سے کمتر ہے خالد نے کہا ای ابا الحسن سمجھہ تو کیا کہتا ہے عرب بجز تیری تلوار کے خوف کے تجہسے اور کسی سبب سے منحرف نہین ہوئے اور بیعت ابی بکر کیطرف بجز اوسکی سہولت جانب اور نرمی طبیع اور استحقاق سے زیادہ مال حاصل کرنے کے اور کوئے داعی نہین ہوا۔ ۱۲

ظاہری اسلام جو آپ اور آپکے اسلاف بیان فرماتے ہین وہ سراسر غلط ہے جب ظاہری اسلام کا اعتبار ہی نہین تو پھر اوسکے وجہ سے منافق کے ساتھہ فاطمہ ؑ کے جگر گوشہ کا عقد نکاح کیونکر صحیح اور مباح ہوسکتا ہے (۲) تمام صحابہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک جناب امیر سے ایسا ڈرتے تھے جیسا موت سے اور آپکے مقابلہ کو موت کا مقابلہ سمجھتی تھے - پس آپسے لوگونکی اطاعت کے لیے خدا تعالے کا ایسی شجاع کو حکم کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے - اور جناب امیر کا ایسی لوگونسے جو آپ سے اسقدر خائف وہراسان ہون تقیہ کرنا ہرگز عقل سلیم نہین کرتی اور ایسے لوگ حضرت امیر سے بجبر واکراہ معاذ اللہ اونکی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ کو غصب کرین ہرگز فہم مین نہین آتا - جب لوگ آپسے اس قدر ڈرتے تھے تو یہہ سب باتین لغو اور باطل ہین (۳) تمام اصحاب مہاجرین وانصار وغیرہ خلیفہ اول کی جناب امیر کے مقابلہ مین اطاعت نکرتے تھے کیونکہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتی تھے اور جب جناب امیر کے مقابلہ کے لیے دعوت کیجاتی تھی تو اونکی آنکھین بدل جاتی تھی اور سکرۃ الموت کی حالت پیش اجاتی تھی اور جواب دیتے تھے کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمکو کس کے مقابلہ مین بھیجتی ہو یہہ وہ شخص ہے جسکی مقابلہ کی نسبت موت کے مونہہ مین جانا آسان ہے - جب خلیفہ اول کی ساتھہ اصحاب کی یہہ حالت تھی تو قطعاً ویقیناً اگر جناب امیر خلافت کے بارہ مین منازعت فرماتے اور آپکے ساتھہ مقابلہ پیش آتا - تو سب صحابہ خلیفہ اول کو اکیلا چھوڑ کر اور جناب امیر کے حوالہ کرکے بھاگ جاتے - اگرچہ یہہ خوف لوگونین پہلے سے بھی راسخ تھا لیکن بعد اس واقعہ کے تو مشاہدہ ہوگیا کہ صحابہ مین سے کوئی شخص مقابلہ کے قابل نہ سمجھا گیا اور سوا خالد کے کسی شخص نے اس کام کے لیے اجابت نہ کی اور خالد معہ اپنے پانسو رفقاؤ کی جب سامنے جناب امیر کی گئی اور بات چیت کی پہلے اس سے کہ لڑائی کی نوبت آوے صرف آنکھون کی اور ذوالفقار کی چمک دیکھکر حواس باختہ ہوگئی اور عجز والحاح کرنے لگے باوجودیکہ جناب امیر نے حضرت خالد کو مارا بھی تاہم اونپر ایسا رعب اور خوف غالب ہوا کہ بجز سکوت اور عاجزی کے

اداطاعت و نیاز کے کچھہ نبن آیا (۴) اس روایت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ جناب امیر کو
معلوم تہا کہ یہہ لوگ نہ مجکو قتل کر سکتے ہین اور نہ قتل پر قادر ہین۔ بلکہ آپ جانتے تہے کہ
آپکا قاتل کوئی اور شخص ہے جبکی یہہ حالت ہو اوسپر کوئی کسطرح جبر و اکراہ کر سکتا ہے (۵)
جناب امیر کو وہ باتین بہی معلوم ہو جاتی ہتی جو صحابہ باہم کرتے ہتے چنانچہ جو گفتگو خالد اور حضرت
صدیق کی ہوئی ہتی آپنے اوسکو ظاہر فرمادیا (دوسری روایت) حدیث بساط جو کتاب امانت
راہ ستانی سے صاحب ارغام نے نقل کی ہے ہم اونکو بیان ارغام سے نقل کرتے ہین۔
روایت میکند ابن بابویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشستہ بودم نزد سید و مولا خود امیر المومنین
در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن الخطاب کردہ بودند و در خدمت آنحضرت حسین و محمد بن حنفیہ
و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذشت امام
حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک ودود سلیمان بن داؤد را عجب
سلطنتی دادہ بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت
آن معبودیکہ دانہ خشک را در زمین سر سبز میگرداند و بان قادریکہ آدم را از خاک تیرہ آفریدہ قسم کہ
آنچہ پدر ترا دادہ ہیچیک از اولیا و اوصیا ما ضیہ ندادہ و بعد ازین ہیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد
پس امام حسن و حضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین میخواہیم کہ شما از آنچہ واہب عطیات بشما موہبت
نمودہ مشاہدہ گنیم و بمعاینہ ببینیم تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد
سید اوصیا علیہ السلام فرمود کہ حبا و کرامۃ یعنی چنان کنم کہ شما میخواہید و چیزی از چیزہا کہ
حضرت عزت بمن کرامت نمودہ بر شما ظاہر میسازم۔ پس برخاستہ دو رکعت نماز کرد و کلمہ چند
بر زبان معجز بیان گذرانید کہ ہیچیک از حضار فہم آن نتوانست کرد از انجا بمیان خانہ آمدہ دست
مبارک بجانب مغرب دراز کرد و بعد از لمحہ دست را بزیر آورد و بر کف دست مبارکش پارچہ
ابری دیدیم آنرا گذاشتہ بار دیگر دست دراز کرد پارچہ دیگر بروی ہشتی دیدیم سلمان گوید لا الہ الا اللہ
و ان محمد رسول اللہ و انک وصی نبی کریم من شک فیک ہلک و من تمسک بک سلک سبیل النجاۃ

یعنی گواہی میدہم کہ خدا یکیست و محمد رسول ص برگزیدہ است و تو وصی و خلیفہ برگزیدہ ہر کہ شک آرد
در وصایت و خلافت تو ہلاک شود و ہر کہ بعروۃ الوثقای محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم
کہ آن دو ابر چون دو قائمہ ہمین شدند و در پہلوی یک دگر قرار گرفتند چنانچہ گوئی یک جوزہ اند
از آن ہر یک بوی مشک اذفر بدماغ اہل ایمان میرسید پس فرمود کہ برخیزید و بر این بساط
بنشینید ہمہ برخاستہ بر یک ابر نشستیم و آنحضرت تنہا بر یک ابر دیگر پس کلمہ چند تکلم فرمود کہ ہیچکس
نفہمید پس اشارہ باد را کرد کہ بجانب مغرب روانہ شو بادی در زیر آن دو ابر در آمدہ و ابر را با آہستگی
تمام بر داشتہ بر ہوا برد و ما درین وقت چون با آنحضرت نگاہ کردیم دیدیم کہ جامہ زرد پوشیدہ و تاجی
از یاقوت سرخ بر سر دارد و نعلین کہ بند آن از یاقوت ابدار بود در پا کردہ و انگشتری از سر وارید سفید براق
کہ روشنی آن چشم را خیرہ میساخت در انگشت دارد و بر کرسی از نور نشستہ امام حسن علیہ السلام با آنحضرت
گفتند کہ ای پدر بزرگوار ہمہ مخلوقات سلیمان را بجہت انگشتری اطاعت نمودند شما را بچہ سبب منقاد اند
فرمود یا ولدی انا وجہ اللہ وانا عین اللہ وانا لسان اللہ الناطق وانا ولی اللہ و
انا نور اللہ الذی لا یطفی وانا باب اللہ الذی یوتی وانا حجۃ اللہ علی عبادہ وانا
کنز اللہ فی ارضہ وانا قسیم الجنۃ والنار وانا سد ذی القرنین وانا جعلتہما لہ
یعنی ای نور دیدہ من وجہ اللہ و عین اللہ و لسان اللہ و ولی اللہ منم و آن نوریکہ فرو نشیند منم و آن
دریکہ از آن در بخدا توان رسید منم و حجت خدا بر خلق منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کنندہ بہشت
و دوزخ منم و سد یکہ ذو القرنین بستہ منم و دو قرن برای اسکندر قرار دادہ بودم کہ بان مشہور شدہ بود
میخواہی کہ خاتم سلیمان بتو نمایم دست در بغل کردہ انگشتری بر آورد از طلای احمر و نگینش بود از یاقوت
سرخ فرمود ای فرزند من این خاتم سلیمان ست نامہای ماست کہ در و نقش کردہ اند سلیمان گوید
کہ تعجب حضار زیادہ شد بحدیکہ گویا او را نمی شناختند پس فرمود اینہا از مثل من عجب نیست بخدا
سوگند کہ بنمایم امروز بشما آنچہ پیش ازین شما ندیدہ باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست
کہ سد ذو القرنین را بما نمائی پس آنحضرت باد را امر فرمود کہ ما را بطرف کہ حسن میخواہد ببرد و مقابل آن

ازباد آوازی چون آواز رعد بما رسیده و ما را برداشته بهوا برد و امیرالمومنین علیه السلام بران کرسی
نشسته از پی ما می آمد تا باد ما را بکوه بلند رسانید درختی عظیم بر آن کوه بود خشک شده برگهایش
ریخته یکی از ما گفت یا امیرالمومنین این درخت را چه رسیده که اوراقش ریخته آنحضرت فرمود که ازو
بپرسید تا حال خود بگوید امام حسن پیشی نمود و از درخت سوال کرد مالک ایتها الشجرة یعنی چه شده است ترا
ای درخت که سبزی از تو رفته و برگت ریخته جواب نداد امیرالمومنین فرمود اجبهم باذن الله ایتها
الشجرة واخبریهم بخبر - ای درخت بفرمان آلهی جواب ایشان بگو سلمان گوید بخدا قسم که درخت متکلم
شد و گفت - لبیک لبیک یا وصی رسول الله وخلیفته من بعده حقا و خطاب با امام
حسن کرد که هر شب وقت سحر پدرت به نزد من می آمد و دو رکعت نماز گذارده به تسبیح و تقدیس حق تعالی
مشغول می شد و می رفت و آمدن و رفتنش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر
بمشام میرسید و من از استشمام روح افزای آنحضرت و آن نور سبز و با طراوت می بودم و اکنون
چهار شب شده که تشریف ازانی نفرموده از مفارقت پدرت که حالم بدین مرتبه رسیده و اگر از ایشان
استدعا کنی که بلطف خود ازین مهجور دور ندارد آمدن او مرا بحال خود باز می آرد پس شاه ولایت نزد
آن درخت رفته دو رکعت نماز گذارده دست مبارک بر آن درخت مالید سلمان گوید که بخدا قسم که
از آن درخت که مشتاق نبر خاست فی الفور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت
بر کرسی خود قرار گرفت و ما را برداشته بلند شد بحدیکه دنیا - تمامی در نظر ما سبز می نمود در هوا فرشته دیدیم
سر او در زیر قرص آفتاب و پای او در قعر محیط و یک دستش در مشرق و یکی در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم
که این کیست فرمود بحکم خدا من او را درین موضع نصب کرده ام و بتاریکی شب و روشنائی روز
موکل ساخته و چنین خواهد بود تا روز قیامت پس باد ما را بنزد یاجوج برد و آنحضرت علیه السلام بابر خطاب
نمود اهبطی تحت هذا الجبل - یعنی ای ابر در زیر کوه فرود آ در آن کوه بلند ظلمانی گویا شبی بود سیاه
بوی دود از آنجا بمشام میرسید یاجوج را دیدیم و از کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را سه صنفت
دیدیم که یکی طول ایشان بیست گز و عرض ده گز - و صنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز - و صنفی یک گوش را

لحاف و دیگری ازدواج میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این جمع نامحصور
منم و همه در حکم من اند پس بیاد حرفی گفت باد ما را برداشت بکوه قاف رسانید کوهی دیدیم
چون یاقوت سرخ که محیط همه دنیا بود فرشته بشکل آدم بروی موکل چون آن فرشته را چشم بر ما افتاد
گفت السلام علیک یا امیر المومنین پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود
که رخصت زیارت برادرت و مصاحبت میخواهی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن الرحیم
گفته راهی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول بهمان طریق سوال و جواب واقع شد درختی
گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من می آمد و پس از نماز و تسبیح و تقدیس الهی سوار شده
میرفت و من سبز و خرم بودم چهل روز است که فیض قدوم از من گرفته و تنم گداخته و اوراقم فروریخته
از مفارقت اوست و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر و کشید درخت گفت اشهد
ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و انک امیر المؤمنین فی الامة المبارکة
الطیبة وصی رسول رب العلمین من تمسک بک نجی ومن تخلف عنک هوی - پس
آن سبز و خرم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المومنین آن
فرشته کجا رفت فرمود که دیروز بر جبل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بر آن موکل ست رخصت زیارت
این فرشته طلبیده بود امروز این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که مگر ملائکه بی باذن شما
از محل و مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدائی که آسمانها را بی ستون آفریده که هیچ یک قدرت ندارد
که بی رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر بی اذن من بقدر نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت
ببرق غضب خود آنرا بسوزد و بعد از من فرزندم حسن و بعد از و حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم
ایشان قائم آل محمد ست صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ ملکی از ملائکه مقربین را حد
نباشد که یک نفس بی اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته که موکل قاف ست پرسید فرمود برخائیل
گفتیم یا امیر المومنین نه ما دیروز در خدمت شما بسر بردیم کدام وقت نزول اجلال دران کوه
شده بود فرمود چشم خود را بپوشانید پوشانیدیم امر بگشودن کرد گشودیم خود را در مملکتی دیگر یافتیم

گفتیم این ہذا الشی عجایب فرمود ملک الموت در قبضه اقتدار من ست که شمارا طاقت اطلاع بر آن نیست
و ہمچنین من بنده مخلوقم چون مخلوقات دیگر در اکل و شرب و خواب و نکاح مانند دیگران و اگر ماندگی از آنچه
من میدانم بدانید دلہای شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اسم اعظم حق تعالی ہفتاد و سه حرفست
نزد آصف بن برخیا که تخت بلقیس را بیک چشم زدن آورد و نزد سلیمان یک حرف بود و نزد من ہفتاد
و دو حرف و یک طرف علم غیب ست که مخصوص ذات اوست ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم ہر که ما را شناخت
ہر که ما را شناخت و منکر شد ہر که ما را منکر شد پس آن ابر را امر فرمود که ما را بباغی رساند که در سبزی و خوشی
با روضه بہشت برابری نماید در آنجا جوانی را در میان دو قبر مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این
جوان کیست فرمود برادر من صالح نبی ست و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون چشم صالح بر صالح
المومنین افتاد و بیتابانه پیش آمد و سینه بی کینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه در آمد آنحضرت
او را تسلی میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از وی بپرسید امام حسن فرمود ایہا السعید الصالح چه
چیز ترا بگریه آورد فرمود که پدرت ہر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد و باہم نماز میکردیم و باعث
نشاط و رغبت من بود در عبادت و امروز ده روزست که تشریف نیاورده چون او را ندیدم طاقتم
نماند گفتیم یا امیر المومنین این عجیب ترست ما ہر روز در صبح در خدمت شما بسر میبریم چگونه بی اطلاع
اینجا آمده با حضرت صالح نماز میکنی فرمود که اگر خواہید سلیمان را زیارت کنید گفتیم یا امیر المومنین
ما را آرزوی این ہست شاه ولایت برخاسته روانه شد و در خدمتش به بستانی رسیدیم که کسی مانند آن نشنیده
و ندیده آبہای جاری و مرغان خوش الحان و فواکه بسیار چون آن مرغان را چشم بر آنحضرت
افتاد دور او را فرو گرفتند و پر میزدند و طواف میکردند و در میان بہشت تختی از فیروزه دیدیم
جوانی بر و خوابیده و دستہای خود بر سینه نہاده و دو مار بالای سر و پائین پای او قرار گرفته چون
ماران آنحضرت را دیدند در قدم او غلطیدند گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود سلیمان آن انگشتری
را انگشت خود بیرون آورده در انگشت او کرد و گفت قم باذن الله الذی یحیی العظام وہی رمیم فی الحال سلیمان
علیه السلام برخاست و گفت اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و ان محمد عبده

ورسوله ارسله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
واشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی الذی سالت الله بمحبته ومحبة اهلبیته
ما اتانی الملک یعنے گواهی میدهم که خدا سزای پرستش یکیست واورا شریکی نیست وبدرستیکه
محمد بنده او وفرستادهٔ اوفرستاد به هنمائی واظهار کردن دین حق وهر دینے غیر دین اوست
باطل باشد ودین او ناسخ دینها باشد اگرچه مشرکان زین معنی کراهت داشته باشند وگواهی میدهم
که تو وصی وجانشین رسول الله وتوئی راه نماینده وراه یافته که بوسیله تو سوال کردم من از حق تعالی
محبت تو ومحبت اهلبیت تو ومن حق تعالے آنچه داده از ملک و بادشاهی مثل آن هیچ ملک از اولاد
آدم نداده بود واگر محبت تو شفیع نمے ساختم آن سلطنت وبزرگی بمن عطا نمے فرمود پس زمانی
آن سرور نزد سلیمان علیه السلام نشست بپابوس آن پیغمبر مشرف شدیم پس سلیمان را وداع نموده برخاست
وسلیمان بحال خود برگشت وما پرسیدیم که یا امیر المومنین شمار اعلمی بانچه در پس کوه قافست هست فرمود
که خلاق عالم وموجد بنی آدم چهل عالم در عقب کوه قاف آفریده که هر عالمی چهل برابر دنیا باشد وعلم من
بما ورای کوه همچو نسبت بحال این دنیا وآنچه درین دنیاست بعد رسول خدا صلی الله علیه واله وسلم
نگاهدارنده آن عالمها مائیم وهمچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی ووارث علم مصطفی
خواهند بود تا روز قیامت ومن دانا ترم براهها که در آسمانهاست وراهها که در زمین ست ومائیم اسم
مکنون واسم مخزون الٰهی ومائیم اسماء حسنی که چون خدا را بان اسماء بخوانند ومائیم صاحب آن
نامها که بر عرش وکرسی نوشته است ومائیم قسمت کننده بهشت ودوزخ واز ما تعلیم گرفته اند ملائکه
آسمانها تسبیح وتقدیس وتهلیل وتکبیر وتوحید الٰهی ومائیم آن کلماتے که چون آدم علیه السلام را
تلقین نمود توبه اش قبول شد ومن میدانم این امور عجیبه واسرار عجیبه را برکت اسم اعظم
که اگر به برگ زیتون بآن حرفے بنویسند ودر آتش اندازند نسوزد وطراوتش میل بپژمردگی نکند
وهر کجاست روشنی روز از نامهای نامی ماست واسامی مارا چون بر آسمان نقش کردند بے ستون
استقامت یافت وزمین بآن منقش گشته مسطح شد وچون بر باد خواندند در حرکت آمد

و بر برق نوشته شد لمعان شد و بر رعد رقم نمودند خاشع شد و بر جبهه اسرافیل نقش کردند متکلم بکلام سبوح
قدوس رب الملائکة والروح گردید و چون کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای
خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت بگشائید بگشادیم و خود را در شهری دیدیم مشتمل بر بازارهای معمور
و قصرهای رفیع مردمش در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یکی چون نخلی پس فرمود
که این گروه از بقیه قوم عاد اند که هنوز هم در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایمان برب ارباب
و روز حساب ندارند و شهر ایشان از شهرهای مشرق بود من بامر خالق بیچون قلع و قمع اینها نموده
باین مکان شان نقل نمودم تا شما را در اینجا ببینید و شما بر آن مطلع گشتید و من داعیه دارم که باین گروه
مقابله نمائیم پس آن قوم را بوحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و ولایت خود دعوت
نمود ایشان ابا نمودند و بسیاری را بکشت و چون خوف ما را مشاهده نمود نزد ما آمده دست مبارک را
بر سینه ما مالید خوف از ما زائل شد بار دیگر باواز بلند ایشان را باسلام خواند ایمان نیاوردند برق و صاعقه
ظاهر شد و چیزی چند میخواند که ما نفهمیدیم و ما را چنان مشاهده می شد که این برق و رعد و صاعقه از دهن آنحضرت
برمی آمد و چندان صداهای هولناک پدید آمد که ما گفتیم البته آسمان بر زمین آمده کوهها از هم
فرو می ریزد تا آنکه یک متنفس از ایشان نماند و چون از مجادله آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق
برطرف شد استدعا نمودیم که یا امیر المومنین ما را بوطن ما باز رسان که زیاده برین طاقت مشاهده این
امور نداریم آن ابر را طلبید بر آن سوار شدیم و آن حضرت متکلم بکلامی شد باد ما را بهوا برده
بجائی رسانید که دنیا بقدر درهمی معاینه میکردیم و بعد لمحه خود را در خانه امیر المومنین دیدیم از همان
مکان که مسافر شده بودیم و چون فرود آمده نشستیم بانگ موذن شنیدیم که اذان ظهری میگفت
یا اول صبح بود از طلوع آفتاب راهی شده بودیم که در پنج ساعت پنجاه ساله راه را طی نمودیم
چون ما را متعجب دید فرمود بخدائی که نفس من بید قدرت اوست که اگر خواهم شما را در طرفة العین
در همه آسمانها و زمینها بگردانیم و بر آن قادرم و این قدرت عظیمه باذن خالق بریه و از برکت
خیر الخلیقه یافته ام و منم ولی و وصی آنحضرت صلعم در حین حیات و در زمان رحلت و لیکن

اکثر مردان نمے دانند سلمان گفت لعن اللہ من غضب حقک وحسدک داعرض عنک

وضاعف العذاب الالیم ۔ انتہے بلفظہ ۔ ای حضرات شیعہ اس حدیث کو پڑہو اور جناب
امیر و دیگر ائمہ کی محامد و مناقب کو جو اس روایت سے ثابت ہوتے ہین دیکہو کہ حضرت کا مرتبہ
کیسا عالی ہے آپکے اختیارات کس قدر وسیع ہین آپکی قوت و شوکت کس درجہ پر ہے ابر آپکا مطیع
ہوا آپکی لونڈی تمام ملائکہ آپکے چاکر درختونکی لیے آپ آب حیات سے بہتر اسم اعظم آپکا سکہ انگشتری سلیمان
آپکے ہاتہہ مین ابنیا آپکے والہ و شیدا ابنیاؤنکی آپ عقدہ کشا رعد کی کڑک آپکی زبان مین بجلی
کی چمک دہان مین ۔ ہر چیز آپکو معلوم تمام عالم آپکی نگہبانی مین ہے یاجوج و ماجوج آپکے
قبضہ اقتدار مین ۔ کفار فجار کو ایک لمحہ مین خاک سیاہ کردین ۔ ذو الفقار آپکی اہل نفاق و کفر کو
ایک دم مین تباہ کردے ۔ قوم عاد کو جو قوت و شجاعت مین لاثانی تہے ایک دم مین نیست
و نابود کردیا ۔ پس ایسے شخص کی نسبت یہہ کہنا کہ اونہے چند منافقین سے ڈر کر یہانتک تقیہ کیا
کردین بہی تباہ ہوگیا ۔ اور وہ اوسکی بیٹی بہی چہین لیگیے اور اوسکی زوجہ کو یہانتک مارا کہ حمل بہی
ساقط ہوا اور وہ اوسمین رحلت کر گئی بلکہ خود اونکی موافق مسائل خلاف حق بیان کرنے لگا ۔
اور اوگونکو اونکی گمراہی پر اور معین اور مددگار ہوگیا اور صدہا اسی قسم کے باتین جو کہتے ہین ۔ نعوذ باللہ
من تلک الکفریات ۔ امیر خسرو کے انجل بلکہ مجنونون اور دیوانونکی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتے
اور یہہ کہنا کہ خداوند تعالے نے بمقابلہ چندی اوباش منافقین کے وصیت کی تہی کہ ہرگز ہرگز ان
لوگونکی سامنے سانس بہی نہ نکالیو ۔ چون تک نکیجو ۔ جو کچہہ چاہین کرین صبر و سکوت کے حبل المتین کو
ہاتہہ سے نہ دیجو ۔ خدا تعالے کی خدائی پر تشنیع بلکہ خوف کا دہبہ لگانا ہے کہ ان لوگونسے شیعیان
پاک کا خدا بہی ڈرتا تہا نعوذ باللہ من ذلک ۔ اسقدر گذارش سے عقلا پر ہماری استدلال و
ثبوت مدعا کی کیفیت کہل چکی ہے اور نقل روایت طویلہ مین ہمارا وقت گرانمایہ بہت صرف
ہوچکا ہے اسلیے اس روایت کے نسبت ہم اس سے زیادہ نہین لکہہ سکتے ۔ مگر اتنا بہی واضح
رہے کہ حسب تصریح صاحب ارغام یہہ روایت جیسا عالم محقق فاضل مدقق اردستانی نے

اپنی کتاب امامت میں بیان کی ہے اور اسکی معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے۔ صاحب منہج التحقیق اور مولف معجزات مرتضوی نے بھی نقل کیا ہے (تیسری روایت) صاحب آیات بینات نے کشف الغمہ سے نقل کی ہے۔ روایت ست از محمد بن خالد ضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنار خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ واحکام شریعت محمدیہ صرف نمایم و گویم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد آیا تابع من در آن خواہید شد یا مخالف من ہر دمان ہمہ خاموش شدند وہیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس جوابی نشنید پس دیگر بار ہمین معاملہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ گردد ونترا از دین مصطفی منحرف یا بیم تائب دیگر طلب کنیم واگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم واگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن از شاہ اولیا شنید گفت در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم مقیم وثابت دارند۔ انتہے بلفظہ۔ اس روایت کے مضمون کو پڑھکر سوچیں کہ جب جناب امیر خلفاء کے ساتھ یہانتک صاف گوئی فرماتے تھے اور انکی زبانی یا تو پہر انکی قتل کے مستعدی ظاہر فرماتے تھی تو اگر معاذاللہ وہ دین کی تخریب کرتے بنات کو غصب کرتے تو آپ کیون چپکی بیٹھی رہتے (چوتھی روایت) صاحب آیات بینات نے حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے ملخصاً و مختصراً نقل کی ہے علی بن ابراہیم از ابوذر رحمۃ اللہ روایت کردہ است کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتیم ناگاہ شتر ابی در راہ یافتیم وصدای از سینہ او شنیدہ شد مانند کسی کہ از ترس بیہوش شود گفتم چہ شود ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم وفتوت را کشندہ طاغیان و باغیان درزنندہ شمشیر را صاحب علم و صاحب تدبیر را چون نظر کردم دیدم علی بن ابی طالب را دیدم (الی قولہ) تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ است ہرگاہ او را میبینم چنین ہراسان میشوم۔ اس روایت کو ملاحظہ کیجیے جب جناب عمرؓ کی جناب امیرؑ کو دیکھکر یہ حالت ہوتی تہی کہ شدت خوف وہیبت سے حواس باختہ ہو جاتے تھے لرزہ ہونے لگتا تہا

روایت سوم در بیان امیر خلفا را ...

روایت چہارم از تفسیر عمر از جناب امیر ...

تو کیونکر قیاس مین آسکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسا بزدل ایسے شیر بیشہ شجاعت کی دختر نیک اختر کو
غضب کرلیجاوے اور وہ چپ ہو رہے اور چون وچرا نکرے (پانچوین روایت) قطب
راوندی نے خرائج: جرائح مین روایت کی ہے۔ منہا ماروی عن سلمان الفارسی رض قال ان
علیاً بلغہ عن عمر ذکر شیعتہ فاستقبلہ فی بعض طرق بساتین المدینۃ وفی ید علی
قوس فقال یا عمر بلغنی عنک ذکر شیعتی فقال اربع علی ضلعک فقال انک لہاھنا ثم
رمی بالقوس علی الارض فاذا ھو ثعبان کالبعیر فاغر فاہ وقد اقبل نحو عمر لیبتلعہ
فصاح عمر اللہ اللہ یا ابا الحسن لاعدت بعدھا فی شئ وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ
الی الثعبان فعادت القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ مرعوباً قال سلمان فلما کان
اللیل دعانی علی فقال سر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال ولم یعلم بہ احد وقد
عزم ان یحتبسہ فقل لہ یقول لک علی اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من
ھو لھم ولا تحبسہ فافضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الیہ الرسالۃ فقال
اخبرنی امر صاحبک من این علم بہ فقلت وھل یخفی علیہ مثل ھذا وقال یا سلمان
اقبل منی ما اقول لک ما علی الا ساحر وانی لمستشفق منہ والصواب ان تفارقہ وتعد فی
جملتنا فقلت بئس ما قلت لکن علی ورث من اسرار النبوۃ ما قد رأیت منہ وعندہ

ل منجملہ معجزات جناب امیر کے یہی جو سلمان فارسی سے مروی ہے کہا کہ علی ع کو خبر پونہچی کہ عمر آپکے شیعہ کا ذکر کرتا ہے مدینہ کی باغون کی بعض رستون مین عمر آپکے
سامنے آگیا اور علی کے ہاتہ مین کمان تہی فرمایا ای عمر میری شیعہ کے تذکرہ کی تجہی مجکو خبر پونہچی ہے اونہی کہا ذرا اپنی کجی پر نرمی کر علی نے فرمایا
(ہان) تو یہان ہے اور اپنی کمان کو زمین پر پہینکدیا اچانک وہ ایک اژدہا ہو گئی اور موہنہ کہولکہ عمر کی طرف اوسکے نگلنے کے واسطے متوجہ
ہوئی عمر چلایا برای خدا ای ابا الحسن مین پہر کبہی کسی امر مین ایسا نکرونگا اور عاجزی کرنے لگا آپنے اژدہا پر ہاتہ مارا تو وہ جیسی پہلے کمان تہا
ویسا ہی ہو گیا عمر اپنی گہر خوف زدہ چلا گیا سلمان نے کہا جب رات ہوئی امیر المومنین نے مجکو بلا کر فرمایا کہ عمر کے پاس جا مشرق کی جانب
سے اوسکی پاس مال آیا ہے اور کسیکو اوسکی خبر نہین اور اوسکا قصد ہے کہ وہ مال روک رکہے پس اوسکو کہہ کہ علی تجکو کہتا ہے کہ جو مال مشرق
کیطرف سے تیرے پاس آیا ہے اوسکو نکال اور مستحقون پر بانٹ دے اور روک مت (ورنہ) مین تجکو فضیحت کرونگا۔ سلمان کہتا ہے
مین اوسکی پاس گیا اور پیام پہنچایا عمر نے کہا کہ مجکو اپنے یار کے امر کی خبر دے کہ اونہی اسکو کہان سے جانا مینے کہا کیا اوس سے ایسی باتین
مخفی رہ سکتی مین۔ پہر کہا۔ ای سلمان جو مین تجسے کہتا ہون مان لے علی ع صرف جادوگر ہے اور مین اوس سے ڈرتا ہوا
اور بہتر یہہ ہے کہ تو بہی اوس سے جدا ہو جائے اور ہم مین شمار کیا جاوے مین نے کہا تو نے برا کہا مگر علی نبوت کے اسرار کا
وارث ہے جو تو دیکہہ چکا ہے اور اوسکی پاس ۔ ۱۲ ۔

الکثر مما رایت منه[۱] قال ارجع الیه فقل له السمع والطاعة لامرك فرجعت الے
علے فقال احدثك ماجری بینکما فقلت انت اعلم به منی فتکلم بکل ما جری بیننا ثم
قال رعب الثعبان فی قلبه الے ان یموت انتہی بلفظه ہمارے فاضل مخاطب اس روایت کو
خرائج وجرائح اپنے قطب الاقطاب کے صفحہ نمبر ۲۰ و ۲۱ پر بغور ملاحظہ فرماکر فرماوین کہ مدلول اس حدیث کا
پہلے واقع ہوا ہے یا مدلول حدیث شریف اول فرج غصبت کا اگر یہ قصہ اژدہا پہلے واقع ہوا ہے
تو پہر سے کیا کسی عاقل کے سمجھ مین نہین آتا کہ جو شخص کسی کے شیعیان پاک کا بے ادبی سے نام
لینے پر ایسا بڑا معجزہ دیکھ چکا ہو۔ اور مرنے تک اوسکے دلمین دہشت باقی ہو اور شیعونکی اسقدر حمایت
اور اعانت دیکھ چکا ہو۔ بیٹی کے غصب کا تو کیا ذکر وہ لونڈی کا بہی نام لے سکے اور اگر بفرض
محال نام لے بہی تو اوسوقت بہی ایک معجزہ دیکھا کر اوسکو ڈرا سکتے تہے اور اگر غصب فرج پہلے
ہوا تہا تو کیا جو شیعون کے نام لینے پر کیا وہ غصب دختر پر نہین کیا جاسکتا تہا کیا غصب دختر
شیعونکی صرف نام لینے سے بہی کم درجہ ہے ای حضرات تمکو تمہاری تشیع کی قسم ہے ذرا تو اپنی
دین وایمان اور عقل وانصاف سے فرماؤ ہمارے نزدیک تو آپ صاحب ہی اپنی مذہب کے اس سے بہتر دوسری کوئی
توجیہہ نہین فرما سکتے کہ جناب امیر جو عالم وما کان وما یکون تہے آپکو ام کلثوم کے طینت سے
معلوم ہوگیا تہا کہ ام کلثوم زمرہ نواصب مین سے ہے کہ بعد مین معتقد صحت خلافت عمر ہو جائیگی تو معاذ اللہ
آپ نے بحکم الخبیثات للخبیثین اوسکو بخوشی ورضا عمر کو دیدیا ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ای
حضرات مدعیان ولائے تمسک جہان تم صدہا سادات حسنیہ وحسینیہ کو کافر وفاسق وناصبی کہتے ہو
اگر ایک بیچاری ام کلثوم کو جو آیت تطہیر مین بہی داخل نہین ہے بلکہ اوسکا صحابیہ ہونا زیادہ باعث
بدگوئی ہے برا بہلا کہدوگے تو مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ تمہاری اصول مذہب کے بہی خلاف نہوگا

---

[۱] جو تونے دیکہا ہے اس سے بہی زیادہ ہے اوسنے کہا تو اوسکے پاس واپس جا اور کہہ کہ تیری حکم کا مین مطیع ہون پہر مین علی کے پاس واپس گیا اوسنے کہا جو تمہاری باہم باتین ہوئین مین تجہسے بیان کردون مین نے کہا کہ آپ اونکو مجہسے زیادہ جانتے ہین۔ تو پہر ہماری سب باتین بتلادی۔ پہر فرمایا۔ کہ مرنے تک اژدہے کی دہشت اوسکے دلمین رہیگی ۱۲ منہ

تو پھر چاہیے لفظ غصب کو اوسکے معنے حقیقی سے پھیر کر معنی مجازی پر محمول نکرین بلکہ معنی حقیقی پر
محمول کرنے سے اور زیادہ غاصب کی برائی پر دال ہوگا اور اہلبیت نبوت پر کسی قسم کا الزام لازم
نہوگا کیونکہ دونو صورتوں مین اہلبیت سے تو جو کچھہ ہوا وہ بحالت مخمصہ تقیہ کے پردہ مین ہوا جو امتثال
امر خداوندی ہے خواہ نکاح بلا رضا ہوا تو اور غصب ہوا تو لیکن غاصب کے حق مین اگر نکاح بجبر تسلیم
کیا جاوی تو ایک معصیت اکراہ کی ہی ہوگی وبس - کیونکہ بعد نکاح تحقق زنا مفقود ہے - اور اگر غصب
اپنے معنی پر محمول ہوگا تو بحق غاصب ایک برائی فعل غصب کے ہوگی اور دوسری زنا کی کہ اوسکے
حق مین لامحالہ یہہ زنا ہوگا یہ معلوم نہین کہ اس لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے کیون پھیرتے ہین
اور معنی مجازی پر بلا ضرورت داعیہ اور بدون قرینہ کیون محمول کرتے ہین - واجب ہی کہ اس
لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے معروف نکرین اور معنے مجازی کا ارتکاب نفرماوین - رہا یہہ کہ آپکے
حضرت کشمیری صاحب جو یہہ نظیر پیش فرماتے ہین کہ اگر کوئی جابر بجبر واکراہ کسی کی زوجہ کو
اوس سے طلاق دلوائی تو عرف مین کہتے ہین غصبت زوجتہ محض مغلطہ ہی کیونکہ اول تو اسکا
عرف مین ہونا کلام ہی جبتک کسی دلیل سے ثابت نکیا جاوی بعد اوسکی یہہ نظیر اپنی ممثل لہ کی ہی
مطابق نہین اور نہ اسکا غصب ہونا ممثل لہ کے غصب ہونے کو مستلزم ہے کیونکہ طلاق باکراہ
دلوانا گویا ایک شخص کے مملوک شی کو اوسکی قبض وتصرف سے بلا جواز شرعی بجبر نکالنا ہے - جسپر
غصب صادق آتا ہے اور ما نحن فیہ مین یہہ معنے مفقود ہین کیونکہ نکاح بالجبر کی صورت مین
کسیکی مملوک ومتصرف کو اوسکی قبضہ سے نہین نکالا تو نکاح بالجبر کی مماثل نہوا - اچھا ہمنے مانا کہ
یہہ دونو برابر سہی لیکن پھر یہہ دعوی آپکی حضرت کشمیری کا غلط ہے کیونکہ اس عبارت سے
نکاح اوسوقت مستفاد ہوسکتا ہے جبکہ غصب کے نسبت نفس عورت کیطرف جاوے اور
جب اوسکی نسبت عورت کی فرج کیطرف کرکے زیادہ تشنیع وتقبیح کیجاوی تو اوسوقت تاویل نکاح
بالجبر کے مسلم نہین بلکہ اوسوقت بسبب اسکی غصب کا فرج پر وقوع بیان کرکے غایت درجہ
تقبیح وشناعت مین پونہچایا گیا ہی غصب حقیقی ہی مراد ہوگا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سے ہرگز مراد نکاح بالجبر نہین

بلکہ غضب حقیقی مراد ہے۔ مگر حضرت کشمیری صاحب نے اپنی خوش فہمی سے اس قید کو نہین سمجھا یا تجاہل فرمایا ہو۔ غرض بہرکیف غضب خواہ حقیقی معنے پر محمول ہو یا مجازی معنے پر وقوع حرام مین اصول شیعہ پر کچھ کلام نہین ہر طرح حرام ہونا حضرات کا پیچھا نہین چھوڑتا۔ **قولہ** بالفرض اگر ام کلثوم بنت زہرا ہی کا نکاح ہوا تب بھی کیا قباحت لازم آتی ہے یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نکاح بخوشی نہین ہوا۔ **اقول** جب فریقین کے کتب معتبرہ اور روایات معتمدہ سے ثابت ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے ہی ہوا ہے تو بالفرض کے کیا معنی یہہ امر فرضی تو نہین ہے یہہ تو واقعی اور تحقیقی ہی پھر لفظ بالفرض کہنا محض دھوکہ دہی ہے۔ اور جب آپنے اس نکاح کو تسلیم کرلیا تو قباحت یہہ لازم آتی ہے کہ تمام اصول و فروع شیعہ برباد ہوئی جاتے ہین کیونکہ حسب روایات شیعہ جناب امیر الملجاء مضطر نہین ہوسکتے تہی تو لامحالہ یہہ نکاح بخوشی ہوا اور اس سے جیسی کچھ صاعقہ شرربار خرمن مذہب امامیہ پر واقع ہوتی ہی کسی ذی خرد پر مخفی نہین کیونکہ اگر حضرت فاروق رضی اسکے لیے اہل اور لائق تہے تو بھی مذہب تشیع کی خرابی اور اگر لائق نہین تہے تاہم مذہب تشیع کی بربادی اور اگر با اینہمہ پھر بھی بناخوشی و ناراضی یہہ نکاح واقع ہوا تاہم مذہب تشیع کی تباہی پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ کہنا تب بھی کیا قباحت لازم آئی ناواقفی یا تجاہل سے ناشی ہے ورنہ جب بروایات شیعہ نکاح صحیح ہوا تو یہہ کہنا کہ کیا قباحت لازم آئی سراسر افترا ہی ہے **قولہ** چنانچہ شرح صحیح بخاری کے رتبہ والے روایا واہینہ بکار رہی ہے۔

اقول ہم سابقاً عرض کرچکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب شوستری نے اس روایت کو ابن حجر متاخر کیطرف نسبت کیا ہے جو ابن حجر مکی ہے اور آپکے کشمیری صاحب نے نزہہ مین اس روایت کو مطلق ابن حجر کیطرف منسوب کیا ہے تو بظاہر ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی معلوم ہوتی ہے کہ اپنی کلام مین جو نزہہ سے لیتے ہین یہہ سمجھکر کہ ابن حجر مطلق لکہا ہے تو عسقلانی ہی مراد ہوگا وہ اسی شرح بخاری مین لکہا ہوگا فتح الباری کی طرف کذباً و افتراءً نسبت فرمادیا حالانکہ وقت اطلاق کے سبقت ذہن کے فتح الباری کے طرف ممنوع بلکہ متبادر مطلق ابن حجر کی ایسی امر کے ذکر کرنے سی جو متعلق حالات صحابہ ہو کتاب اصابہ ہے اور اوسمین یہہ روایات بطرق متنوعہ موجود ہین

بلکہ پورا مطابق ہوگا اور اہلسنت کے بہی کسیقدر اس طعن سے زبان بندی ہوجائیگی (چھٹی روایت)
صاحب آیات بینات نے کتاب عماد الاسلام جناب قبلہ و کعبہ شیعیان مولوی دلدار علی سے نقل کی ہے
چنانچہ جسقدر الفاظ کا ترجمہ کیا ہے اوسکو ہم ملخصاً لکھکر اصل عبارت بتمامہا نقل کرتے ہین کتب
امامیہ مین لکھا ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اپنی اور علی کے دروازہ کے سوا سب
دروازہ مسجد سے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس کی درخواست دروازہ کے نسبت تو نامنظور ہوئی
مگر پرنالہ کی درخواست منظور ہوئی اور خود حضرت نے پرنالہ لگا دیا عمر فاروق رضی کے عہد خلافت مین تین سال تک
جاری رہا ایک روز اوسکا پانی عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے اوسکو اوکھڑوا دیا اور حکم دیا۔ کہ اگر
کوئی پہر اسکو لگائیگا تو اوسکی گردن مارونگا۔ حضرت عباس نے حضرت علی کے پاس جاکر شکایت کی اور
اپنی مصیبت سنائی اونہون نے فرمایا کہ تم اپنے گہر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون

ثم نادی[1] یا قنبر علی بذی الفقار فتقلدہ ثم خرج الی المسجد والناس حولہ وقال
یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ قال علی و
حق صاحب ھذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذلک
ولاصلبنہما فی الشمس حتے یتقددا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنہض ودخل
المسجد ونظر الی المیزاب وھو فی موضعہ فقال لا یغضب احد ابا الحسن فیما
فعلہ ونکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغداۃ مضی علی بن ابیطالب الی عمہ العباس فقال لہ
کیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم ما دمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسک
وقر عینا فواللہ لو خاصمنی اھل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ

[1] پہر قنبر کو پکارا کہ ذوالفقار لے آ اوسکو حمائل کیا پہر جانب مسجد نکلے اور لوگ انکی گرد اگرد تہے اور کہا ای قنبر چڑہ اور پرنالہ اپنی جگہ پر لگا قنبر چڑہ گیا
اور اوسکو اوسکی جگہ لگا دیا۔ علی نے کہا اس قبر اور منبر والی کے حق کی قسم اگر کہینچ اسکو اوکہاڑا تو مین اسکی اور اوسکی حکم کرنے والی کی گردن مارونگا
اور اوسکو دہوپ مین سولی چڑہا دونگا یہانتک کہ تمام ہوجائین یہہ خبر عمر بن خطاب کو پہونچی تو اوٹہا اور مسجد مین آیا اور پرنالہ کو اوسکی جگہ دیکہا کہا کہ کوئی شخص
علی کو اوسکی کام مین غصہ نہ دلادی اور ہم اپنی قسم کا کفارہ دیدینگی دوسرے دن فجر کو علی اپنی چچا عباس کے پاس گئے۔ اور پوچہا آپکا کیا حال ہے۔ کہا
بہتیری حالت ہے تو میرا ہی عمدہ کہ زندہ ہے فرمایا اے چچا خوش رہو اور ٹہنڈی آنکہین رکہہ خدا کی قسم اگر پرنالہ کے معاملہ مین تمام زمین والے مجہسے

ولا بیالک ضیم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینه وقال یا ابن اخی ماخاب من انت ناصرہ فکان ھذا فعل عمر بالعباس عم رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیة منہ فی عمہ ان عمی العباس بقیة الاباء والاجداد فاحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن اذاہ فقد اذانی ومن عاداہ فقد عادانی فسلمہ سلمی وحربہ حربی وقد اذاہ عمر فی ثلث مواطن ظاہرۃ غیر خفیۃ منہا قصۃ المیزاب ولولا خوفہ من علی علیہ السلام لم یترک علی حالہ انتہی - خدا کے لیے اس روایت کو ذرا انصاف وفہم کو مستعار ہی لیکر ملاحظہ فرماوین اور جناب امیر کی کیفیت صبر وسکوت وعجز وبیچارگی ودرماندگی کو اس روایت کی عینک مین دیکھین اور خیال کرین کہ خدا تعالے کی وصیت کی بجا آوری اوسکے بندگان مقربین ومعصوم ایسی طرح ہی کرتے ہین - جیسا کہ جناب امیر نے فرمائی - کیا جناب سرور کائنات کے حکم کی تعمیل یون ہی ہوتی ہے - جسکا حضرت امیر پر اونکے اہل تشیع اتہام لگاتے ہین - افسوس - کوئی شخص ان حضرات انصاف وعقل کے دوستونسے پوچہے کہ کیا امامت کا چہن جانا بنات کا غصب ہوتا حضرت عباس کے پرنالہ کے برابر بہی نہتا - جو باجماع جمہور طائفہ ناقص الایمان ہین - حالانکہ قاضی صاحب شوستری شرم وحیا کو بالائی طاق رکہکر فرماتے ہین کہ امامت کا چہن جانا ہزار فروج کے غصب سے ہی زیادہ ہی تو موافق آپکے قاضی صاحب کے فیصلہ کے پرنالہ عباس کا معاملہ ہزارہا فروج کے غصب سے بہی بڑہکر ہوگیا کیونکہ امامت سے بڑہکر ہوا - وہل ہذا الاسفسطۃ صراح - پس جب جناب امیر نے ایسی ذرا ذرا سی

ا؎ اور تجہکو ذرا ظلم اور غصہ نہ پہنچیگا عباس اوٹہا اور آپکی پیشانی چومی اور کہا اے بہتیجے جسکا تو مددگار ہوگا وہ خسارہ مین نہین ہے تو عباس عم رسول اللہ کے ساتہہ عمر کا یہہ فعل تہا - اور اپنے چچا کے بابمین اپنی وصیت کے بہت مواقع مین فرمایا کہ میرا چچا عباس آبا اور اجداد کا بقیہ ہے اوسکی بابمین میری رعایت کرو ہر ایک میری حمایت مین ہے اور مین اپنے چچا عباس کے حمایت مین جسنے اوسکو ایذا دی اوسنے مجکو ایذا پہونچائی اور جسنے اوس سے عداوت کی اوسنے مجہسے دشمنی کی اوسکی صلح میری صلح ہے اور اوسکی لڑائی میری لڑائی اور اوسکو عمر نے تین مواقع مین ظاہر غیر خفی ایذا پہنچائی منجملہ اونکے پرنالہ کا معاملہ تہا اگر اوسکو علی رض کا خوف نہوتا تو پرنالہ کو اوسکی حالت پر چہوڑتا - ۱۲ -

معاملہ مین ہنگامہ قتل وقتال سے بہی دریغ نکیا ہو تو غصب بنات کے معاملہ مین۔ بروی عقل انصاف کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ آپنے صبر وسکوت فرمایا ہوگا۔ تعجب یہہ ہے کہ غصب بنات بہی کرین تو کون اور عاجز وبیچارہ بہی ہون تو کس کے مقابلہ مین جو جناب امیر سے ایسا ڈرتے تہی کہ آپکے زبانی تہدید اور ظاہر دہمکی سے ڈر جاتے تہے اور اپنی ارادہ سے باز رہتے تہے ایسی لوگ حضرت امیر سے خلافت غصب کرین یا بنات چہنین۔ مگر ہان شاید خدا تعالے نے یہہ فرمایا ہوگا کہ خاص امامت وبنات کے غصب مین نہ بولنا اور میزاب وغیرہ کے معاملہ مین اپنے قوت وشجاعت کے جوہر دکہلانا۔ اور بسبب کسیے حکمت غامضہ کی خدا کے نزدیک غصب خلافت وغصب بنات سے پرنالہ کا اوکہاڑنا اقبح ہوگا جسکے ادراک سی ہماری عقول قاصر مین نعوذ باللہ من ذلک توان دلایل واضحہ سے واضح ہوا کہ جبر واکراہ کا دعوی بالکل لغو اور سراسر باطل ہے نہ خدا کی طرف سی وصیت تہی کہ دین کی بربادی اور اہلبیت کی اہانت وتذلیل چپکے چپکے دیکہنا اور سر نہ ہلانا نہ آپ بیچارہ اور بے یار وانصار تہے نہ آپ کو یار وانصار کی ضرورت تہی والحمد اللہ علی ذلک لیکن جسقدر ماسبق مین اس نکاح کی نسبت گذارش ہوا ہے وہ علی سبیل التنزل والتسلیم تہا ورنہ فی الحقیقت بندہ نے جو کچہہ عرض کیا تہا اوس سی نکاح ہرگز مراد نہ تہا۔ کیونکہ بندہ نے الزاماً یہہ عرض کیا تہا (کیا تمسک کی یہی معنی ہین کہ نعوذ باللہ توبہ توبہ آل رسول کی بنات کو بلکہ بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغضوب علاوہ ٹہراوین) اس عبارت سی صریح ظاہر ہے کہ بندہ نے غصب کا الزام لگایا ہے پس اسپر یہہ کہنا کہ مراد غصب سے نکاح ہے سراسر تحریف ہی۔ ثبوت غصب تو روایت کلینی وغیرہ سے واضح ہے۔ بلکہ بعبارت النص ثابت ہی وہ روایت کرتے ہین۔ ہی اول فرج غصبت منا۔ پہر اوسکو نکاح پر محمول کرنا بوجوہ باطل ہے اول تو یہہ کہ لفظ غصب فرج سے نکاح خلاف رضا مراد لینا اعراض عن الحقیقۃ وصیرورت الی المجاز ہی جو بلا تعذر حقیقت جائز نہین اور اسجگہ حقیقت متعذرہ نہین ہے، بلکہ قرائن داعی الی الحقیقت ہین غصب اسی شخص کیطرف منسوب ہے جس نے پہلے اس سے وہ کام کیے جو اس سے بدرجہا زیادہ تہے۔ کیونکہ سر گروہ دشمنان اہلبیت تہا۔ اور اسی عہد

وفات سرور کائنات صلعم کے بعد معصومونکو قتل کیا مہبط وحی خانۂ اہلبیت کو جلایا اہلبیت کے ذلت واہانت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ جسکی یہہ حالت ہو اور اوسکی طرف غصبیت بنات روایات مین منسوب ہو تو عقل سلیم کسطرف ہرگز یہہ منسطرف نہین ہوتا کہ اونے بجبر نکاح کیا ہوگا۔ جب وہ ایسا خلیع العذار ہی کہ جس نے پہلے ایسی ناشائستہ حرکات کئی ہون اوسکو کیا ضرورت ہی کہ وہ نکاح کے جھگڑے کو خریدی نکاح کی نسبت بدون نکاح کے غصب مین تذلیل اہلبیت زیادہ متصور ہی پس اونی ظاہرا اصول شیعہ پر وہی کیا ہوگا جو باعث تذلیل اہلبیت زیادہ ہو تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غصب اپنے معنی حقیقی پر ہی محمول ہے دوسری یہہ کہ اگر تسلیم کیا جاوی کہ مراد غصب سے نکاح بلا رضا ہی۔ تاہم مفید مدعا نہین کیونکہ حسب تصریح فقہای قوم نکاح مومنہ کا دشمن اہلبیت سی قطعاً حرام بلکہ اشد محرم ہے پس جبکہ اونے مومنہ کا نکاح اونے دشمن اہلبیت کے ساتھہ حرام ہو تو جگر گوشہ بتول کا نکاح سرآمد دشمنان اہلبیت اور سردفتر منافقین علی زعوم الشیعہ کے ساتھہ کیونکر جائز ہوگا۔ پس جب یہہ نکاح جائز نہوا اور حرام ہوا تو غصب اور نکاح مین صرف تنازع لفظی ہی رہگیا۔ اور اگر تقیہ اور جبر واکراہ کا عذر فرماوین تو وہ عنقریب ایسا زیر و زبر ہوچکا ہی کہ اوسکی اصلاح فاضل مجیب سے بعد رجعت ہی محال ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدھر تیسری صاحب نزہہ نے اپنی دانست سے یہی تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست چہ تجویز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حال مخمصہ و اضطرار قائلین تقیہ میگویند کہ شارع فعلی را کہ بطریق تقیہ واقع شود قائم مقام مامور بہ قرار داد۔ پس بجا آوردن آن امتثال امر الٰہی ست و این معنی مقتضی اجر ست پس وقوع زنا لازم نیاید چنانچہ ہرگاہ جابری شخصی را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید در عرف میگویند غصبت زوجتہ۔ حضرت کشمیری صاحب نے جبر و اکراہ و ضرورت و اضطرار کی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا اوسکا قلع و قمع واجبی ہم کرچکے ہین لیکن حضرت کشمیری اور اونکے مقلدین سے اسقدر استفسار باقی ہے کہ کیون حضرت جب جبر و اکراہ و ضرورت و اضطرار کی ٹھہری اور مثل میتہ اور لحم خنزیر کی حالت مخمصہ مین ہوئی۔ تو جو کچھہ بجبر واقع ہوگا وہ مباح ہوگا اور جو کچھہ از راہ اکراہ واجبار واقع ہوگا وہ عین امتثال حکم خداوندی ہوگا

لیکن اس روایت کا کہین نشان بہی نہین بلکہ اسکی مخالف ثابت ہوتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ روایت فتح الباری مین ہوبہی تو آپکے قاضی صاحب کا ابن حجر متاخر یعنے مکی کیطرف نسبت کرنا کذب سے وغلط ہوگا قطع نظر اس سے کہ قاضی صاحب نے فقط متاخر لکہا ہے اور قرینہ بہی دال ہے کہ مراد ابن حجر ابن حجر مکی ہے وہ یہہ کہ قاضی صاحب بعد نقل روایت کے فرماتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ بعد اس روایت کے ابن حجر نے عمر کے ضم وتقبیل کیطرف سے جو عقد وتحلیل سے پہلے واقع ہوئی یہہ عذر کیا ہے کہ ام کلثوم بسبب صغر سنی کے اسدرجہ کو نہین پونہچی تہی کہ مشتہاۃ ہو کہ اوسکی ضم وتقبیل حرام ہو اور اگر وہ صغیرہ نہو تی تو حضرت علی اوسکو کیون بہیجتے - اور یہہ عبارت صواعق ابن حجر مکی مین مذکور ہے وتقبیلہ[1] وضمہ لہا علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حدا تشتہی حتی یحرم ولولا صغرہا لما بعث بہا ابوہا کذلک - مگر اس روایت کا جسکا قاضی صاحب دعوی فرماتے ہیں وہان کہین پتا ونشان نہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاضی صاحب کی اوسی غلطی یا مغالطہ کی تقلید ور تقلید ہوتے چلی آئے ہے مگر ہماری فاضل مخاطب نے اوسپر یہہ اور طرہ لگایا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری کے طرف نسبت کردیا جو ابن حجر عسقلانی کی ہے پہر اگر بالفرض یہہ روایت کسی ابن حجر نے اپنی کسی کتاب مین نقل کی ہو تاہم جب معارض روایات جمہور محدثین کے ہے قابل اعتبار کے نہین ہوسکتی اور اگر اعتبار ہی تسلیم کرلین تو فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ ”باوا ابلہند بکار ہی ہے“ غیر مسلم ہے بلکہ بقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا بانضمام دیگر روایات اس روایت مین الحاح کے یہہ معنے ہونگے کہ کثرت الحاح وسالت اور نہایت تردد و مراجعت فرمائے اور ظاہر ہے کہ یہہ معنی عین مناقض دعوے سامی ہے اب لیجیے جو روایات کہ ان معنے پر دال ہین صواعق محرقہ کے باب حادی عشر مین مروی ہین[2] وفی روایۃ ان عمر صعد المنبر فقال ایہا الناس انی واللہ ما حملنی علی الالحاح علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] اور اوسکا ضم وتقبیل کرنا تعظیم کے طور پر تہا کیونکہ وہ بسبب اپنی صغر سنی کے حد شہوت کو نہ پونہچی تہے کہ حرام ہوتی اور اگر اوسکی کم سنی نہو تی تو اوسکا باپ اوسکو اسطرح نہ بہیجتا - ۱۲

[2] اور ایک روایت مین ہے کہ عمر منبر پر چڑہے اور کہا ای لوگو واللہ علی سے اوسکی دختر کے معاملہ مین الحاح کرنے پر بجز اسکے کسی چیز نے مجکو برانگیختہ نہین کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۱۲

یقول کل سبب وصہر ینقطع الا سببے وصہری وانہا یاتیان یوم القیمہ تشفعان لصاحبہما وفی روایۃ لما اکثر تردد کالی علی اعتل بصغرہا فقال ما حملنی علی کثرۃ ترددی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل حسب ونسب وصہر الخ

ان روایات سے کثرت الحاح ومراجعت اور نہایت تردد وسالت بداہۃً ثابت ہی پس روایت مانحن فیہ مین جو لفظ الجاۃ واقع ہے وہ بہی اسی معنے پر محمول ہوگا علی اصول اہل حق کیونکہ نہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاسق وفاجر وظالم اور غاصب تہی اور نہ جناب امیر رضی اللہ عنہ مظلوم مقہور وحیران ومغلوب تہے تو لامحالہ مطابق اصول اہل حق کے ان معنی پر حمل کرنا لازم ہوگا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی غلط ہوگا۔ وہو المطلوب **قولہ** اور غصب کے معنے یہہ ہی ہین نہ کچہہ اور **اقول** یہہ معنے غصب کے صرف حضرت کا ہی اختراع ہے جبتک آپ کسی نقل سے اسکو ثابت نہ فرماوینگے اوسوقت تک یہہ دعوے قابل سماعت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر یہہ معنی یون ہی ہے تو حصر سراسر غلط ہے جو حضرت کے خوبی فہم سے پیدا ہوا ہے اگر آپ کے نزدیک یہ صحیح تہا تو کسی دلیل سے تو ثابت فرمایا ہوتا **قولہ** خلیفہ ثانی سلطان کلمہ گو تہی احکام اسلام اونپر جاری تہے نکاح شرعی ہوا۔ **اقول** اس جواب کا مطلب یہہ ہی کہ بوجہ ظاہری اسلام خلیفہ فاروق یہہ نکاح ازروی شرع کے جائز ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو اپنے مسائل فقہیہ تک کے بہی خبر نہین ہے اور خبر کیونکر ہو مناظرہ کی چند کتابین دیکہکر تو مجتہد بن بیٹہے مسائل فقہیہ کی خبر ہو تو کیونکر ہو۔ اجی جناب میر صاحب یہہ اچہا دعوے آپنے غلط فرمایا اور اسمین آپنے خطا کی آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ فرمایئے آپکے یہان صحت نکاح کے واسطے صرف ظاہری اسلام وکلمہ گوئی ہرگز مفید نہین ہے بلکہ عموماً کتب فقہیہ مین نواصب و

ط فرماتے ہر واسطہ اور دامادی تعلق قطع ہوجائیگا مگر میرا واسطہ اور دامادی تعلق کروہ قیامت مین آینگی اور اپنے تعلق والے کے سفارش کرینگی اور ایک روایت مین ہے کہ جب عمر علی کے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آئی گئی آپنے اوسکی صغر سنی کا عذر کیا۔ عمر نے فرمایا۔ کہ مجہکو بکثرت آمدورفت پر بجز اسکی کسی نے یہہ انگیختہ نہین کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی کل حسب اور نسب اور دامادی تعلق منقطع الخ ۱۲ —

وخوارج کے ساتھہ مومنہ کا نکاح صراحۃً ناجائز لکھا ہے۔ اسوقت من لایحضر حاضر ہے اوسمین یہہ روایت موجود ہے۔ وروی[۱] الحسن بن محبوب عن سلیمان الحمار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج الناصبیۃ ولا یزوج ابنتہ ناصبیا و یطرحہا عندہ ۔ قال مصنف ھذا الکتاب رحمۃ اللہ من نصب حربا لآل محمد علیہم السلام فلا نصیب لہم فی الاسلام فلذلک حرم نکاحہم وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ صنفان من امتی لا نصیب لہم فی الاسلام الناصب لاھل بیتی الخ اس روایت سے حرمت نکاح نواصب ہی نہین ثابت ہوئی بلکہ اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ نواصب کا ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی ہرگز قابل اعتبار نہین اور جو بعض شیعہ مثل فاضل مخاطب شکنجہ ابحاث مین گرفتار ہوکر ظاہری اسلام کو اعتبار کرتے ہین سراسر غلط ہے نکاح تو ایک طرف رہا نواصب کا توجہوٹا تک بہی نجس ہے من لا یحضر مین ہے[۲] ولا یجوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی و ولد الزنا والمشرک وکل من خالف الاسلام واشد من ذلک سور الناصب استبصار مین ہے و بھذا الاسناد عن محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس بن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب بن نوح عن الوشا عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ کرہ سور ولد الزنا والیہودی والنصرانی والمشرک وکل من خالف الاسلام وکان اشد ذلک عندہ سور الناصب پس جب نواصب کے جہوٹے کا یہہ حال ہے تو اونکا

---

[۱] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا ہم مین سے مسلمان شخص کو لائق نہین کہ ناصبیہ کے ساتھہ شادی کرے اور اپنی بیٹی کا ناصبی کے ساتھہ نکاح کرے اور اسکو اوسکی پاس ڈالدے مصنف کتاب کہتا ہے جو آل محمد علیہ السلام کے ساتھہ لڑائی قائم کرے اونکے لیے اسلام مین کچھہ حصہ نہین اسلیے اونکا نکاح حرام ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ میرے امت مین دو قسم کے لوگ ہین جنکو اسلام مین کچھہ حصہ نہین ایک تو میری اہلبیت کے ساتھہ دشمنی رکہنے والا الخ ۔ ۱۲ ۔

[۲] یہودی اور نصرانے اور ولد الزنا اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جہوٹے کے ساتھہ وضو جائز نہین ہے اور اس سے بہی سخت تر ناصبی کا جہوٹا ہے امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے اونہون نے ولد الزنا اور یہودی اور نصرانے اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جہوٹے کو مکروہ سمجہا اور سب سے سخت تر آپکے نزدیک ناصبی کا جہوٹا تہا۔ ۱۲ ۔

نکاح کیسا کچھ ہوگا۔ علی الخصوص ایسے شخص کا نکاح جو بزعم شیعہ دشمنان اہلبیت کا سرگروہ فاسق و معصوم ہو کہ ایسی شخص کو شیعہ نجس العین اعتقاد کرتے ہیں اور اوسکی عدم طیب ولادت کا حکم کرتے ہیں چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الاخبار صدوق سے عدم طیب ولادت کے نسبت یہہ روایت نقل کی ہے حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبداللہ الکوفی عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سألتہ عما روی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلاثۃ قال علیہ السلام عنی بہ انہ شر من تقدمہ و ممن تلاہ[1] قطعاً ناجائز اور حرام ہوگا۔ اور جب اونے مومنہ کے نکاح کا یہہ حال ہو تو قدوہ مومنات بضعۂ سرور موجودات جگر گوشہ بتول کا نکاح تو دین و ایمان سے دست برداری ہوگی اسیواسطے حسب تصریح خاتم المتکلمین بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنی دختر کا ایسی لوگونکی ساتھہ نکاح کرے وہ دشمن دین و ایمان ہے اہلبیت و شریعت کے بیخ کو قطع کرتا ہے اور اگر آپکے نزدیک ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی اجراء احکام اسلام کیلئے کافی ہے تو پہر آپ ذرا اپنی قبلہ و کعبہ سید محمد صاحب ازشد المطاعن سے پوچھیے کہ حضرت آپ جو تحفہ کے اس قول کے جواب میں "اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد" یہہ ارشاد فرماتے ہیں "خلاصہ جواب از طرف شیعیان آنست کہ عثمان نزد ایشان جائز القتل بود و لہذا اخذ قصاص او واجب نباشد" اسکے کیا معنے ہیں جب ظاہری کلمہ گوئی پر احکام اسلام جاری ہیں اور اونکا مومنات کی ساتھہ نکاح صحیح ہے تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ وہ جائز القتل ہیں اور اونکا دم ہدر ہے بالکل غلط اور مخالف

---

[1] یعنی میں نے اوس سے پوچھا اوس حدیث سے جو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ ولد الزنا تینوں میں بدتر ہے علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد یہہ ہے کہ اپنی سے پہلے اور پچھلے سے بدتر ہے ۱۲۔

شریعت ہی پہر معلوم نہین آپکے قبلہ آپکے اس اعتراض کا کیا جواب دینگی ظاہر تو یہہ ہے اگرچہ کو
کام فرمائینگی تو اپنے خلاف واقع بیانی کا اعتراف کرینگے اور اگر اونسے نہ پوچہیں تو یہہ سوال ہماری مجیب کے
خود اونکی نفس کی طرف راجع ہے اور وہ اسکے جواب دہ ہونگی **قولہ** جناب سرور کائنات کا
حال ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہو گئی تہین اور اونکا شوہر ابو العاص کافر
تہا انمین مفارقت نکروا سکی اور اس باب مین جو آپکی علمار نے تاویل کی ہے اوسکو یہہ روایت
باطل کرتی ہے۔ تاریخ خمیس مین حضرت ام المومنین عائشہ سے منقول ہے۔ قالت کان
الاسلام فرق بین زینب وابی العاص الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لایقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ جب یہہ بات ثابت ہوئی تو یہان کیا حرج ہے
اقول ہماری فاضل مجیب کی ہمپر تو طعن بیحیائی اور بے شرمی کی نسبت ہوتی ہی تہے
لیکن یہان تو خود بدولت نے شرم وحیا کا پردہ اوٹہا کر دین ودیانت کو طاق مین رکہا کر خاتم
النبیین سید المرسلین کی عصمت بلکہ نبوت ہی پر قلم نسخ پہیر دیا اور برخلاف نصوص فریقین
آپنے اس نکاح کے عدم جواز کو تسلیم فرمایا۔ تو معاذ اللہ آپکے قول کے موافق خاتم النبیین مرتکب
حرام کے ہوئی۔ کیونکہ اپنی بیٹی مومنہ کا باختیار خود بلا جبر واکراہ کافر کے ساتہہ نکاح کیا حالانکہ
وہ بقول آپکی ناجائز تہا۔ اور اگر یہہ مراد ہے کہ وقت عقد کے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کافرہ تہے اور بعد مین ایمان لائی چنانچہ آپکا یہہ قول کہ حضرت زینب دختر رسول اللہ مسلمان
ہو گئی تہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے سی مسلمان نہ تہی اور بعد مین مسلمان ہو گئی تہے
یہہ بہی آپکے دین وایمان کے مقتضی سے ناشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو
بلا دلیل کافرہ کہین۔ واقعی اہلبیت نبوت کے ساتہہ آپکی زعم مین ولا ومحبت اور تمسک اسیکا
نام ہی آپ تفریق کا ذکر ابہی کیون فرماتے ہین۔ پہلے تو نفس عقد کے نسبت فرماوین کہ وہ بجبر
ہوا یا برضا اور جائز ہوا یا حرام۔ اگر یہہ نکاح بجبر ہوا اور باوجودیکہ حرام تہا لیکن کفار مکہ نے
بجبر واکراہ یہہ نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو البتہ آپکا مقیس علیہ ہو سکتا ہی لیکن

اس صورت مین اول آپ جبر و اکراہ کا ثبوت دیوین اور انشاء اللہ قیامت تک بہی نہ دے سکینگے دوسرے اسکی حضرت کے حق مین جو تقیہ کا فتوی دیوین پہر ہر صورت کا ثبوت دیوین اور اگر برضا ہوا اور حرام تہا جیسا کہ آپکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ "مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتہہ حرام ہے" توپہر آپ ہی خیال فرمالیجیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر ایسے فعل کے مرتکب ہوئے اور اگر نکاح برضا ہوا اور جائز تہا چنانچہ واقعی اور فی نفس الامر ایسا ہی ہے تو پہر آپکا اوسکو ذکر کرنا اور مقیس علیہ قرار دینا سراسر خوش فہمی ہے۔ لیجیے ہم اسکی جواز کو آپکی ہی کتابونسے ثابت کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ ابتدا اسلام مین جبتک تحریم نکاح مومنہ کی مشرک کے ساتہہ نازل نہین ہوئی تہی اوسوقت اہل شرک واہل ایمان مین یہہ نکاح جائز و حلال تہا اسیواسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے کردیا تہا چنانچہ اسکی حلت شرائع سابقہ مین بہی تہی۔ تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی تحت آیت شریفہ وقعہ سورۂ ہود قال یاقوم ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم لکہتے ہین [۱] وکان یجوز فی شرعہ تزویج المؤمنۃ من الکافر وکذا کان ایضاً فی مبداء الاسلام فقد زوج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنتہ من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک پہر دوسرے جگہ سورہ حجر مین تحت آیت کریمہ ہؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین لکہتے ہین [۲] وقولہ ان کنتم فاعلین کنایۃ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین وقیل انما قال ذلک للرؤساء الذین یکفون اتباعہم وقد کان یجوز تزویج المومنۃ من الکافر یومئذ وقد کان ذلک ایضاً فی شریعتنا ثم حرم اور نیز فاضل کاشانی خلاصۃ المنہج مین پہلے آیت کے تفسیر مین لکہتے ہین۔ گفت لوط اے گروہ من اینہا دختران من اند ایشان را بخواہید کہ ایشان پاکیزہ اند مر شمارا تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات

---

[۱] اور اوسکی شرع مین مومنہ کا نکاح کافر کے ساتہہ جائز تہا اور ایسیطرح شروع اسلام مین بہی تہا اور حضرت نے اپنی دختر کا نکاح ابوالعاص سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو کردیا تہا پہر منسوخ ہوگیا۔ ۱۲ [۲] قول ان کنتم فاعلین نکاح سے کنایہ ہے یعنی اگر تم نکاح کرنے والے ہو اور بعض کہتے ہین کہ یہہ سردارونکو کہا جو اپنی اتباع کو روک سکتے ہین اور اوسوقت مومنہ کا نکاح کافر کے ساتہہ جائز تہا اور پہلے ہماری شریعت مین بہی تہا پہر حرام ہوگیا۔ ۱۲

بکفار جائز بوده چنانکه در بدایت اسلام حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختری از دختران خود بعتبه داد و دختر دیگر را بابو العاص و بعد ازان این حکم منسوخ شد۔ انتہے ملخصًا فی ازالۃ الغین اور جب یہہ حکم بعد جواز زمانہ حیات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین منسوخ ہو چکا اور یہہ نکاح متنازعہ فیہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو غیر منسوخ کو منسوخ پر قیاس کرنا اور حرام و حلال کو یکسان ومساوی سمجھنا حضرات مجتہدین ومتکلمین شیعہ کی قوت قدسیہ یا محدثیہ کو زیبا ہے اور روایات اہل سنت کے بھی اسپر دال ہین۔ کہ نکاح مومنہ کا کافر کے ساتھہ مبدا اسلام مین جائز تہا بعد اوسکے منسوخ ہوا چنانچہ تفاسیر واحادیث مملو ہین شرح مصابیح سے ایک روایت جو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین۔ عن عائشۃ[1] لما بعث اهل مكة فى فداء اسرائهم حين غلب النبى صلى الله عليه وسلم يوم بدر فقتل بعضهم واسر بعضهم وطلب منهم الفداء بعثت زينب بنت النبى صلى الله عليه وسلم من خديجة فى فداء زوجها ابى العاص بن الربيع من عبد شمس القرشى بمال وهو كان من جملة اسراء بدر وكان تزويج الكافر بالمسلمة جائزا فنسخ بقوله تعالى ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا الخ۔ پس ثابت ہوا کہ بموجب روایات فریقین کے نکاح حضرت زینب رض کا قبل نسخ کے ہوا کہ اوسوقت مین جائز اور حلال تہا اب یہان شاید بعض ادن لوگونکو جنکو حالات شریعت سے پوری واقفیت نہین یہہ شبہ واقع ہو اور وہ یہہ اعتراض کرین کہ سلمنا قبل نسخ کے جائز اور حلال تہا لیکن بعد نسخ کے تو حرام ہوا تو اوسوقت تفریق کی ضرورت ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب مغلوبیت کے تفریق نکر اسکی پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم یہہ تسلیم نہین کرتے کہ تحریم کا نزول تفریق سے پہلے ہے

---

[1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فتح پائی اور بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لائے اور اونسے فدیہ طلب کیا تو جب اہل مکہ نے فدیہ بہیجا تو زینب نے بہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر بطن خدیجہ سے تہی اپنے شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس قرشی کے فدیہ مین جو منجملہ قیدیونکے تہا مال بہیجا اور کافر کا نکاح مسلمہ کے ساتھہ جائز تہا قولہ تعالے ولا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا سے ساتھہ منسوخ ہوا ۱۲۔

بلکہ جائز ہے کہ بعد تفریق کے آیت تحریم کا نزول ہوا ہو - دوسرا جواب بطور حل و تحقیق کے یہہ ہی
کہ واقفان نزول احکام پر مخفی نہین ہے کہ جو احکام اول مشروع تھے اور بعد مشروعیت کے منسوخ
ہوئی اونکی نسخ کے یہہ معنے ہین کہ بعد نسخ کے ان افعال کا کرنا بشر بلکہ اونہین اہل اسلام کے
اختیار کو دخل ہو غیر مشروع ہے اور جو کچہہ کہ نسخ سے پیشتر ہو چکا اور اوسکی فسخ در رفع مین مسلمانونکو
کچہہ دخل نہین وہ حکم نسخ مین داخل نہوگا - اور ظاہر ہے کہ عقد نکاح اگرچہ باختیار اولیا عورت ہی
لیکن فسخ نکاح مین عورت یا اوسکے اولیا کو بحکم شریعت کچہہ دخل نہین تو فی الحقیقت اوسپر نسخ
وارد ہی نہین ہوا جو اوسکو حرام اور غیر مشروع سمجہا جاوے - اور ضرورت تفریق کی واقع ہو -
کیونکہ ولا تنکحوا المشرکین سے ممانعت عقد نکاح جدید کی ثابت ہوتی ہے نہ فسخ نکاح منعقدہ سابق
پر دال ہے تو تحریم اسپر وارد ہی نہین اور حکم ناسخ اسکو شامل ہی نہین - پس تاریخ خمیس سے
جو روایت نقل فرمائی ہے وہ فریقین کے روایات صحیحہ معتمدہ کی مخالف ہی اور قابل احتجاج کے نہین
بلکہ خود ام المومنین عائشہ رض کی روایت جو شارح مصابیح نے نقل کی ہے وہ اسکی خلاف ہے
اور ممکن ہی کہ تاریخ خمیس کے روایت مین کان الاسلام فرقا محمول استحباب پر ہو باین معنے
کہ بہتر اور مستحسن یہہ تہا کہ نکاح کو فسخ کرا کر حضرت زینب کا نکاح کسے مسلمان سے کرتے کیونکہ اسلام نے
باہم اہل اسلام و کفار مین ایک قسم کی تفریق کر دی تہی - لیکن چونکہ فسخ باختیار مرد ہے اسلیے آپکو
قدرت نہ تہی اور شاید موجب کشاکشی اور فتنہ کا ہوتا - لیکن آپ مغلوب تہی ایسی حالت مین
صرف استحباب کے لیے فتنہ برپا کرنا مناسب و مصلحت نہ تہا اور چونکہ تحریم کا نزول جب تک
نہین ہوا تہا یہہ نکاح بہی حرام نہین ہوا تہا تو اس توجیہہ کے موافق تمام روایات مجتمع ہوگئی اور
بحمد اللہ تعارض مرتفع اور استدلال فاضل مستدل باطل ہوا معہذا ابا لفرض سلمنا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مغلوب تہے اور بوجہ مغلوبیت کے تفریق بزعم آپکے واجب تہی
لیکن یہہ قصہ مقیس علیہ نکاح ام کلثوم نہین ہو سکتا ہے - کیونکہ ہم پیشتر بروایات معتبرہ
ثابت کر چکے ہین کہ مغلوبیت جناب امیر کا قائل ہونا ہی غلط اور باطل ہے - غرضکہ اس قصہ کو

بیان ذکر کرنا حضرات شیعہ کے عموماً اور فاضل مخاطب کے خصوصاً کمال خوش فہمی اور دانشمندی کی ہے
ہان اگر اوس نکاح کو متفق علیہ قرار دیتے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونو صاحبزادیوں
زینب و رقیہ کا نکاح یکی بعد دیگرے عثمان ذی النورین کے ساتھ فرمایا اور وہان بہی غصب کے
قائل ہوتے اور حضرت کے مغلوبیۃ اور تقیہ کا دعوے کر کے ثابت کرتے تو البتہ مضائقہ نہ تہا۔
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین اسکو این الفاظ فرمایا اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد۔ اور اسکو ذکر کر کے اپنے استدلال کے تیغ آپ اپنے ہاتھون کاٹ ڈالی کیا معنے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تو نہ تقیہ سے تہا نہ مغلوبی و در ماندگی و جبر و اکراہ سے تہا تو یہہ
فعل انکاح بطیب خاطر و جواز شرعی ہوا تہا تو ولی کا فعل انکاح بہی ایسا ہی برضا و خوشی
و جواز شرعی بلا جبر و اکراہ ہوا و ہو المدعی۔ **قولہ** معاذ اللہ اگر یہہ ہی فرض کرین جو حضرت مجیب
یا حضرت مجیب کے ممبر مہدی صاحب آیات بینات مین فرمانے مین تب بہی تمسک کو اس سے کیا
نسبت مثلاً اگر کوئی یہہ حجت پیش کرے کہ کیا اہلسنت کے رسول اللہ سے تمسک کرنے کے
یہہ ہی معنے ہین کہ انکی بیٹی کو زوجہ کافر اس حالمین قرار دین جبکہ اسلام نے جدائی کر دی تہے
تو حضرت کیا جواب دینگے **اقول** سبحان اللہ اہلبیت نبوت جسکی شان مین آیت تطہیر نازل ہو
اوسکے دشمنونکو صریح زنا اور فحش اور بیحیائی کی تہمت سے ملوث و متہم فرماوین اور پہر بہی تمسک
مین رخنہ نہ پڑے یہہ تمسک حضرات شیعہ کا ہے تمسک ہے اور اہلسنت کے تمسک پر جو
نکاح ابو العاص کے ساتھ معارضہ کیا بحمد اللہ اہلسنت کو سونت جواب کی کچہہ حاجت نہین کیونکہ
یہہ قصہ مشترک الالزام ہے پس اسکا جواب جو کچہہ علمار شیعہ نے دیکر فیصلہ کیا ہے چنانچہ اوسکی
نقول بحوالہ مجمع البیان و خلاصۃ المنہج ماسبق مین مذکور ہو چکی ہین وہی جواب اہلسنت کیطرف سے قبول
فرماوین کہ اسکا وقوع قبل نسخ کے تہا اور یہہ الزام جو شیعہ پر بابت غصب و فحش کے لگایا گیا ہے
یہہ بعد نسخ و تحریم کے ہے پس اسکی شرمندگی و خجالت رفع کرنے کیلیے قصہ نکاح زینب ذکر کرنا
حضرات کے کمال تبحر علمی پر دال ہے جب دیکہا کہ راہ نجات جہات ستہ سے مسدود ہے۔

اور طریق گریز و فرار ہر چہار طرف سے تنگ ہے تو بطور ابلہ فریبی کے ایک روایت اہل حق کیطرف سے ذکر کردی تاکہ ناواقف سمجہین کہ حضرت میر صاحب قبلہ نے بہی بہت بڑا الزام دیا۔ **قولہ** انبیاو اوصیا و اہل بیت پر جو ظلم و ستم ہوئے اونکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف نہین ہے وہ جو ذلت و رسوائی و بیحرمتی ظاہری کربلا و شام وغیرہ مین ذریت رسول کی ہوئی انکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف ہو پہر حضرات اہلسنت ان وقائع کو کیون اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین

اقول یہہ تو آپ اوسوقت فرمائین کہ اگر ہم آپ پر تاریخی واقعات کے بیان کی نسبت الزام دیتے ہون۔ بیان واقعات تاریخی مین تو جو حالت ہوتی ہے نقل کیجاتی ہے۔ یہان تو الزام یہہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی نسبت جنکی ولا و تمسک کے آپ زبانی مدعی ہین اپنی کتب دین و ایمان مین امام معصوم کے زبانی فرماتے ہین کہ امام معصوم نے فرض کرو کہ نکاح جائز کی نسبت فرمایا اول فرج غصب ہوا کوئی باحیا اسکو جائز کہیگا معاذ اللہ کوئی مسلمان اسکو تجویز نہین کرسکتا ہے۔ اول تو یہہ امر واقع اور نفس الامر کے خلاف دوسری امام معصوم پر فحش گوئی کی تہمت تیسری جگر گوشہ بتول رض کے دشمنونکی نسبت خباثت و فعل حرام کا الزام۔ تعجب ہے کہ آپ اسکو تمسک کے برخلاف نہین خیال فرماتے معلوم نہین کہ تمسک کس چیز کا نام رکہہ رکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محرم مین نام بنام ہر ایک کے ذلت و رسوائی بیان کرکے واویلا کرنیکا نام ولا و تمسک رکہا ہے حالانکہ اگر کسی اودنے شخص پر بہی کبہی کوئی مصیبت و ذلت اوسکی اہل کے نسبت پیش آتی ہے تو بعد اوسکے کبہی اوسکا نام تک بہی نہین لیتا چہ جائیکہ اوسکا سالانہ ماتم کرے اور یہہ حضرات محب اہل بیت ہر سال اہلبیت کی ذلت کی تجدید کرتے ہین اور ہر سال اپنے غم کے پیرایہ مین اونکو ذلیل و رسوا کرتے ہین جسپر غیر مذہب کے لوگ بہی خندہ زنان ہین پس فی الواقع یہہ حضرات محب اہلبیت نہین بلکہ دشمن اہلبیت ہوئی۔ ہم نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ محرم مین دار المومنین لکہنؤ کے اندر خصوصاً حضرت مجتہد صاحب کے امام بارہ مین اونٹ مع کجاوے بند ہوکر اونپر سیاہ پوش عورتین سوار کیجاتے ہین اور وہ زنان اہلبیت کے نقل ہوتی ہین

اور مخلصین اون اڈھونسی پیٹ لپیٹ کر دیتے چلاّتے ہین اور ایک ایک کا نام لیکر چیختی ہین بلبلاتے
ہین غرض کیا کچھہ طوفان بے تمیزی ہے جو وہان نہین ہوتا پس اسکا نام تمسک ہے اور یہہ کچھہ
ولا و محبت ہی - علاوہ ازین اہلسنت نے سوائی بیان تاریخی حالات کے اور وہ بھی بقدر ضرورت
نرم الفاظ ہین حاشا کہ کہین اہلبیت کے شان مین کوئی فحش و شنیع لفظ لکہا ہو یا حرام کا الزام
اہلبیت کی نسبت لگایا ہو یہہ صرف کام مدعیان ولا و تمسک کا ہے و بس **قوله** ان تمسک کے
برخلاف یہہ ہی کہ حضرت عباس جنکو حضرت مجیب نے اہلبیت متمسک بہین داخل فرمایا ہی حضرت خلیفہ اول کے
شان مین اعزک اللہ بظر امک - فرماوین - اور پہر وہ خلیفہ رسول و امام برحق رہین کنز العمال
ملاحظہ فرمایئی - **اقول** ای اہل خرد و انصاف خدارا ذرا تو ہماری اور ہماری فاضل مجیب کے اس
قول کو دیکہین اور اس سے اونکی مناظرہ دانی بلکہ ہمہ دانی کا اندازہ کرین - اول تو خود ان الفاظ
کی ترکیب لفظی ہے انکی غلط ہونے پر دال ہے لفظ - بظر امک کو ماقبل سے کچھہ تعلق و ربط
نہین اور یہہ کلام اس موجودہ عبارت مین ہے جو ہماری مجیب لبیب نے نقل کی ہے اصل
کتاب ہمکو دستیاب نہین ہوئی کہ اس عبارت کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع ہوتے
دوسری یہہ کہ شاید یہہ کلمہ اپنے کفر کیحالت مین کہا ہو - تیسری یہہ کہ ہم کب کہتے ہین کہ حضرت
عباس معصوم ہین - اگر بالفرض وہنون نے یہہ کلمہ فرمایا ہو خطا کی - چوتہے یہہ کہ اگر حضرت
عباس نے یہہ کلمہ فرمایا تو اس سے خلیفہ اول کے خلیفہ رسول اور امام برحق ہونے مین کیا
قدح اور کیا نقصان - اسکو ہماری مجیب لبیب نے کسی دلیل سے ثابت نفرمایا جو اوسپر بحث
کیجاتی یہان اسیقدر کافی ہے کہ یہہ لفظ اگر حضرت عباس سے صادر ہوا تو اونکی خطا تہی
تو یہہ خلیفہ اول کی خلافت و امامت مین کیونکر قادح ہوسکتا ہے - پانچوین یہہ تمسک کے
برخلاف نہین - ہان تمسک کے برخلاف یہہ ہے کہ حسب تصریح علماء شیعہ جناب فاطمہ رضہ
بضعۃ الرسول صلعم جناب امیر رض کی نسبت مانند جنین پردہ نشین رحم و مانند خائنین در خانہ گریختہ
وغیرہ الفاظ شنیعہ فرماوین اور آپ اونکو پہر بہی خلیفہ معصوم اعتقاد کرین **قوله** ہم آپکی طرح

وریدہ دہنی نہین کرتے بپاس شرم وحیا ترجمہ ہی نہین کرتے صرف عبارت نقل کردی کہ ز اعمال
ہین آپ دیکہہ لین ہم سمجہین یا آپ سمجہین - **اقول** ظاہر ہے کہ اصل دریدہ دہنے تو آپکے
ثقۃ الاسلام کلینی کی اور اونکی اساتذہ کرام وغیرہ کی ہے جو واضع اور ناقل اس فحش اور بیحیائی
اور دریدہ دہنی کے ہین - پہر یہہ کہنا کہ ہم آپکی طرح دریدہ دہنی نہین کرتے سراسر بیجا ہے بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ ہم اپنے محدثین کیطرح دریدہ دہنے نہین کرتے - ہمنے تو صرف مضمون روایت
اپنی زبان مین ایسے الفاظ مین جو بہ نسبت اصل کے کنایہ اور فحش سے خالی تہے نقل کیا اسکو آپ
خواہ دریدہ دہنی سمجہین یا فحش و بیحیائی فرمائین لیکن یاد رہی اگر یہہ دریدہ دہنی
اور فحش و بیحیائی ہوگی تو جو آپکے محدثین نے فرمایا وہ بہ نسبت اسکی چہار چند دریدہ دہنی اور
فحش و بیحیائی ہوگی - ہمکو دریدہ دہنی حضرات شیعہ کے ساتھہ کیا نسبت ہو سکتی ہے کہ دریدہ
دہنی آپکا جزو مذہب ہے - چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دشنام بمذہبی اگر طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم * خود آپنے جو کچہہ نقل فرمایا وہ باعتراف آپکی اوس سے زیادہ شنیع ہے
جو ہمنے نقل کیا - اور ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنیکو فحش ہونی نہونے مین کچہہ دخل نہین ہے بلکہ ترجمہ
کہنا بات مین کرنے سی شناعت رفع ہو سکتی ہے - تو آپنے بہ نسبت ہماری زیادہ دریدہ دہنی
فرمائی - اور یہہ کہنا کہ ہم سمجہین یا آپ سمجہین بالکل غلط ہی کیونکہ باقرار آپکے جب آپنے
باوجود فارسی خوان ہونے کے سمجہہ لیا تو اسکی سمجہنے والی ہزارہا آدمی نکلینگے ایسی لغو باتونسی
اسکی شناعت رفع نہین ہو سکتی اور نہ آپ دریدہ دہنی اور فحش و بیحیائی کے الزام سے
محفوظ رہ سکتے ہین **قولہ** اگرچہ ایسی عبارت کا نقل کرنا ہی ہم تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین
مگر چونکہ آپنے لفظ شرمگاہ وغیرہ لکہکر جواب چاہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل ندیا مجبور ہمکو بہی یہہ
عبارت نقل کرنی پڑی - **اقول** ہماری طرفسی بہی یہہ ہی عذر قبول فرمالیجیے اور سمجہیی
کہ ہم بہی ایسی عبارت کے لکہنے کو تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین اسیواسطی ہمنے ترجمہ لفظ کنایہ
مین کیا تہا مگر چونکہ آپکے محدثین نے لفظ شنیع فرج لکہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل ندیا مجبور ہمکو

الزا اگا دہ حدیث نقل کرنے پڑی **قولہ** اب آپ موازنہ فرمادین کہ لفظ فرج شنیع ہی یا بظر ایک

اقول ای حضرات ناظرین اوراق اس آخر کے جملہ مین حضرت مجیب نے جو تہذیب و شائستگی کو

کار فرمایا کیا اسیکا نام تہذیب ہے کیا ہماری مجیب اسوقت اذا خاصم فجر کے مصداق

نہین پہر اگر ہماری قلم سے کوئی ایسا لفظ نکلجائیگا تو ہمکو بہی معذور سمجہکر لا یحب اللہ الجہر

بالسوء من القول الا من ظلم کا مصداق قرار دینگی پس اس سے زیادہ اسکی جواب مین ہم کچہہ نہین

عرض کر سکتی کہ ہمکو اس موازنہ کی نوبت بہلا کیونکر پہنچ سکتی ہے اور ہم لفظ فسیح اور بظر ایک

مین کیونکر موازنہ کر سکتے ہین ہمارے نزدیک تو متعہ تک حرام ہے مگر ہان لفظ فرج اور بظر ایک

مین آپنے خود ہی موازنہ کیا ہوگا کیونکہ حسب تصریح آپکی امام سیزدہم باقر مجلسی کے حق الیقین

مین لف حریر مین حرمت احتمالی ہے حق الیقین کے صفحہ ۳۲۵- پر یہہ عبارت ملاحظہ فرمایئے

وحرمت وطی محارم بالف ذکر بحریر بنابر احتمالی بلکہ عدم قول بجز مطلق اور اسمین آپکی علامہ مجلسی

صاحب نے جس احتمال پر حرمت کو ثابت قرار دیا ہے اوسکو آپ ہی خوب سمجہتی ہونگی عجب نہین کہ

یہہ حرمت بسبب کہل جانے حریر کے ذکر سے ہو یا بسبب رقیق ہونے کپڑے کے احتمال

وصول حرارت فرج بسوی ذکر مقتضی حرمت ہو یا احتمال علوق کے وجہ سے یہہ حرمت ہو- بہر کیف

یہہ حرمت کچہہ قطعی نہین بلکہ صرف احتمالی ہے جسکی رعایت علی الخصوص وقت رفع احتمالات

ضروری نہوئی تو موازنہ بخوبی ہو سکتا ہے - استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ- اچہا ہمنے آپکی حکم کی

تعمیل کی- اور لفظ فرج اور بظر ایک کو میزان کیا- بیشک لفظ بظر ایک شنیع اور قبیح ہے لیکن

اس سے آپکا مدعا حاصل نہین ہو سکتا- کیونکہ ایک تو لفظ شنیع و فحش امام معصوم کی زبان سے

بحق زنان اہلبیت صادر ہوا اور ایک لفظ شنیع غیر معصوم کے زبان سے کسی شخص کے

نسبت جو خارج اہلبیت سے ہو نکلے بلکہ بروایات شیعہ کے ناقص الایمان ولد الزنا سے بحق کسی

منافق دشمن اہلبیت بلکہ دشمن دین اسلام کے صادر ہو- اگرچہ یہہ لفظ فی حد ذاتہ زیادہ شنیع ہو

لیکن اہل خرد سمجہہ سکتی ہین کہ کونسا لفظ ہر دو موقعون پر زیادہ شنیع و قبیح ہوگا **قولہ**

اور نیز وہان نکاح باکراہ مراد ہے اور یہہ مقام ملاحظہ فرمایئے کہ کس موقع پر کہا گیا ہی **اقول**
اگر یہہ نکاح ناجائز وحرام تہا جیسا کہ روایات شیعہ سے ثابت ہوتا ہے تو اوسکی قباحت وشناعت
کسی شخص پر اہل اسلام سے پوشیدہ نہین - اور اگر یہہ نکاح جائز اور حلال تہا تو اور بہی زیادہ قبیح
وشنیع ان الفاظ مین ادا کرنا ہوگا کیونکہ حلال کو حرام کے پیرایہ مین ادا کرنا اور حرام بہی وہ حرام
جو سراسر بیحیائی اور فحش ہو غایت درجہ قباحت وشناعت مین ہوگا آپکو بہی شاید معلوم ہوگا
کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنا کفر ہے کہ مستلزم انکار قطعیات ہی - پس اس سے زیادہ اور کیا
قباحت وشناعت ہوگی کہ یہہ محبان اہلبیت ائمہ کی جناب مین علاوہ فحش گوئی اور بیحیائی کے
کلمہ کفر کا صدور بہی ائمہ معصومین کی طرف نسبت فرماتے ہین - پس ولا و تمسک اسیکا نام ہی
بہلا یہہ ولا و تمسک اہلسنت سی کب ہو سکتا ہے - اعاذنا اللہ من ذلک - اور اب اس موقع کو
جو آپ الزاماً فرماتے ہین ہمکو دیکہنے کی ضرورت نہی - اور اوسکی نقل مین خود جانبے پہلو تہی اغماض
فرمایا شاید اوسکی وجہ یہہ ہو کہ چندان موافق مدعا نہ تہا یا یہہ کہ آپنے بہی نقل در نقل کیا ہوگا اور اسمین
کچہہ ہوگا آپنے محض اپنی ظن وتخمین سے موقع کا بے موقع ذکر کردیا اور آپکو بہی خبر نہوئی کہ یہہ لفظ
کس موقع پر صادر ہوا پس اگر اوسکی موقع کو نقل فرماتے اور پوری روایت لکہتے تو ہم بہی البتہ دیکہتی
قال الفاضل المجیب قولہ - کیا تمسک اسیکا نام ہے کہ بیحیائی وبیلحاظی اونکی جناب
پاک (حاشا جنابہم عن ذلک) کیطرف نسبت کرین - اقول - شاید پہلے بہی قول کو مکرر لکہا ہی
معہذا چونکہ اسکی تفصیل کچہہ نہین لکہی ہم بہی کچہہ جواب نہین دیتے اور قول سابق کا جواب گذر چکا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہہ مکرر نہین ہے بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے
آپ کو کیا خبر ہو آپنے چند کتابین مناظرہ کے ملاحظہ فرمائی اور وہ بہی اپنے علماء کی - آپ
اور نہین تو اپنے مولائی مجلسی کے ہی کتابین ملاحظہ فرمایئے اون مواقع مین جہان خلفاء کی
ظلم وستم اور اہلبیت کی مظلومی وصبر بیان فرماتے ہین کیا کچہہ بیحیائی اور بیلحاظی اونکی
دشمنو انکی طرف نسبت نہین کرتے ہماری زبان وقلم مین اوسکی تفصیل کی طاقت نہین اسکی

تفصیل آپکو آپکے علمار کی تصانیف سے اگر آپ چاہین تو مل سکتی ہے **قال الفاضل المجیب**
قولہ - کیا تمسک کیے یہہ معنے ہین کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو صنوابیہ کو
معاذ اللہ و لد الزنا اور ناقص الایمان اور دین و دنیا و آخرت مین اونکو اندھا کہین چنانچہ آیات بینات مین
مولوی مہدی علی صاحب سلمہ نے کتب معتبر شیعہ سے ثابت فرمایا ہے و علے ہذا القیاس
اقول - آپکے مولوی مہدی صاحب نہایت ہی علم و دیانت والے ہین چنانچہ آپکی قول بالا
آیتہ مین انکا مایہ علم و تدین آپکو بھی معلوم ہو جائیگا - آنحضرت سے نہایت ہی تعجب ہی
کہ با وجود ادعای علم و فضل و تحقیق ایسی روایتین نقل کرتے ہین اگر ایسی روایتین ہون بھی تب
بھی چونکہ ہمارا مذہب نہین اور کسی نے حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح نہین کی ہمپر یہہ
اعتراض لازم نہین آتا کیونکہ ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کر چکے
ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
دانشمندان روزگار کو صلای عام ہے کہ ہماری فاضل مجیب کی خوبی اور متانت کو ملاحظہ
فرماوین اور آپکی کمال علمی اور تبحر کو دیکھین - ہمکو اسمین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ ان روایات کے
وجود مین - اگر مگر اور شک و تردد کے کیا معنے اگر یہہ روایات ہین تو شک کیسا اور نہین ہین تو صاف
کہنا چاہیے کہ اہلسنت کا افترا ہے جب آپ ایسے مناظر و متبحر ہو کر شک و تردد فرمائین تو البتہ
موجب تعجب اور مزید حیرت ہے شاید عوام متشیعین سے اسکا اخفا مد نظر ہے - دوسری یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح کسی نے نہین کے یہہ بھی غلط ہی
قطع نظر اوس سے کہ جو الزامات بہ نسبت دشمنان جناب بقیہ ابرار رسول اللہ ؐ پہلے روایات
علمار شیعہ سے بیان ہو چکی ہین اور سنیی آپکے قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین ورق
نمبر ۹۳ پر فرماتے ہین - در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر
در ایامی کہ خلافت در دست غاصبان بود و ائما گفتہ واللہ لو کان حمزۃ و جعفر حیین
ما طمع فیہا ابوبکر و لکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل و العباس - اب تو آپکو بالتصریح

جرح وقدح کا یقین ہوا اچھا اور لیجیئے اسی کتاب مجالس مین ایک ورق بعد جو یہہ عبارت
لکھی ہے در کتاب استیعاب وغیر آن مسطور است کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر سطہر حضرت امیر نمود - اور اسکی نقل ہم ابھی اوپر کر آئی ہین اسکے
آخر مین مذکور ہے وظاہرا بواسطہ این وکالت فضول اشال آنحضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی
خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست - اس روایت سی صاف ثابت ہے - کہ حضرت عباس نے
جناب امیر کے لخت جگر کو صرف اپنے طمع نفسانی کے وجہ سے کہ مبادا زمزم وسقایہ حج کا
منصب ہاتھہ سی جاتا رہے بزعم شیعہ سرگروہ نواصب و اعدای اہلبیت کے حوالہ کر دیا کہ جسپر
وہ حلال نہ تھے اسیواسطی جناب امیر عباس کو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجھتے تھی بلکہ
اونکی محبت نفاق آمیز تھے اور شاید عجب نہین کہ عباس نے جناب امیر سے اوس تذلیل وتوہین کا
عوض لیا ہو کہ جو ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے عباس کے بارہ مین جھگڑہ کرکے کہا تھا
کہ یہہ ہمارا غلام ہے کیونکہ ہماری والدہ کے لونڈی سے تونے بے اجازت تجارت کی ہے - آخر
بسعی وسفارش قریش کے اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ جس مجلس مین ابو طالب وغیرہ عبد المطلب کے بیٹے
موجود ہون عباس کو وہان بار نہ ملی اور اسپر ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے ایک عہدنامہ
لکھوایا چنانچہ اب تک انکے پاس محفوظ ومصئون چلا آتا ہے تو جب عباس کو اونہون نے
ذلیل وخوار کیا عباس نے اوسکا عوض یہان آکر نکالا - تیسری یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہہ
لازم مذہب ہے اور ہمارا مذہب نہین یہہ ایک ایسی بات ہی کہ جس پر ہر شخص جسکو تھوڑا سی بہی
وقوف ہوگا قہقہہ لگائیگا - یہہ آپکی خوب توجیہات آئی کہ جسجگہ راہ فرار جہات ستہ سی مسدود
دیکہا جھٹ فرما دیا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہی - لیکن اگر آپ یہہ خیال فرماوین
کہ ایسے خرافات سی شکنجہ الزام سی نجات پائینگے یہہ محال ہے افسوس کہ آپ ایسی الزام کی مصیبت مین
حواس باختہ ہوئی کہ آپ مذہب کو بہی بہول گئے کہ مذہب کیا ہوتا ہے جناب میر صاحب
مذہب کا اطلاق تشریعات پر ہوتا ہے اور یہہ قصہ قصص وحکایات مین ہی جو حال واقعہ کی حکایت

کررہا ہے اسکو مذہب اور لازم مذہب ہونے سے کیا تعلق جب یہہ امر بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ جو عباس کے ولادت کے بابت حضرات شیعہ روایت کرتے ہین تو یہہ قصہ مطابق واقع کے ہوا
اور معاذ اللہ ولد الزنا ہونا عباس کا آپکی روایت سے ثابت ہوگیا خواہ آپ مذہب سمجھین یا نہ
سمجھین پس بمقابلہ اسکی یہہ کہنا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے سراسر لغو وبیہودہ ہے
نہین بلکہ غیر مفید ہی۔ اگر آپ امور واقعیہ کو اپنا مذہب قرار ندیوین تو اسمین کسیکو کیا دخل
لیکن الزام تو امور واقعیہ سے دیا جاویگا **قولہ** اور بہذا حضرت عباس ہماری نزدیک
معصوم نہین **اقول** بندہ نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ تمسک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت
عباس عم رسول اللہ صلعم وصنو ابیہ کو ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین اور اسکا یہہ جواب ارشاد ہوا
کہ حضرت عباس ہماری نزدیک معصوم نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ آپنے اعتراض کو تسلیم کرلیا
اور آپکے نزدیک حضرت عباس معاذ اللہ ولد الزنا ہین جو آپکی مذہب مین نجس العین ہے اور کبہی جنت
مین داخل نہوگا اور ناقص الایمان ہین۔ پس سبحان اللہ اہلبیت نبوی کے ساتہہ تمسک اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا کا آداب یہہ ہی ہوتا ہے جس شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صنو ابیہ
اور بقیہ آبائی فرماوین اور اوسکو آپ ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین پس ولائے اہلبیت اور اسلام
آپ پر ختم ہوچکا۔ **قولہ** سبحان اللہ آپکو بڑا آداب آباء رسول اللہ کا ہی آپکو ایسی امور سے
شرم چاہیئے۔ **اقول** ہمکو جسقدر بقیہ آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی
وہ ہماری روایات مذہب سی واضح ہے کہ مخالف بہی ہماری مذہب کے کوئی طعن نکر سکی۔ لیکن
یہہ آداب آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرات شیعہ کو ہی کہ آپکی چچا کو معاذ اللہ توبہ توبہ
ولد الزنا اور ناقص الایمان فرماوین اور شرم وحیا کو دخل ندین دنیا و آخرت مین اندہا کہین اور قرابت
خدا و رسول سے نہ شرماوین پہر اولٹا الزام ہمکو دین اور فرماوین کہ آپکو ایسی امور سے شرم چاہیی آپ جعفر
اپنے علما و مجتہدین جو آپکی مذہب کے ستون ہین اونکو فرمائیی۔ کہ آپکو ایسے امور سی شرم
وحیا چاہیی اور ہمنے تو مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد۔ الزاما نقل کردیا۔ پہر آپہی نہی اپنے قول

سابق مین آپنے اساطین کے اقتدار فرماکر دین و ایمان شرم وحیا کو خیرباد کہکر حضرت عباسؓ کی
نسبت اس خبث کو تسلیم کرلیا - باانہمہ حیا و شرم کے لیے ہمکو کہا جاتا ہے کہ آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیئے گویا جو ہمکو آپکی خدمت مین عرض کرنا چاہیے تہا وہ اپنی آپ ہی کہہ لیا **قولہ** فسق سے
کفر کا مرتبہ بہت زیادہ ہی - علامہ سیوطی کا خدا بہلا کرے - جسکی بدولت آپ ہی ہماری سامنی امور مین گفتگو
کرنے والے ہوگئے - **اقول** خدا کے لیے کوئی ہماری فاضل مجیب کے باختگی حواس دیکہے - کیون حضرت
کیا حال ہی یہہ جعفر زٹلی کے مہملات اور امیر خسرو کے انمل کیون صادر ہونے لگی ان جملونکا بعینہ یہہ مصداق ہے
بیت چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا - الایا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا - کیسا کفر کہانکا
فسق کجا علامہ سیوطی کجا اونکی بدولت ہمارا آپکے مقابلہ مین گفتگو کرنا - ہوش مین آیئے سنبہلئے
بندہ کی ایک ہی تحریر مین اور وہ بہی وہ تحریر جو صرف آپکی شکنجہ انجاث مین کہینچنے کے لیے
بمنزلہ جال کے تہی ایسی ہوش و حواس رخصت ہوئی ایک ہی ٹکر نہ سہہ سکی پہر وہ سب
جوش و خروش اور یہہ دعوے - **قولہ** رہا ولد الزنا کا اعتراض سو یہہ بہی ہمپر نہین ہوسکتا
کیونکہ مذہب کے مسلمات پر اعتراض ہوا کرتا ہے ہمارے نزدیک یہہ ہرگز زنا نہین حاشا وکلا کیونکہ شوہر کو
اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ
جائز ہے کما ورد فی حدیث المعصومین ورواہ شیخ الطائفہ فی
التہذیب - آپکے میر مہدی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کنیز زادگی کی روایت تو بڑے
زور سے لکہی اور حدیث تہذیب کا ذکر تک نکیا - دیانت کے یہہ ہی معنے ہین کنیز زادہ ہونا کچہہ عیب
نہین - **اقول** اے اہل علم و انصاف ہمارے فاضل مجیب کے صدر قول کو ملاحظہ فرماوین باوجود
آپ مدعی کمال تہذیب و نہایت شائستگی ہین لیکن آخر جواب سے لاجواب ہوکر کالی گلوج پر جو شیوہ
بازاریان ہے آگئے اور شرم وحیا اور تہذیب و شائستگی کو بالائے طاق رکہکر سب و شتم
پر اوتر آئے - اسکے جواب مین ہم بجز صبر و سکوت کے کچہہ نہین لکہتے ہین اتنا ضرور کہتے ہین کہ اگر یہہ
اعتراض آپکے نزدیک ولد الزنا کا ہے - تو اصل معترض اور بانی اعتراض آپکی علماء اکابر ہین

جنہوں نے بکمال بشاشت اپنی کتب دین وایمان میں اس کفر کو نقل کیا ہے پس آپ انکو
جو کچھہ چاہیے سمجھیے۔ اور جن القاب سے چاہیے ملقب کیجیے۔ آپکو اختیار ہے ہم کچھہ نہیں کہتے ہیں
ہم تو محض ناقل ہیں۔ آپنے خیال کیا تہا کہ میرے چالاکیوں کو کون سمجھیگا اسلیے ہمنے
متنبہ کردیا اگر پہر ایسی تحریر کی تو انشاء اللہ آپ پر واضح جائیگا کہ ہم اس باب میں بہی
کیا کچھہ ہیں۔ گو آپ اپنے زعم میں ہمسے باعتبار مشق ہونے و قدیم کر اس باب میں بڑہے ہوۓ ہوں
اگر آپکو اس لفظ سے یہہ مقصود تہا۔ تو یوں لکہتے (رہا عباس کے ولدالزنا ہونے کا اعتراض)
پیشتر بہی آپنے ایک جگہہ اپنی اس چالاکی کا استعمال فرمایا۔ مگر ہمنے وہاں اجمالی جواب پر
ٹال دیا اور انتقام نہیں لیا۔ لیکن اسجگہ آپکو خبردار کرنا ضرور ہوا تاکہ آپ یہہ نہ سمجہیں کہ ہماری
چالاکی کوئی نہیں سمجہتا۔ بعد اسکے ہم اصل روایت کلینی کو منتہی الکلام سے نقل کرکے اسکی توجیہہ
گوش زد کرینگے۔ ابوجعفر کلینی بسند معتبر روایت کردہ است از امام صادق علیہ السلام کہ نفیلہ
مادر عباس کنیز مادر زبیر بن عبدالمطلب و ابوطالب و عبداللہ بود و عبدالمطلب با او مقاربت نمود
و عباس از وی بہم رسید پس زبیر با عبدالمطلب دعوی کرد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو بوی خصومت
او با او مقاربت کردہ و این فرزندی کہ بہم رسیدہ است بندہ ماست پس عبدالمطلب اکابر قریش را
بشفاعت بنزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
کہ عباس و فرزندان او در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند در مجلس نہ نشینند و در ہیچ امری با ما
شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتند و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ
علیہم السلام بودہ است حضرت صادق علیہ السلام آن نامہ را برای جواب داؤد بن علی
عباسی ظاہر گردانید۔ ظاہر ہے کہ روایت کلینی کی ہے اور بشہادت ملاے مجلسی بسند معتبر
مروی ہوئی ہے تو اس روایت کی تکذیب ممکن نہیں باقی رہی اسکی تاویل و توجیہہ سو اسکی
کیفیت یہہ ہے کہ اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ اول تو یہہ کہ عباس نفیلہ لونڈی سے
زوجہ عبدالمطلب کے بیٹے تہے۔ دوسری یہہ کہ زبیر بن عبدالمطلب نے دعوی کیا کہ یہہ لونڈی بچہ

ہمارا غلام ہے۔ کیونکہ ہمارے والدہ کی میراث سے ہمکو ملا ہے۔ تیسری یہہ کہ اوس لونڈی کے ساتہہ بدون اجازت اوسکی مالکہ و مولاۃ کے مقاربت کی تہی جو صریح زنا ہے اوس سے یہہ پیدا ہوا۔ چوتہی عبد المطلب نے ان دعووں کی نسبت انکار نہین کیا کہ یعنی مقاربت بلا اجازت نہین کی تہی بلکہ باجازت مقاربت کی ہے اور یہہ بچہ غلام نہین ہو سکتا آزاد ہے بلکہ برعکس اسکے اکابر قریش کے شفاعت کرانیکے زبیر کو راضی کیا جو صریح دلیل اس امر کی ہے کہ عبد المطلب نے زبیر کے دعوون کو تسلیم کر لیا تہا پانچوین زبیر نے اپنی رضا کے وقت یہہ شرطین کی کہ اس شرط پر مین اسکی غلامی سے دست بردار ہوتا ہون۔ کہ یہہ اور اسکی اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتہہ جس مجلس مین ہم بیٹہین نہ بیٹہی اور کسی امر مین ہمارا شریک ہو اور حصہ نہ لیوی اور یہہ سب شرطین عبد المطلب نے قبول و تسلیم کی جو بداہۃً مثبت مدعا ہے۔ چہٹی یہہ کہ ان شرایط کی بابت ایک دستاویز لکہی گئی اور اکابر قریش کے اوسپر مہرین ہوئی اور وہ دستاویز ائمہ کے پاس موجود ہے بلکہ امام صادق نے داؤد بن علی عباسی کے جواب کے لیے اوسکو ظاہر فرمایا تہا۔ فاضل مجیب نے اس روایت کی توجیہہ یہہ فرمائی کہ اعتراض مسلمات مذہب پر ہوتا ہے اور مدلول روایت کا وطی بجاریۃ الزوجہ ہے جو ہماری مذہب مین ہرگز زنا نہین کیونکہ زوج کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ مین تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے چنانچہ روایت شیخ الطایفہ فے التہذیب باسیر وال ہی لیکن یہہ تاویل بہت وجوہ سے محل بحث ہے۔ اول یہہ کہ اگر یہہ وطی جائز تہی تو زبیر کا دعوی کرنا کہ مقاربت بلا اذن واقع ہوئی۔ اور عباس ہمارا غلام ہے غلط اور عبد المطلب کا اوسکو تسلیم کرنا اور بسفارش اکابر قریش زبیر کو راضی کرنا اور عہد نامہ لکہنا کہ عباس اور اوسکی اولاد ہماری مجلس مین کی برابر نہ بیٹہی جو صریح غلام ہوئے اور ولد الزنا ہونے کی تسلیم ہے پوچ اور خرافات ہوگا۔ جب عبد المطلب نے اس عہد کو تسلیم کر لیا تو گویا عباس کے غلام ہونے کو تسلیم کر لیا اور غلام ہونے کے بجز اسکی کوئی صورت نہین کہ وطی حرام ہو۔ کیونکہ وطی حلال ہوتی تو ولد حر ہوتا چنانچہ آپکی کتب فقہ مین مصرح ہے۔ تو یہہ کہنا کہ یہہ وطی جائز اور حلال تہی سراسر غلط اور بیہودہ ہے منشا اوسکا یہہ ہے

کہ اصل روایت کے مطلب ہی کو نہین سمجہا۔ دوسری یہہ کہ یہہ سراسر غلط اور خلاف مذہب ہی کہ زوج کو
جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے۔ کیونکہ بروی مذہب حلال ہونا جاریہ کا
تین قسم مین منحصر ہے اول عقد نکاح اور یہہ دوسرے شخص کی کنیز کے ساتھہ مخصوص ہے دوسری
کنیز کا مالک ہونا تیسرے کسی شخص کا اپنی کنیز کو کسی کے لیے مباح و حلال کرنا اسوقت ہماری
پاس جامع عباسی موجود ہے اوس سے ملخصاً نقل کرتے ہین "مطلب دوم دربیان نکاح کنیز وآن
ہرسہ قسمست۔ قسم اول عقد وآن مخصوص کنیز غیرامت۔ قسم دوم مالک شدن کنیز۔ قسم سوم اباحت
وتحلیل ست وآن چنین ست کہ شخصی بہ دیگری دخول کردن احلال کند واین قسم از خواص فرقہ
ناجیہ اثنا عشریہ ست" اور اسکی آخر مین لکہا ہے۔ "و فرزندیکہ ازین کنیز بہم رسد اگر پدر او آزاد باشد
وصاحب کنیز شرط نکردہ باشد کہ فرزند او بندہ باشد از اوست"۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ نفیلہ مادر
عباس مین یہہ تینون امر مفقود ہین۔ نہ عبد المطلب کے مملوک تہی نہ عقد نکاح واقع ہوا نہ مالکہ نے
اجازت دی چنانچہ صریح زبیر نے کہا کہ تو بے اجازت او با دمقاربت کردہ پس ہماری فاضل
مجیب کا یہہ کہنا کہ جواری زوجہ پر تصرف بالوطی مطلقاً جائز ہی سراسر غلط ہوا کیونکہ مملوکات
غیر کی حلت بجز عقد یا تحلیل کے نہین ہوسکتی خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ۔ ہان من لایحضر کی
روایت سی صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ کی مال پر یہہ ولایت ہی کہ بدون اوسکے
اجازت کے زوجہ کو اوسمین تصرف جائز نہین نہ یہہ کہ زوج کو اوسمین مالکانہ تصرف جائز ہو
یہہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا۔ من لایحضر کے باب حق الزوج علی المراۃ مین ہے وروی[1]
الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال
لیس للمراۃ مع زوجہا امر فی عتق ولا صدقۃ ولا تدبیر ولا ہبۃ ولا نذر فی مالہا
الا باذن زوجہا الا فی حج او زکوۃ او بر والدیہا او صلۃ قرابتہا اور اسقدر ولایت حاصل ہونا

[1] امام ابی عبد اللہ سی مروی ہے فرمایا کہ عورت کو بدون اجازت اپنی شوہر کے اوسکی سامنی اپنے مال مین عتق مین اور صدقہ مین اور تدبیر کرنیمین اور ہبہ مین اور نذر مین اختیار نہین —— ہان مگر حج یا زکوۃ یا اپنے والدین کے ساتھہ سلوک یا اپنے اہل قرابت کے ساتھہ صلہ رحمی مین (اختیار ہے) ۱۲ —

اور امر ہے اور تصرف مالکانہ دوسرا امر ہے ۔ تیسری یہہ کہ بالفرض اگر یہہ مسلہ مذہب ہوا اور اہل مذہب کے نزدیک معتبر سمجہا گیا ہوتا ہم غلط اور خلاف نصوص قاطعہ کے ہے ۔ کیونکہ خداوند کریم جل وعلا شانہ نے اپنی کتاب مجید مین دو جگہ ارشاد فرمایا ۔ جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی فروج کے محافظت کرتے ہین ماسوای اپنے ازواج اور اپنے مملوکات کے وہ فلاح یافتہ اور قابل مدح ہین اور جو سوای اسکے کوئی محل طلب کرین پس وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے آیات سورہ مومنون اور سورہ معارج مین مذکور ہین ۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ وطی سوائے اپنی ازواج یا اپنی جواری مملوکہ کے حرام ہے اور ظاہر ہے کہ جواری مملوکات زوجہ اُسکے اپنی مملوکات نہین ہین نہ اپنی زوجات ہین پس جو شخص انسے وطی طلب کرے وہ حد حلال سے متجاوز ہے اور داخل وعید ۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون ۔ ہے ۔ پس عبد المطلب کی وطی حسب ارشاد خداوندی حد حلال سے متجاوز ہوئی اور حرام واقع ہوئی پہر جو اوس سے ولد پیدا ہوگا اوسکو دیکہنا چاہیے کہ کیا ہوگا شاید فاضل مجیب اسکا یہہ جواب دین کہ یہہ آیات ہمارا مذہب نہین ۔ بلکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب پر اعتراض نہین ہوسکتا ۔ چوتھی یہہ کہ اگر فی الواقع روایت تہذیب مین یہہ مضمون مروی ہوتا اور غالباً نہوگا ۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اس موقع پر اوسکو نقل فرماتے ۔ جب مولوی مہدی علی صاحب بابت عدم ذکر روایت کے اعتراض کرتے ہین اور خود بہی اوسکو نقل نہین فرماتے تو معلوم ہوتا ہے شاید یہہ زبانی باتین ہین ۔ تو یہان فاضل مجیب اپنا قاعدہ کیون بہول گئے ہم بہی کہتے ہین کہ مدلول روایت تہذیب کا آپکا مذہب نہین ہے بلکہ لازم مذہب ہے آپ پہلے اسکا مذہب ہونا ثابت کرتے جب ہمارے سامنے گفتگو کرتے اور آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکے ملانی مجلسی سے تو یہہ مرحلہ طے نہوا اور حواس باختہ ہوکر حدیث کی تضعیف اور غرابت ثابت کرنے لگے ۔ حالانکہ خود بہی اوس حدیث کے سلسلہ سند کو سند معتبر فرماتے ہین آپ فرماتے ہین ۔ این حدیث بسیار غریب است وچون عبد المطلب از اوصیاء بود نباید کہ از وی حرامی صادر شدہ باشد پس محتمل کہ عبد المطلب

---

[۱] جو لوگ اسکے سوا ڈہونڈتے ہین ۔ وہی حد سے گذرنے والے ہین ۱۲

بولایت تقویم بر خود نموده باشد یا مادر زبیر کنیز یا و بخشیده باشد و زبیر از آن خبر نداشته باشد
و علی ای حال خطا بزبیر دادن آسان تر است از نسبت دادن بعبد المطلب۔ انتہی۔ آنکو
مولائی مجلسی نے اتنا حیا کو کار فرمایا کہ وہ احتمال جو جناب سامی نے خلاف مذہب خود بیان کیا
کہ مطلق مملوکات زوجہ میں تصرف بالوطی وغیرہ زوج کو جائز ہی نہین ذکر فرمایا بلکہ دو احتمال
ذکر فرمائی۔ کہ محتمل ہے کہ بواسطہ اپنی ولایت کے اوس لونڈی کو بطور قیمت کے لیکر تصرف کیا ہو
یا مادر زبیر نے اوسکو بخشدیا ہو۔ اور وہ روایت جو ہم کلینی سے اوپر مذکور کر آئی ہین صریح اسکی
مکذب ہی کیا معنے کہ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو عبد المطلب کیون چپکے رہتے اور کیون زبیر کے دعوی کے
تردید مین اسکو پیش نکرتے اور کیون اون شرائط کو جو عباس کی غلامی اور اونکی ولد الزنا ہونے پر
دلالت کرتے مین تسلیم کر لیتے کوئی شخص جسکو تھوڑی سی بھی غیرت ہو وہ اپنی اولاد کی ادنے
تذلیل و تحقیر بھی نہین چاہتا اور نہین روا رکھ سکتا۔ چہ جائیکہ عبد المطلب جیسا شریف و عالی ہمت
ایسی خواری کو اپنی اولاد حر کیواسطے تسلیم کر لے۔ رہا غرابت حدیث کا دعوی سو یہہ بالکل لغو ہی
کیونکہ باجماع محدثین و اخباریین روایات کلینی کی قطعی الصدور ہین اور اصولاً و فروعاً اونسے استدلال
کیا جاتا ہی۔ پس اوسکی غرابت کا حکم محض تحکم ہی اور دعوی وصایت عبد المطلب یہہ اور بھی
پوچ بر پوچ ہے۔ افسوس کہ وصایت کے اطلاع ابناء عبد المطلب کو نہوئی۔ اگر زبیر کو اپنی باپ
کی وصایت کی خبر نہوتی تو خیر چندان استبعاد نہین۔ تعجب یہہ ہی کہ ابو طالب کو جو وصی وصی تھا اور عبد اللہ
کو بھی خبر نہوئی۔ ورنہ ضرور زبیر کو اوسکے دعوی سے روکتے اور عبد المطلب کے اکابر قریش کے
پاس شفاعت کے لیے فرزند ارجمند کیخدمتمین دربدر خوار و ذلیل ہونے کی نوبت نہ آتی۔ پس یہہ روایت
تمام توجیہات کے قاطع اور تمام تاویلات و تسویلات کے بیخ کن ہے قطع نظر اس سے اگر بالفرض
یہہ روایت آپکی امام ثقۃ الاسلام کلینی یا اونکی اساتذہ کرام کا کذب و افترا ہو یا بفرض محال حسب
دعوی ملای مجلسی مادر زبیر نے اپنی لونڈی اپنے زوج کو بخشدی تھی یا مباح کر دی تھی یا
عبد المطلب نے بولایت خود اپنی اوپر اوسکی قیمت کر لی تھے یا حسب دعوی مجیب لبیب مطلقاً

زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف وطی وغیرہ یعنے لواطت جائز ہو۔ تاہم اور روایات کو جو بطور قاعدہ کلیہ کے عدم طیب ولادت عباس وعقیل بلکہ بہت سے بنی ہاشم وعلویین بلکہ سادات فاطمیین

بلکہ ابنیاء ومرسلین پر بنا بر اصول امامیہ دلالت کرتے ہین کیونکر رفع کرینگے اور اس ورطہ سے کیونکر نجات پائینگے۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ملای مجلسی اور صدوق نے بزعم خود احادیث ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اوس شخص کے عدم طیب ولادت کو مستلزم ہے چنانچہ خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات ذیل اس مدعا کے ثبوت کے لیے نقل کی ہین۔ شیخ صدوق نے علل الشرائع مین امام صادق سے روایت کی ہے قال[1] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا من طابت ولادتہ اور شیخ طبرسی نے احتجاج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی فرمود یا علی دوست ہمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش نیکو وپاکیزہ باشد ودشمن ہمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش خبث باشد فی المحاسن عن عبد اللہ بن الصلت عن ابی[2] عبد اللہ عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم جالسًا علی باب الدار ومعہ علی بن ابیطالب اذ اقبل شیخ فسلم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اتعرف الشیخ فقال لہ علی ما اعرفہ فقال ھذا ابلیس فقال علی لو علمت یا رسول اللہ لضربتہ بالسیف فخلصت امتک منہ قال فانصرف ابلیس الی علی فقال لہ ظلمتنی یا ابا الحسن اما سمعت

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب جانے چاہیے کہ سب سے پہلے نعمت پر خدا کے حمد کرے کسی نے عرض کیا سب سے پہلے نعمت کیا فرمایا ولادت کی پاکیزگی اور ہمکو بجز اوس مومن کے جسکی ولادت پاکیزہ ہو محبوب نہین جانتا ۱۲۔

[2] انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایکدن رسول اللہ گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور اونکے ساتھ علی تھے ناگاہ ایک بڈھا آیا اور رسول اللہ پر سلام کیا اور چلا گیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا اس بڈھے کو پہچانتے ہو کہا مین نہین پہچانتا فرمایا یہہ ابلیس ہے علی نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جانتا تو تلوار کا لیسا وار کرتا کہ آپکی امت اس سے چھوٹ جاتی تو ابلیس علی کی طرف پھر آیا اور کہنے لگا ای ابو الحسن تم نے مجپر ظلم کیا۔ ۱۲۔

قول اللہ عزوجل وشارکہم فی الاموال والاولاد فواللہ ما شرکت احدا احبک فی امہ ویزید ذالک بیانا ۔ وتفسیرہا روی صدوقہم فی العیون عن علی بن ابی طالب قال کنت جالسا عند باب الکعبۃ واذا شیخ محدودب قد سقط حاجباہ علی عینیہ من شدۃ الکبر فی یدہ عکازۃ وعلی راسہ برنس احمر وعلیہ مدرعۃ من الشعر فدنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسندا ظہرہ بالکعبۃ فقال یا رسول اللہ ادع لی بالمغفرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاب سعیک یا شیخ وضل عملک فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفہ قلت اللہم لا قال ذاک اللعین ابلیس قال علی علیہ السلام فعدوت خلفہ حتی لحقتہ وصرعتہ الی الارض وجلست علی صدرہ ووضعت یدی فی حلقہ لاخنقہ فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم واللہ یا علی انی لاحبک وما ابغضک احد الا شرکت اباہ فی امہ فصار ولد زنا فضحکت وخلیت سبیلہ انتہی اور ملا باقر مجلسی نے حلیۃ المتقین میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ آنجناب فرمود دشمن ما اہل بیت نیست مگر کسیکہ ولد الزنا باشد یا مادرش در حیض باو حاملہ شدہ باشد اور نیز دوسری حدیث میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ راوی پرسید بچہ چیز میتوان دانست کہ کسی شریک شیطان شدہ است فرمود ہر کہ ما را دوست میدارد شیطان در و شریک

ؔ کیا تو نے اللہ عزوجل کا قول نہین سنا ۔ وشارکہم فی الاموال والاولاد خدا کی قسم جو تجکو محبوب نہ رکھتا ہو مین اوسکی مان مین شریک نہین ہوا ۔ صدوق نے عیون مین علی سے روایت کیا ہی فرمایا مین کعبہ کے دروازہ کے پاس بیٹھا تھا اچانک ایک بڈھا کوزہ پشت جسکی پلکین بڑہاپی سے آنکھو نپر گر پڑے تہین اوسکے ہاتہ مین ایک لٹھیا تہے اور اوسکے سر پر سرخ کلاہ تہی اور اوسپر اون کے کملی تہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کعبہ کے ساتھہ پیٹھہ کا سہارا لگائی ہوئی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے مغفرت کے دعا کیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای شیخ تیری سعی ناکامیاب اور تیرا عمل بیکار ہے جب اوسنے پیٹھ پہیر مجہکو فرمایا ای ابا الحسن تو اسکو پہچانتا ہے عرض کیا نہین فرمایا یہہ ابلیس لعین ہے علی نے کہا مین اوسکے پیچھے دوڑا تاکہ اوسکا گلا گھونٹ ڈالون اوسنے کہا ایسا نکر ای ابا الحسن کیونکہ مین قیامت تک مہلت دیا گیا ہون خدا کی قسم ای علی مین تجکو دوست رکہتا ہون اور جو تجسے بغض رکہتا ہے ۔ مین اوسکے باپ کا اوسکی مان مین شریک ہوتا ہون ۔ اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے مین نے ہنسکر اوسکو چہوڑ دیا ۔ ۱۲ ۔

نشدہ است دہر کہ دشمن ماست شیطان در وے شریک ست - علاوہ انکی اور بہت اس قسم کے
روایات ہین جو اس مدعا پر دال ہین جنکی نسبت حسب التصریح خاتم المتکلمین اکابر امامیہ نے
شہرت بلکہ تواتر کا دعوی کیا ہے پس ان احادیث سے صریح ثابت ہوا کہ جو شخص جناب امیر
و دیگر ائمہ کی محبت سے بے بہرہ ہے اور مبغض اہلبیت ہے ولد الحرام اور نطفہ شیطان ہے
اب ہم اصول شیعہ پر مبغض اہلبیت ہونا عباس رضی اللہ عنہ کا ثابت کرتے ہین - اول
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین درباب غصب ام کلثوم صریح ظلم
وحق تلفی اور اس غصب مین معاونت خلیفہ ثانی کے ساتھ عباس کیطرف منسوب کیے ہے اور آخر
مین لکھتے ہین - کہ ظاہراً بواسطہ وکالت فضولی وامثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر
یاران فدائی خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست ولہذا چنانکہ سابقاً در احوال سید الشہدا
مذکور شد آنحضرت علیہ السلام از عباس وعقیل بجلفین جافیین در تعبیر فرمودہ اند - اور ظاہر ہے
کہ جو شخص رعایت اہلبیت نبوی ترک کرے اور اہل جور کیطرف مائل ہو اور غصب ام کلثوم
مین غاصبونکا شریک اور معاون ہو اوسکی ناصبیت اور عداوت اہلبیت مین کیا شک وشبہ ہے
پس اوسکی ولادت کے بارہ مین حضرات شیعہ جو کچھ فرما رہے ہین ہم سابق مین نقل کر آئے ہین
دوسری روایت ثقۃ الاسلام کی ہے جسکا ترجمہ حیات القلوب مین کیا ہے اوسکو ہم خاتم
المتکلمین سے نقل کرتے ہین - سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت وکثرت وشوکت
بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم از ابو بکر وعمر وسائر
منافقان مغلوب گردید - حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر وحمزہ کہ در غایت ایمان
ویقین واز سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند ودو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس
تازہ مسلمان شدہ بودند عباس وعقیل وایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند وآزاد کردند ایمان چنین
قوتی نمیدارد بخدا سوگند کہ اگر حمزہ وجعفر حاضر مے بودند دران فتنہ ابو بکر وعمر یارای آن نداشتند
کہ حق امیر المومنین را غصب کنند واگر سعی میکردند البتہ ایشانرا مے کشتند - انتہی اس روایت سے

واضح ہے کہ عباس وعقیل مطیع نفس امارہ دنیاوی طمع کے وجہ سے خلفار کی کاسہ لیسونین
شریک ہوگئی اسیواسطی جناب امیر نے اونکو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجھا اور بعد وفات
جناب سرور کائنات کے جب عباس نے آپسے خلافت پر بیعت کرنا چاہا تو اوسپر اعتبار
نکیا اور بیعت قبول نکی ۔ پس واضح ہو کہ یہہ تمام اوصاف مقدسہ جو حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صنو ابیہ کے نسبت جنکی نسبت آپ تقیۃ آبائی فرماوین اور
فرماوین کہ عباس کے ایذا میری ہی ایذا ہے اور وہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور اسکی تعظیم
وتوقیر کرو بیان کیی جاتی ہین آپکی نصب وعداوت اہلبیت نبوت پر واضح دلیل ہے اور
جب نصب وعداوت ثابت ہوئی تو مدلول اون روایات کا جو متواتر المعنے ہین اور قاعدہ
کلیہ کے اثبات مین ہم ابھی بیان کر آئے ہین ۔ معاذ اللہ آپ صادق آیا اور نصب ابنیار
ومرسلین بھی باصل اصول شیعہ پر ثابت کرتے مگر عجلت وقت اور قصد اختصار مانع ہے اور غالباً بعض روایات
شروع رسالہ مین نقل ہو بھی چکی ہین اگر آپ نہ سمجھے ہون تو ہم اوسکی تفصیل سے معذور ہین **قولہ** دنیا اور آخرت
مین اندھا ہونا جو لکھا ہے اسپر بھی کمال حیف ہے آپکی ہنسی ومطائبہ کو حضرت اصلی ارشاد سمجھے گئے ہین

اقول اگر یہہ جواب آپ اپنے علمار سے نقل فرماتے ہین تو واضح ہو کہ آپکے علمار نے
صرف جواب دہی سے جان بچانے کے واسطی اسکو تمسخر اور مطائبہ فرما کر ٹال دیا ہے افسوس
کہ آپ اوسکو واقعی سمجھہ گئی اور اگر ایجاد بندہ ہے تو بھی غلط ہے منشا اوسکا یہہ ہے کہ نہ اپنی
کتابونکی خبر اور نہ خصم کے کتابونکی واقفیت ہے ۔ یا یہہ کہ خبر ہو گی لیکن جواب کے خوف سے
اوسکو ہنسی مذاق کہہ یا افسوس کہ یہہ جواب پہلے سے آپکو نہ سوجہا ورنہ بہت کام آتا ۔ لیجیے
ہم آپکو مطلع کرتے ہین کہ یہہ ہزل ومطائبہ نہین بلکہ سراسر واقعی ہے سبحان اللہ حضرت تو آیت کا شان نزول
بیان فرماوین اور آپ اسکو ہنسی تمسخر مین اڑاوین سنا لیکن کیا جیسا آپ ائمہ بطور تقیہ جہوٹ بولنا درست فرماتے ہین تو کیا
ہنسی مطائبہ مین بھی ائمہ کو جہوٹ بولنا روا ہے ۔ لیجیے ہم اسکے ثبوت مین عبارت منتہی الکلام کی
نقل کرتے ہین ۔ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وا گر باین

حسب روایات شیعہ آیت من کان فی ہذہ اعمی الخ عباس کے حق مین نازل ہوئی بطور تمسخر نہین۔

ودلیل قناعت نکنی وکوش بہ مدلول آن مکابرۃ ومجادلۃ نہی دلایل دیگر بر احداثابت وناصبیت این بزرگان
پیش خودارم از انجملہ روایت اسناد کلینی ست از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کہ درحق عبداللہ
وپدرش عباس این آیت نازل شدہ ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا
یعنی ہرکہ دردنیا کورست وراہ حق را نمے بیند پس او در آخرت کورست از دیدن راہ بہشت وگمراہ
ترست انتہی ترجمۃ الآیۃ الکریمۃ علی لسان صاحب حیات القلوب پس اگر مراد از کوری این پدر وپسر
معاذاللہ ترک فاقت مرتضوی ومیل بدنیای خلفاء معنے ناصبیت باشد فذاک عین المدعا
واگر چیز دیگر باشد مثل انکار توحید یا نبوت ومعاد یا فسق وفجور پس واجب ست کہ اہل خصوصیت بتقریر
تحریر آن بپردازند ودر مقام مناظرہ اظہار آن سازند۔ انتہی۔ اہل عقل وانصاف اس عبارت کا
ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ یہہ بیان شان نزول بطور ہنسی مطائبہ کے ہے یا واقعی اور نفس الامر ہے اگر
واقعی ہے اور روایات شیعہ سے ثابت ہے تو پہر ہمارے فاضل مجیب کا اسکو مطائبہ سمجہنا کیا
اسی وجہ سے ہے کہ جواب کی بلا سے نجات پا جاویں یا کسی دوسری وجہ سے افسوس کہ اس پر تے
پر جواب لکہنے بیٹہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اب دانشمند یا کہیں
کہ اہلسنت نے تمسک بالثقلین کیا ہے یا حضرات شیعہ نے۔ اقول۔ آپنے اہلسنت کا
کچہہ تمسک ذکر نہیں فرمایا کہ موازنہ کیا جاتا محض دعوی لسانی ہے۔ چند روایتیں شیعہ کی جو بزعم خود
خلاف تمسک سمجہیں نقل کردی جنکا جواب گذرچکا موازنہ کیونکر کیا جاوے کس سے کیا جاوے
اگر کچہہ اپنا تمسک تحریر فرماتے تو البتہ موازنہ ہوتا یقول العبد الفقیر اصلح مولاہ۔
افسوس کہ آپ اپنے سوال ہی کو بہول گئے کہ اوسمین کیا مضمون لکہا تہا بعد اوس کے بندہ کے تجویز بہی
مطلب نہ سمجہی جو آپ موازنہ پر معترض ہوئی۔ اب اپنے سوال کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپنے معاملہ
عقد خلافت وقصد احراق کے تمسک کا طعن کیا تہا۔ کمترین نے بہی بجواب اوسکی چند
روایات جو مستلزم عدم تمسک شیعے کی تہی ذکر کر کے متنبہ کیا کہ جب ہمارا عدم تمسک یہہ ہے جو آپنے
ذکر فرمایا۔ اور آپکا عدم تمسک یہہ ہے۔ جو ہم عرض کرتے اور قاعدہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا

تو اس سے اب ہماری اور اپنے تمسک مین موازنہ فرمالین پس ظاہر ہے کہ اسکے واسطے ہمکو اپنے تمسکات بیان
کرنے کی ضرورت نہ تھی اگر آپ مطلب سمجھتے تو موازنہ کے لیے ہماری تمسکات کے طالب نہوتے اور جوابات
تو جیسے کچھہ آپنے تحریر فرمائی اونکی حالت اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے اور عجب نہین کہ کبھی
اپنے دلمین آپ بھی انصاف کرتے ہونگے **قوله** اب آپکی طرح ہم بھی عرض کرتے ہین کہ کیا
تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ کتاب اللہ کو محرف اور غلط بتلا دین اور اوسکو جلائین اور پاہہر وائین اور
رسول اللہ کی بیٹی کو زوجہ کافر کہین درحالیکہ اسلام نے دمین جدائی ڈال دی تھی اور اہلبیت کو
گھر جلانے کی دہمکی دین۔ اور جنکو حضرت عباس عم رسول خدا صنوابیہ اغرک اللہ بنظر الک فرمائین اونکو
خلیفہ رسول و امام برحق قرار دین الے غیر ذلک۔ **اقول** بحول اللہ وقوتہ ہم ان مطاعن کا
بخوبی ابطال و استیصال بحاث باقیہ مین کرینگے جنمین حاجت تکرار و اعادہ نہین ہے **قال الفاضل المجیب**
قوله۔ باایہمہ جناب مخاطب کے تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قصہ احراق ثابت ہے
الحمد اللہ جن حضرات شیعہ نے وقوع احراق فرمایا ہے وہ جناب مخاطب کے نزدیک معتبر نہین ورنہ اوسکو
موقع طعن مین بیان فرماتے۔ اقول کیا جناب مجیب ہمکو بھی مثل حضرات اہل سنت تصور فرماتے
ہین کہ دعوی بلا دلیل پیش کرین یا اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو الزام دین۔ ہمارا یہہ شیوہ نہین
ہم مقبولہ فریقین یا مقبولہ خصم سے الزام دیتے ہین اسلیے حوالہ کتاب بھی گذارش ہوا تھا مگر جنابنے
اوس سے اغماض و اعراض مصلحتاً فرمایا۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی**۔ معاذ اللہ
ہم آپکو ہرگز مثل حضرات اہلسنت کے تصور نہین کرتے **وما یستوی الاعمی والبصیر**
ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات[1]
لیکن یہہ تو فرمایئے کہ آپنے ہماری کس عبارت سے سمجھا ہے کہ ہم آپکو مثل اہل سنت کے تصور کرتے
ہین خدا کے لیے کہین تو نشان کرتے ہم نے تو صریح یہہ لکہا تہا کہ بعض حضرات شیعہ نے
دعوی وقوع احراق کا کیا ہے جسکے جواب سے جنابنے مصلحتاً اعراض و اغماض فرمایا۔ پس اگر

[1] نہ اندہا اور بینا اور اندہیرے اور نہ اوجالا اور نہ سایہ اور گرمی برابر ہین اور نہ زندے اور مردے برابر ہین ۱۲۔

اونکا دعوی غلط اور کذب ہے چنانچہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو آپکو چاہیے تہا کہ یہہ فرماتے
کہ کیا ہمکو بہی مثل حضرات علماء شیعہ کے تصور فرماتے ہین الخ اور آپکی دعاوی اور دلائل اور ستدلالات
والزامات کا حال آپکی تحریر سے خود اہل علم و انصاف پر واضح ہے کچہہ ہماری کہنے کی یہہ ضرورت
نہین ہے اور خود یہہ ہے دعوی آپکی اس قول مین آپکے دعوی کا مکذب ہے۔ **قوله** معنے سوال کے
کس عبارت سی یہہ بات اپنے سمجہے **اقول** جناب یہہ امر میرے گذارش ہی سے ظاہر تہا
مگر افسوس کہ آپ اردو کی سہل عبارت کو نہین سمجہتے میرا خلاصہ گذارش یہہ تہا کہ یہہ موقع طعن کا
تہا اور ایسی موقع مین حتے الامکان کوتاہی نہین کیجاتے جو امر زیادہ باعث طعن ہو اوسکو
ترک کرکے خفیف کو نہین ذکر کیا جاتا ہے جب آپنے بقصد احراق محل طعن مین بیان فرمایا
حالانکہ آپکے بعض علماء مدعی وقوع نفس احراق کے ہین اور وقوع نفس احراق کو جو باعث
طعن اشد تہا ترک کیا تو معلوم ہوا کہ اگر آپکے نزدیک معتبر ہوتا تو ضرور آپ اوسکو ذکر کرتے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ آپکی نزدیک چندان قابل اعتبار نہین **قال الفاضل المجیب**
قوله - باقی رہا قصد احراق جو امور قلبیہ سی ہے اوسکا مفصل جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا
یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے - اقول - اور کس بات کا آپنے جواب عطا فرمایا کہ اوسکی
نسبت باقی رہا الخ فرماتے ہین آپنے شروع ہی سے وہ چال اختیار کی ہے کہ جو امور ہمنے
دریافت کئی تہی بزعم خود ہم پر ہی منقلب کر دیئی اور اس سے آپکی غرض صرف اصلی جواب سے
پہلو تہی کرنا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاه الغنی** ہم شروع رسالہ مین
گذارش کر چکے ہین کہ آپ محض سائل نہین تہے بلکہ مدعی بہی تہے اور آپنے اپنے دعوی کو
بلا دلیل ذکر فرمایا تہا تو ہمنے آپسے آپکے دعوی کی نسبت دلیل طلب کی اور آپکے سوال کا
اجمالی جواب دیکر آپکو متنبہ کر دیا کہ آپ جواب کے اوسوقت مستحق ہونگے جبکہ اپنے دعوی کو
بدلائل ثابت کرینگے - چنانچہ اس تحریر مین بزعم خود آپنے اپنی مدعا کو بدلائل ثابت کیا
گو باعتبار واقع کے ثابت نہوا ہو - پس ہمنے بہی اپنے اس رسالہ مین آپکے سوال کا جواب

کسیقدر بسیط و تفصیل کے ساتہہ گذارش کیا پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اس سے آپکی اصلی غرض صرف جواب سے پہلوتہی کرنا ہے محض دعوی بے دلیل اور غلط ہوا اور نیز باوجود عدم استحقاق جواب کے یہہ اجمالی طرز اسلیے بہی اختیار کیا تہا کہ آپکو انظار و ابحاث مین پہنسانے کے لیے ایک جال تہا سو بحول اللہ و قوتہ حسب مدعا آپ ایسی ابحاث کے جالمین پہنسی ہین کہ قیامت تک مخلصی محال ہے،

قولہ مہندا سوال مین قصد احراق بہی ذکر ہوا ہے اور حوالہ کتاب بہی درج ہے مناسب تہا کہ اسکا جواب تحقیقی یا الزامی تحریر ہوتا ورنہ اسقدر تعرض کے بہی کیا حاجت تہی جسطرح اصلی سوال کے جواب مین سکوت اختیار فرمائی یہان بہی خاموش رہتے **اقول** افسوس کہ بندہ کی گذارش فہم شریف مین نہ آئی بندہ نے جو عرض کیا تہا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے یہہ ہے آپکی سوال کا اجمالی جواب تہا اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ آپنے قصد احراق کا دعوی فرمایا اور جو روایت کہ آپ نے ذکر فرمائی اوسکی یہہ عبارت ہے۔ وایم الله ماذاك بمانعي ان اجتمع هولاء النفر[1] عندك ان امرهم ان يحرق عليهم البيت اور ان الفاظ سے قصد احراق ثابت نہین ہوتا، بلکہ محض تہدید بصراحتہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرف مین ایسی کلمات ایسے مواقع مین محض تہدیداً کہتے ہین تو دلیل مثبت مدعا نہین ہوئی اور دعوے ثابت نہوا۔ آپنے بجز اس ایک روایت کے اور کوئی قرینہ بہی بیان نفرمایا تہا جو مثبت تصمیم عزم ہو پس ایسے پوچ استدلال کے بیخ کنی اور قطع عرق کیواسطے یہہ ایک جملہ بہی کافی تہا۔ بشرطیکہ فہم سے کام لیتے۔ چونکہ اب آپ اوسکی تفصیل کے طالب ہین اور یہہ موقع بہی اوسکی تفصیل کا ہے۔ اسلیے ہم اوسکی تفصیل کیے دیے بہی حاضر ہین لیجیے ذرا متوجہ ہوکر سنیے۔ واقفان مناظرہ مذہبی فریقین پر مخفی نہین ہے کہ حسب عادت قدیمہ خود کہ ہمیشہ مذہب مین نئے نئے تراش و خراش کرتے رہتے ہین شیعہ کے اس مسئلہ مین بہی رنگ برنگ کے اقوال رہے ہے اول وقوع احراق کا دعوی ہوا چنانچہ علامہ طوسی نے تجرید مین اور ملا باقر مجلسی اور بعض متاخرین نے بہی لکھا۔ اور بعض علماء نے

[1] واللہ کی قسم اگر یہہ لوگ تیری پاس جمع ہوئی تو یہہ مجکو اس سے مانع نہوگا کہ مین انپر گہر جلانیکا حکم کردن۔ ۱۲۔

ہماری فاضل مجیب بہی ہین جب اس دعوی کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو اوس دعوی کا انکار کیا اور قصد احراق کا دعوی کیا - پہر جب بعضے علماء رسّاکشی ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوئی تو اونہون نے اسکو تہدید و تخویف پر محمول فرمایا - چونکہ وقوع احراق کی نسبت ہماری فاضل مجیب کا دعوی نہین بلکہ بعض علماء نے خود تکذیب فرمائی اسلیے ہم اوسکی تردید کیطرف متوجہ نہین ہوتی - اور ابطال دعوی قصد احراق کیطرف عنان توجہ منعطف کرتے ہین - پس واضح ہو کہ قصد احراق سے مراد تصمیم عزم احراق ہے کہ معاذ اللہ مقصود دلی یہہ تہا کہ خانہ اہلبیت کو جلادین اور مجرد تخویف و تہدید مدنظر نہین تہے - لیکن دعوی تصمیم عزم احراق بہی بوجوہ چند باطل ہے اول یہہ کہ جو روایت کہ ازالۃ الخفا سے اس مدعا کے ثبوت مین نقل کی ہے وہ ہرگز اسکو مثبت نہین اور اوس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اوسمین احتمال مجرد تہدید تخویف کا ہی بلکہ غالب سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے تو استدلال تصمیم عزم احراق پر باطل ہوا - دوسری یہہ کہ ان الفاظ مین جو روایت منقولہ مین موجود ہین قسم عدم مانعیۃ پر واقع ہے نہ احراق پر اور حاصل ترجمہ اس جملہ کا اسطرح ہے کہ خدا کی قسم یہہ میرا مانع نہین ہے امر احراق سے - تو اس جملہ سی یہہ بہی نہین ثابت ہوتا کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہو کہ اگر مجتمع ہوئی تو مین گہر جلادونگا بلکہ یہہ کہا ہے کہ اگر مجتمع ہوئی تو مجکو یہہ امر احراق بیت سے مانع نہو گا اور اس سے تصمیم عزم احراق پر استدلال کرنا سراسر بیجا ہے - تیسری یہہ کہ جناب امیر نے بہی قصہ میزاب مین جسکی روایت ہم ابہی اوپر بیان کر آئے ہین - پرنالہ لگوانے کے واسطی جب آپ تشریف لائی تو تلوار خلاف عادت شریفہ گلی مین ڈالی ہوئی آئے اور فرمایا لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الامر بہ اور نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اوکہاڑنے کے بارہ مین جیسا کہ علل الشرائع مین آپکے صدوق نے روایت کی جناب امیر نے قتل و قتال کا ارادہ فرمایا حالانکہ سل سیوف قطعاً بحکم خدا و رسول آپ پر حرام تہا تو اگر اوسکو بہی مجرد تخویف و تہدید پر محمول فرمائیے تو ہماری طرف سے بہی یہہ ہی فرماوین - اور اگر جناب امیر کی تصمیم عزم قتل و قتال کے

قائل ہوتے ہیں تو اُنکی عصمت بلکہ امامت و خلافت سے ہاتھ دھو بیٹھیں نبش قبر فاطمی کی روایت
ملخصاً جو خاتم المتکلمین نے علل الشرائع سے ترجمۃً نقل کی ہے ہم بھی اوسکو نقل کرتے ہیں زیرکہ
خلیفہ ثانی را خبر وفات حضرت زہرا رسانیدند او بکمال جزع و فزع ہمراہ صدیق بتقریب
تعزیت نزد امیر المومنین علیہ السلام حاضر شد و شکایت شروع کرد و گفت نہ طلبیدن ما را بر جنازہ فاطمی
از ان قبیل ست کہ در غسل آنحضرت ما را دخلی ندادی و بجبر تسلیم کردی کہ ابوبکر گفت کہ ترا با منبر
پیغمبر چہ کار ست اینہمہ دلیل کدورت و غبار ست حضرت امیر فرمود اگر قسم شرعی یاد کنم تصدیق
خواہید کرد گفتند بلی ۔ پس در مسجد مقدس داخل شد و گفت کہ دو امر اول از ان بود کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم در غسل فاطمہ زہرا در بارہ نماز جنازہ و ما یتعلق بہ وصیت کردہ بودند کہ احبار را
مدخلی ندہی و حاشا کہ آن کلمہ بغیر رضا خود م تسلیم کردہ باشم بلکہ چون الفت و انس بجناب مصطفوی
زائد الوصف داشت حتے کہ در عین نماز بر دوش مبارکش سوار میشد و در اثناء خطبہ دامن مقدس
میکشید بر آمدن ابوبکر بالائی منبر آن سرور بروی شاق آمد فاروق این کلمات طیبات را از جہالت
دانست و صلاح او بہ نبش قبر فاطمی برای ادای نماز جنازہ قرار گرفت پس صحبت منجر بکلفت
گردید و نوبت باشتداد غیظ و غضب رسید و قریب بود کہ ذو الفقار از نیام بر آید و مقاتلہ عظیم در صحابہ
کرام واقع شود زیرا کہ امیر المومنین قسم شرعی یاد نمود کہ بر این تقدیر سر فاروق را از دوش بردارم
بلکہ قبل از نیل مطلب وی را زندہ نگذارم پس مہاجرین و انصار بہیئت مجموعی باصلاح افتادند
و بر ارادہ فاروق تن برضا ندادند ۔ انتہی ملخصہ ۔ تعجب ہے کہ جناب قالع باب خیبر قاتل قوم
عاد ۔ بعد احراق بیت اور اسقاط محسن اور ضرب اسواط بصفۃ الرسول سید کائنات اور انتساب
تہمت زنا کے وقت آپ مامور بصبر و سکوت ہوں اور سل سیف کے مامور نہوں اور نماز جنازہ
کیواسطے نبش قبر پر مامور بجہاد ہوں ۔ ع این خیالست و محالست و جنون ۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ
سب قصہ تہدید و ترہیب کا تہا اور ہرگز آپکا قصد مخالف وصیت قتل و قتال کا نہوگا ۔ جو بہی یہہ
کہ صاحب عماد الاسلام نے بہی اسکو مجرد تخویف پر حمل کیا وہ تحریر فرماتے ہیں چنانچہ

خاتم المتکلمین نے نقل فرمایا ہے مقتضے تلک المرویات ھو ان عمر مع تبعتہ قصد احراق
بیت فاطمۃ واتی بالحطب وجمعہ علی بابہ لا انہ وقع منہ الاحراق فلعل کان غرضہ
مجرد التخویف ۔ پس جب آپکے علماء نے خود تسلیم فرمالیا کہ فاروق کا یہہ فعل محض غرض تخویف تھا
تو آپکا انکار اونکی ایسی تکذیب ہے جیسی دعوی احراق کی ۔ پانچوین حسب تصریح خاتم المتکلمین در
ازالۃ الغین کلام ابوجعفر بن قبہ و نقیب متشیعین سے ہویدا ہے کہ قرن اول کے شروع مین
تمام مہاجرین و انصار خلفاء کے ظاہری زہد و ورع اور عدل و داد اور دنیا سے نفرت کلی
کی وجہ سے اونکی حقیت خلافت کے معتقد ہوئی تھی اور رفتہ رفتہ متاخرین کو اور زیادہ اطمینان
حاصل ہوگیا اور ظاہر ہے کہ خلفاء کو بھی ان امور کا پاس ہوگا اور خیال کرتے ہونگے کہ ایسا کوئی
فعل ہم سے صادر نہو جو باعث سوء ظن ہو بلکہ جہانتک ہو سکے لوگونکو حسن ظن اور خلوص عقیدت کے
دام مین پھنساوین تو ایسی حالت مین علی الخصوص قریب زمانہ وفات سرور کائنات علیہ افضل
الصلوات کے کیونکر ممکن ہے کہ احراق یا قصد احراق اہلبیت کیا ہو اور اگر بالفرض اونسے یہہ
فعل صادر ہوا ہو تو اونکی ابوجعفر وغیرہ کا فرمانا محض کذب ہوگا ۔ چھٹی علاوہ ازین یہہ ہے کہ خود علماء
شیعہ مین سے طبرسی نے مطابق روایت باقر مجلسی کے احتجاج مین روایت کی جسکا مضمون
یہہ ہے ۔ کہ چون خلیفہ ثانی بآواز بلند گفت کہ اگر امیر المومنین از خانہ خود بیرون نیاید خانہ اورا
خواہم سوخت صحابہ از شنیدن این قول متغیر شدند و انکار شدید کردند خلیفہ ثانی گفت شما
گمان بردید کہ من چنین خواہم کرد حالانکہ مقصود من تہدید بود نہ چیز دیگر پس جناب مرتضوی
بواسطہ شخص پیام بسوی عمر فرستاد کہ من برای گرد آوردن آیات قرآنی در خانہ نشستہ ام
و مشغول تالیف گردیدہ ام و بر زبانم سوگند جاری شدہ کہ تا ازین امر فارغ نشوم از خانہ پای خود
بیرون نگذارم و با مور دیگر نپردازم ۔ قطع نظر اس سے کہ فاروق نے اسکی نسبت یہہ فرمایا
کہ میرا یہہ قول مجرد تہدید کی غرض سے تھا ۔ جسپر صحابہ ساکت ہوگئی ۔ اس روایت سے
یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ صحابہ نے بمجرد اس قول (خواہم سوخت) سنی کی انکار شدید کیا اور موافقت فاروق کے

نہین کی بلکہ اور برہم ہو گئی تو کیونکر ممکن ہے کہ ان صحابہ نے جو بمجرد اس قول کے متغیر ہو گئی نہی اور
انکار شدید کیا تہا گہر جلانے کے واسطی سامان احراق جمع کرنے دیا ہو اور عقل سرسری بہی تسلیم نہین کر سکتی
کہ وہ بہتانات جو حضرات شیعہ دشمنان خلفا کیطرف منسوب فرماتے ہین مثل ضرب دشمنان سیدہ
و اسقاط محسن و تہمت فاحشہ وغیرہ خرافات کو ایسی صحابہ جان نثارون نے بلا رد و انکار منظور کیا ہوگا
ساتوین علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کی تفسیر مین مروی ہے۔ حدثنی ابی عن صفوان
بن یحیی عن ابی الجارود عن عمران بن میثم عن مالک بن ضمرۃ عن ابی ذر رحمہ
اللہ قال لما نزلت ہذہ الایۃ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ترد امتی یوم القیمۃ علی خمس رایات فرایۃ مع عجل ہذہ الامۃ اسا لہم ما فعلتم
بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فحرفناہ ونبذناہ وراء ظہورنا واما الاصغر
فعادیناہ وابغضنا وظلمناہ فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودۃ وجوہکم ثم ترد علی
رایۃ فرعون ہذہ الامۃ فاقول لہم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر
فحرقناہ ومزقناہ وخالفناہ واما الاصغر فعادیناہ وقتلناہ وقاتلناہ فاقول ردوا النار
ظماء مظمئین مسودۃ وجوہکم ثم ترد علی رایۃ مع سامری ہذہ الامۃ فاقول لہم
ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فعصیناہ وترکناہ واما الاصغر
فخذلناہ وضیعناہ فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودۃ وجوہکم ثم ترد علی رایۃ

سلہ ابوذر سے روایت ہے کہا جب یہہ آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن
میری امت میرے پاس پانچ جہنڈی ہو کر آئیگی - ایک جہنڈا تو اس امت کے بچہڑی کے ساتہہ ہوگا مین ان سے پوچہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہہ کیا کیا
وہ کہینگی کہ بڑی کو تو ہمنے پہاڑ ڈالا اور اوسکو پس پشت ڈال دیا اور چہوٹے کے ساتہہ ہمنے دشمنی کی اور اوس سے بغض رکہا اور اوسپر ظلم کیا
مین کہونگا پیاسی کالے موہنہ آگ مین جاؤ - پہر میرے پاس اس امت کے فرعون کا جہنڈا آئیگا مین انکو کہونگا کہ تم نے میرے بعد
ثقلین کے ساتہہ کیا کیا وہ کہینگے بڑی کو تو ہمنے پہاڑا اور اوسکی مخالفت کی اور چہوٹے کے ساتہہ دشمنی کی اور اوس سے لڑے اور
قتل کیا مین کہونگا پیاسے جاؤ آگ مین تمہارے کالی موہنہ پہر ایک جہنڈا اس امت کے سامری کے ساتہہ میری پاس آئیگا مین کہونگا کہ تم نے
میری بعد ثقلین کے ساتہہ کیا کیا کہینگے بڑی کی تو نافرمانی کی اور چہوڑ دیا اور چہوٹے کو ضایع کیا مین کہونگا جاؤ پیاسے آگ مین تمہارے کالی موہنہ ۱۲

(۱)

ذی الثدیة مع اول الخوارج واخرهم واسالهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فمزقناه وبرئنا منه واما الاصغر فقاتلنا وقتلناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوهکم ثم ترد علی رایة مع امام المتقین وسید المرسلین وقائد الغر المحجلین ووصی رسول رب العالمین فاقول ما ذا فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فاتبعناه واطعناه واما الاصغر فاحببناه وواليناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریق فیهم دمائنا فاقول ردوا الجنة رواء مرویین مبیضة وجوهکم ثم تلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم تبیض وجوه وتسود وجوه الی قوله ففی رحمة اللہ هم فیها خالدون انتهی نقلاً عن تفسیر الصافی - اہل عقل وانصاف اس روایت کو ملاحظہ فرماویں اور عیان تشیع کے دلا محبت میں صدق کو ملاحظہ کریں کہ میدان محشر میں بھی رسول خدا کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہ چوکی اور اگر احراق بیت کا قصد یا قصہ احراق کا معاملہ صحیح ہے اور علاوہ اسکے دوسری تہمتیں جو خلفاء وصحابہ کے ذمہ لگاتے ہیں تو کیا یہہ قول واما الاصغر فاحببناه ووالیناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریق فیهم دمائنا) صحیح اور مطابق واقع کے ہو سکتا ہے - کیا یہہ ہی موالات اور نصرت تہی کہ یہہ گہر جلانیکا ارادہ کریں ہیزم وغیرہ دروازہ پر جمع کریں اور ضرب تازیانہ یا لگد یا دنبالہ شمشیر یا کاردسی علی اختلاف روایاتہم اسقاط محسن کرادیں بلکہ قتل و معصومین کا کریں اور علی روس المنابر اتہام فاحشہ کا نسبت

۱؎ پہر ذو الثدیہ کا جہنڈا تمام خوارج کے ساتہ میرے پاس آئیگا میں پوچہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا کہینگے بڑے کو تو ہم نے پہاڑ ڈالا اور اس سے بری ہوئے اور چہوٹے سے لڑے اور اسکو قتل کیا میں کہونگا جاؤ پیاسے آگ میں تمہارے کالے منہ پہر ایک جہنڈا پیغمبر گار دیکہ امام پرہیزگاروں سردار روشن پیشانی اور ہاتہ پاؤں والونکے سرگروہ رسول اللہ کے وصی کے ساتہ میرے پاس آئیگا میں کہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا کہینگے بڑے کی پیروی اور اطاعت کی اور چہوٹے کے ساتہ محبت وموالات کی - اور مدد ومعاونت کی - یہانتک کرادیں ہمارے خون بہی میں کہونگا - جنت میں چلے جاؤ سیراب تمہارے روشن چہرے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا - یوم تبیض وجوه وتسود وجوه - سے ففی رحمة اللہ هم فیها خالدون تک ۱۲ -

بدشمنان سیدہ کرین اور یہہ مدعین نصرت و موالات چپکے بیٹھے دیکھین اور دم نمارین یا در سانس نہ نکالین اور یہہ سوال کچہ چاص شیعیان پاک ہی سے نہین کیا جائیگا بلکہ خود جناب جو صاحب حسب رائے ہین وہ بہی اسمین شامل ہونگی اور خود حضرت امیر بہی جواب وہ ہونگی تو یہہ کذب اصول شیعہ پر جناب امیر کیطرف بہی منسوب ہوگا اور سوال وارد ہوگا کہ اتباع و اطاعت قرآن کی اور محبت و موالات اہلبیت سرور انام کی یہہ ہے کہ جسوقت عمر فاروق نے گہر جلایا یا جلانے کا سامان مہیا کیا چون و چرا نہ کی۔ اور با وجود اس شجاعت کے جسکا بیان خارج امکان ہے مقابلہ اہلبیت کے اہانت کرنے والونکی کچہ نہوا پس اس سے زیادہ عداوت و دشمنی اہلبیت کیے ساتہہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے تمام وقائع آئندہ بیان فرما دیئی تہی اور تمام حالات واقعہ حوادث و دواہی کی خبر دیدی تہی اور فرما دیا تہا کہ صبر و سکوت کرنا اور ہرگز چون و چرا نکرنا۔ پس اس سوال کے کیا معنے کہ تمنے ثقلین کے ساتہہ کیا کیا۔ اور اگر کسی نہج سے یہہ سوال صحیح ہو بہی تو یہہ جواب لغو ہے جواب صحیح یہہ ہے کہ ہمنے آپکے ارشاد کے موافق صبر و سکوت کیا چون و چرا نہ کی ظلم و ستم ہوا کئی کبہی دم نہ مارا ثقلین العیاذ باللہ خراب و خوار ہوئے سر نہ ہلایا بہر کیف یہہ سوال و جواب مصنوعی غلط ہو یا صحیح ہمکو کچہہ بحث نہین ہمارا مدعا جو کچہہ ہے وہ اس سے ثابت ہے مگر اسقدر گذارش اور باقی ہے کہ تفسیر صافی کی دوسری روایت جو اس روایت سی کچہہ اوپر مذکور ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ ظلم پر سکوت کرنے والے بہی ظالمون کے ساتہہ گرفتار عذاب ہوتے ہین

قال ابو جعفر[1] و اوحی اللہ الی شعیب النبی انی معذب من قومك مائة الف واربعین الفاً من شرارہم وستین الفاً من خیارہم فقال یارب ہولاء الاشرار فما بال الاخیار فاوحی

---

[1] ابو جعفر نے کہا کہ شعیب نبی کیطرف خدا نے وحی بہیجی کہ مین تیرے قوم کے بُرونین سی ایک لاکہہ چالیس ہزار کو عذاب کرونگا اور بہلون مین سے ساٹہہ ہزار کو۔ عرض کیا اے پروردگار یہہ تو بُرے ہین بہلانیکون کا کیا حال ہے) اللہ نے اونکی طرف وحی کی - ۱۲ -

اللہ عزوجل الیہ انہم واھنوا اہل المعاصی ولم یغضبوا الغضب تو اس سے اونکا حال قیاس کرنا چاہیے جنہون نے ایسے سخت ظلمون پر سکوت کیا اور مدت کی اونر غضب ناک نہوئی حالانکہ اونکی اوسنے چین بر جبین ہونے مین کام نکلتا تہا کہ اونکا کیا حال ہوگا شاید اصول شیعہ بر مناقی اس روایت کے مدلول کے وہ خیار ہی ادن اشرار کے ساتھہ معذب ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد - آٹہوین خود علامہ کنتوری نے بجواب حضرت خاتم المحدثین کے - حضرت فاروق کے اس قول کا مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم کر لیا ہے وہ لکہتے ہین - اما انچہ گفتہ اگر مراد ایشان از قصد تخویف و تہدید زیادہ نسبت گفتن اینکہ من خواہم سوخت الخ - پس ما میگوئیم کہ فی الواقع مراد علماء شیعہ از قصد احراق بیت نبوت کہ بروایات اہلسنت ثابت میکنند ہمین ست واگر این قول او بر قصد او دلالت نکند لازم آید کہ قول خود کاذب بودہ باشد - اور اگر ہمارے فاضل مجیب کو یہہ خیال ہو کہ آخر عبارت کنتوری کی اور نیز عبارت سابقہ صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ درپے اثبات قصد تحریق کے ہین تو اس تناقض کے دفع کا آپ ہی فکر فرماوین - جو آپکی مفتی صاحب کی عبارت مین واقع ہے کہ کہین مدعی اثبات قصد احراق ہین اور کہین مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم فرماتے ہین اور عجب نہین کہ منشا اسکا یہہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو درمیان قصد تحریق اور قصد تخویف کی تمیز نہوئی ہوگی کہ جسکی وجہ سے یہہ التباس و اختلاط کلام مین واقع ہوا **قولہ** معلوم نہین کہ قصد کو امور قلبیہ کہنے سے آپکا کیا مطلب ہے بظاہر تو وہی مطلب ہوگا کہ جو آپکے خاتم المحدثین نے تحفہ مین فرمایا ہے قصد امور قلبیہ سے بے شک ہے مگر جبکہ اسباب و سامان قصد کے ظاہر ہون تو بے شک کہہ سکتے ہین کہ اس کام کے کرنے پر آمادہ ہے **اقول** فعل کے کرنے پر آمادگی دو طرح پر ہوتی ہے یا بطور تصمیم عزم کے یا بطور مجرد تہدید و تخویف کے چونکہ بظاہر ان دونو مین کچہہ فرق نہین اور اسیواسطے بعض علماء شیعہ پر ملتبس ہوگئی - اور ان

لہ کہ انہون نے گنہگارونکی ساتھہ اہانت کی - اور میرے غصہ کے سبب وہ غصہ نہوئی - ۱۲ -

دونوں مین فرق باعتبار ارادہ فاعل کے ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اول ان دونوں مین فرق بتلائیں
اور اوسکے بعد اپنے فاضل مجیب کے اس قول کا جواب دیوین پس واضح ہو کہ قصد علی الفعل ارادہ
جزمی ہے جو اوس فعل کے کرنے سے متعلق ہو اور قصد تخویف وتہدید یہہ ہے کہ فی حد ذاتہ
فعل کا کرنا مقصود نہو صرف بظاہر القاء خوف کے لیے اوس فعل کے اسباب وسامان کو اس
صورت مین ظاہر کیا جاوے جس سے بظاہر عزم بالجزم مترشح ہوتا ہو کیونکہ اگر اوس سے
بہہ امر متحقق نہوگا تو مقصود جو تخویف وتہدید ہے ہرگز برآمد نہوگا - بلکہ امور بہمہ مین تہدید وتخویف
کی نسبت جائز ہے کہ ہای توبہ ددر دبک فراہمی سامان بہ نسبت اصل قصد کے زیادہ ہو
پس ظاہر سامان سے ان دونوں مین تمیز کرنا جیسا کہ حضرات شیعہ کرتے ہین چنانچہ علامہ کنتوری نے
بھی تحفہ کے جواب مین لکھا ہے - واما آنچہ گفتہ اند کہ قصد از امور قلبیہ ست کہ بران غیر خدای
تعالے دیگرے مطلع نمی تواند شد پس مدفوع ست بانکہ امارت وعلامات ودلیل قصد می باشد
اور بتقلید انکی غالبا ہماری فاضل مجیب بھی بدون سوچی سمجھی یہہ بھی ترانہ فرماتے ہین
اس دلیل سے - کہ حضرات کو ان دونوں مین تمیز نہین ہوگی - اصل سوال مین تحریر فرماتے ہین -
(اور بیعت لینے کے لیے گھر جلانے کی دہمکی دی) اور بعد اسکی قصد احراق روایت از آلۃ الخفا
سے ثابت کرتے ہین - اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو دہمکی اور قصد احراق مین تفرقہ وامتیاز
حاصل نہین ہے ان حالت فاعل کے اور لیاقت وقابلیت مفعول کے فے الجملہ قرینہ ہو سکتی ہے مثلاً ایسے
افعال کے صدور مین کہ انکا فاعل سفاک وبے باک ہو اور اتباع شرع سے مطلق بے بہرہ ہو
اور محل بھی لائق کشتنی وسوختنی ہو تو ایسی جگہ غالب احتمال تصمیم عزم کا ہو سکتا ہے لیکن جبتک
وقوع فعل نہ ہو چکی ہرگز استدلال نہین کیا جا سکتا کہ مقصود فے حد ذاتہ قصد قتل واحراق ہے
پس جب یہہ امر طے ہو گیا تو اب فاضل مجیب اور انکی مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ سامان
واسباب کے جمع کرنے سی اور ہیزم وآتش کے لانے سی معلوم ہوا کہ فاروق احراق بیت
اہلبیت کا عزم بالجزم رکھتے تہے غلط ہوا - کسی شخص کو اوسکی قتل کے نسبت کہنا اور

تلوار گلے مین ڈالکر نکلنا بلکہ تلوار میان سے کہینچنا تک وال عزم اور قصد پر نہین ہوسکتی - خود جناب
امیر کا قصہ میزاب پر جوش و خروش اور قتل کی دہمکی اور تلوار گلے مین ڈالکر باہر آنا خود اسپر صریح
دلیل ہے بشرطیکہ حضرات شیعہ اسکو مجرد تہدید پر محمول فرماوین اسیطرح نبش قبر فاطمہ پر
ارادہ قتل وقتال کرنا اور دست بقبضہ شمشیر ہونا بہی غالباً اسی قسم سے ہوگا اور اگر حضرات
شیعہ اسکو تہدید پر محمول نفرماوین اور عزم بالجزم سمجہین تو چونکہ آپ مامور بسکوت تہے
آپکی عصمت بلکہ امامت وخلافت کو سنبہالین - آپکو یاد ہوگا جبکہ آپکے ابن عباس بصرہ کا
بیت المال لوٹ کر مکہ آبیٹہے اور جناب امیر نے انکو ایک عتاب نامہ تحریر فرمایا جو نہج البلاغۃ
مین منقول ہے اور غالباً ہم اوسکی نقل اوپر کر آئے ہین - اوسمین انکو جناب امیر نے قسم کہاکر
کیا لکہا تہا کیا واقعی اوس سے قتل کا عزم بالجزم ثابت ہوتا ہے یا نہین - غالباً وہ روایت
بہی آپکی حافظہ سے نہ نکلی ہوگی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین - جو اصل روایت مجلسی اور قطب
راوندی کی ہے اور مواعظ حسنیہ مین بہی مذکور ہے اگر آپکو فراموش ہوگئی ہو ہم آپکو یاد دلاتے
ہین کہ جناب امام حسین نے قنبر سے فرمایا کہ مجکو معلوم ہوا ہے کہ چند مشکین عسل کی جو یمن سے آئی ہین
تیری حفاظت مین ہین اور مجکو ایک مہمان کی نانخورش کی ضرورت ہے تہوڑا مجکو اوسمین سے
دے چنانچہ ایک مشک کا مونہہ کہولکر بقدر حاجت لیا تقسیم کے وقت جب حضرت نے
مشکونکا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک مشک مین کم ہے قنبر سے دریافت کیا انہون نے عرض کیا کہ حضرت
امام حسین ریحان رسول الثقلین کو ایک مہمان کے لیے ضرورت پیش آئی تہی اونہون نے
تہوڑا سا شہد لیا ہے سنتے ہی حکم دیا - بلاؤ جب حاضر ہوئے تو نہایت تیزی وخشونت غیظ و
غضب کے ساتہہ درہ جو آپکے ہاتہہ مین تہا جناب امام کے مارنے کیواسطے اوٹہایا - یہانتک جناب
امام حسین نے نہایت عاجزی سے آپکی غصہ فرو کرنے کے واسطے حق جعفر کے کو یاد دلایا
اور آپکا غصہ فرو ہوا تو معلوم نہین یہہ قرائن یعنے غیظ وغضب کرنا درہ کا مارنے کی واسطے
اوٹہانا اودہر قبل القسمت مال خلق اللہ مین تصرف کرنا اودہر جناب امیر کو حقانیت کا جوش ہونا

مستلزم قصد ضرب واہانت ہین یا نہین اگر نہین ہین تو مدعا ثابت ہے اور اگر ہین تو قطع نظر توہین امام کے غلط ہے کیونکہ آخر مین خود جناب امیر نے ارشاد فرمایا اگر مین نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری ان دانتونکو بوسہ دیتے تھے تو مین یقیناً تجھکو مارتا تو نے مسلمانونسے بھی کیون نفع اوٹھایا اس سے صریح معلوم ہوا کہ آپکا قصد ہرگز ضرب کا نہتا بلکہ صرف تہدید وتخویف مدنظر سامی ہتی کیونکہ آپکو یاد تہا کہ حضرت دندان مبارک صاحبزادہ کو بوسہ دیتے تہے تو ایسی حالت مین عزم بالجزم مارنے کا کیونکر کرسکتے تہے۔ علاوہ ازین خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین جماعت کے لیے وعید احراق فرمایا جو متفق علیہ فریقین ہے اور یقیناً وہ محمول او پر تہدید وتخویف کی ہے کیونکہ کوئی شخص علماسے تارک جماعت کے لیے وجوب احراق کا قائل نہین ہوا اور اگر وجود روایت مین شک وشبہ ہو تو اپنے مجتہد سابق کی تصانیف مثل مواعظ حسنیہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ **قولہ** پس جبکہ خلیفہ ثانی نے قسم یاد کی ہو اور سامان احراق مثل آتش وہیزم وغیرہ بھی ہمراہ لیگئے ہون۔ جیساکہ کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہے تو اب اسمین کیا شک رہا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص آگ لکڑی وغیرہ کسی مکان پر لیجاوے اور اوس کے مالک سے بقسم کہے کہ اس گہر کو جلا دونگا۔ تو ضرور ثابت ہوگا کہ یہہ شخص اس گہر کے جلانیکا قصد رکہتا ہے **اقول** اگر اصل سوال مین ہی آپ ان امور کا ذکر فرماتے تو البتہ بندہ کا اجمالی جواب صحیح اور یہہ کہنا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے مورد طعن ہوتا اور جب آپنے یہہ امور اسوقت ذکر فرمائی ہے ہی نہین ہے اور صرف روایت ازالۃ الخفا پر اکتفا فرمایا تہا اور یہہ بہی بنقلہ علامہ کنتوری وغیرہ فرمایا ہے تو پہر اجمالی جواب کیون محل طعن ہے۔ رہا ثبوت ان امور کا کہ آگ وہیزم وغیرہ کا لیجانا مدنظر سامی تہا جسکے ذکر سے کسی مصلحت کے سبب اغماض فرمایا۔ تعجب ہے کہ آستہ دل فرمائین بطور ایک امر کی اثبات کے درپے ہون اور اثبات کے وقت پہلو تہی فرمادین۔ بہلا اگرچہ امور آگ وغیرہ کا لیجانا کتب معتبرہ اہلسنت سے بزعم سامی ثابت ہے تو آپنے اوسکو ذکر کیون نہین فرمایا جو روایت آپنے

ازالۃ الخفا سے نقل کی اوسمین تو یہہ امور اشارۃً وکنایۃً بہی مذکور نہین اسکی ذکر مین چندان تطویل بہی
نہین تہی اور اگر فی الجملہ تطویل بہی ہو تو زوائد واجب الحذف والاسقاط ہوا کرتے ہین نہ جس
مقاصد ابحاث اور موقوف علیہ دعاوی - پہر اس بحث پر یہہ فرمانا کہ اب اسمین کیا شک رہا عجائب
افادات سے ہے آپکو بے شک شک نرہا ہوگا - لیکن اہل عقل ودانش کا شک تو ایسی خرافات سے
کیونکر رفع ہوسکتا ہے اور اگر بالفرض اہلسنت کی کسی کتاب مین بروایات ضعیفہ واہیہ پایا بہی جاوے
تو اسکا جواب قول سابق کے جوابات سے بخوبی ظاہر وباہر ہے - کہ اصول شیعہ پر بہی یہہ امور قصد احراق
پر دال نہین ہوسکتی - اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ یہہ امور قصد احراق پر دال ہین - بلکہ
مثل قضیہ شرطیہ لزومیہ ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود مستلزم عزم بالجزم احراق کو ہین اور فی الواقع
حضرت فاروق کا قصد صمیم احراق بیت تہا اور تمام اعوان وانصار انکی شریک ومعاون تہے
لیکن ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ عزم صمیم تہا تو اسکو کون مانع ہوا اور حسب مذاق فاضل مجیب وبعض دیگر
اکابر شیعہ جو عدم وقوع احراق کے قائل ہین - احراق کیون وقوع مین نہین آیا صحابہ
کلہم اجمعین الا معدودی فاروق کے حامی ومددگار ہونگی اور جناب امیر وجناب سیدہ بلکہ تمام بنی
ہاشم شاید مامور بالسکوت ہونگی - اونہون نے کچہہ چون وچرا نفرمائی اور اگر چون وچرا کرنے والی ہوتے
تو معاملہ خلافت مین جو حسب ارشاد جناب قاضی صاحب شوستری اغتصاب ہزار فروج
مومنات سے بہی زیادہ قبیح تہا چون وچرا کرتے خداوند تعالے کیطرف سے بہی کوئی امداد غیبی
نہین پہونچی جو اس سے مانع ہوتے جب باوجود تسلط تام اور عزم صمیم اور موجودگی سامان
اور عدم موانع کے وقوع احراق نہ پایا گیا تو معلوم ہوا کہ مقصود احراق بیت نہ تہا بلکہ مقصود
مجرد تخویف وتہدید ہی تہے جو حاصل ہوگئی شاید شیعہ اسکا یہہ جواب دیوین کہ یہہ قصد معلق بالشرط
تہا جو اجتماع ہے حاصل یہہ کہ اگر یہہ اجتماع باقی رہا تو بیشک گہر جلا دونگا اور وجود
معلق کے لیے وجود معلق بہ کا ضرور ہے اور وہ نہ پایا گیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط
فات المشروط - وجود معلق ومشروط کا بہی جو احراق بیت ہے نہ پایا گیا ہم اسکی

جواب مین کہتے ہین کہ یہہ جواب بعینہ ہماری مدعا کو مثبت ہے کیونکہ اس سے بصراحۃ ثابت ہوا کہ فی حد ذاتہ مقصود اصلی تفریق اجتماع ہی تہے اور یہہ ایعاد بالاحراق محض اوس مقصود کی تحصیل کا آلہ اور واسطہ تہا اور فی حد ذاتہ مقصود نہ تہا ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حصول مقصود یعنی تفریق بدون تہدید وتخویف کے ممکن نہ تہا پس بمثل مشہور ۔ ہمان آش در کاسہ ۔ وہی تخویف وتہدید کے طور پر ایعاد بالاحراق محصول رہا اور یہہ دعوی کہ احراق بیت مقصود تہا غلط ہوا ۔ ہ قسم کہا کر کہنا سو اسکی نسبت ہم عرض کر چکے کہ اول تو یہہ حضرات کی خوش فہمی ہے کہ اوس قسم کو فعل کے تاکد بجا آوری پر سمجہی ہوئے ہین حالانکہ وہ قسم عدم مانعیۃ پر ہے حاصل یہہ کہ فاروق نے قسم کہا کر اس روایت منقولہ مین یہہ نہین فرمایا ۔ کہ مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ فرمایا خدا کی قسم اگر یہہ جماعت تمہارے پاس مجتمع ہوئی تو یہہ مجہکو امر بالاحراق سے مانع نہوگی ۔ پس اہل انصاف سمجہہ سکتے ہین کہ اسمین نہ احراق پر قسم ہے نہ قصد احراق ہے ۔ اور اگر کسی روایت مین احراق ہی پر قسم مروی ہو اگرچہ ہمکو بالفعل اوس سے کچہہ بحث نہین کیونکہ گفتگو اوسمین ہے جو روایت فاضل مجیب نے اپنے استدلال مین تحریر فرمائی ہے تاہم ہماری مدعا کے مخالف نہین کیونکہ ہم کہہ چکے ہین کہ تہدیدات بظاہر قصد کی نسبت زیادہ تخلگی اور جد کے ساتہہ ظاہر کیجاتے ہین ۔ اور اگر قسم کے ذکر سے ایما یہہ ہے کہ درصورت عدم قصد کے کذب لازم آوے چنانچہ آپکی حضرت کسنوری نے بہی غالباً یہہ فرماکر اپنا تبحر علمی ظاہر فرمایا ۔ پس ہم کہتے ہین کہ اول تو گو لفظاً یہہ اخبار ہو لیکن حقیقۃً اخبار نہین بلکہ انشاء تہدید وتخویف مقصود ہے تو اوسکو صدق اور کذب سے کچہہ علاقہ ہی نہین ۔ کیونکہ نہ وہ حکایت نہ اوسکے لیے کوئی محکی عنہ نہ اوسکو تطابق وعدم تطابق سے کچہہ واسطہ تو اوسکو اول اپنی خوش فہمی سے خبر تسلیم کر لیا ۔ پہر آپ ہی اوسپر اعتراض کر دیا اور یہہ صریح تباء فاعلی الفاسد ہے ۔ علاوہ ازین اگر یہہ کذب ہو تو وہ قسمین جو ہم جناب امیر کے اوپر بیان کر چکے ہین اور وہ تہدیدات جو جناب امیر نے فرمائی ہین ۔ بلکہ وہ تہدید جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے بارہ مین فرمائی ہین وہ سب کذب ہونگی پس جو انکا

جواب آپ دیوین وہی جواب آپ اور آپکے علامہ کنتوری اسکی طرف سے قبول فرماوین **قولہ**
یہہ جواب آپ تحریر فرماتے ہین کہ جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر
کافی ہے اس سے سخت حیرت ہے کہ آپنے اجمالی یہی کونسا جواب دیا جسکو کافی سمجھتے ہین اور
موقع کونسا ہوگا سوال تو اب کیا جاتا ہے اب اسکی جواب تحقیقی کا موقع نہین سمجھتے اور صرف
اسقدر لکھکر کہ جو امور تسلیمیہ سے ہے شاید اسکو اجمالی جواب تصور فرماتے ہین سبحان اللہ
جواب وہی اسکو کہتے ہین۔ **اقول** منشا اس حیرت کا یہہ ہے کہ آپنے اپنی فہم سے کام
نہین لیا اگر فہم سے کام لیتے تو یہہ حیرت نفرماتے بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ دیکھکر خیال
کرلیا کہ یہہ کیا جواب ہوسکتا ہے حالانکہ یہہ خیال غلط ہے ایک لفظ بہت مضامین مفصلہ کا
اجمال ہوسکتا ہے یہہ لفظ بظاہر گو چھوٹا سا تھا لیکن اگر آپ تامل فرماتے تو آپکی استدلال
کی استیصال کے واسطے کافی تھا چنانچہ بجواب اوسکی آخر آپکو جدید دعوی کے ضرورت پڑی اور آپنے
فراہمی سامان مثل آتش ہیزم وغیرہ کا دعوی کیا اور اوسکی اثبات سے پہلو تہی کیا اگر وہ جواب
ایسا ہی ناکافی تھا تو اوسکی لیے اس جدید دعوی کی کیا ضرورت تھی۔ باقی رہا اجمال سو اول
کاہی وہ مقام تھا کہ اول آپسے آپکی دعودنکی نسبت جواب طلب تھا اور وہ تفصیل کا موقع
نہ تھا اب آپنے یہی اپنی دعاوی کو بزعم خود بدلائل ثابت کیا تو اب ہماری لیے یہی تفصیل کا
موقع آیا اور اگرچہ تحریر طویل ہوگئی تھی تاہم تطویل کا کچھہ اندیشہ نکیا اور مفصلاً اوسکا جواب
خدمت مین پیش کردیا سو اس تفصیل سے آپ اوس اجمال کو سمجھہ لیجئیگا۔ آپکی حیرت انشاء اللہ تعالے
رفع ہوجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ یہہ جواب محل اجمال مین کافی ہے **قال الفاضل المجیب**
قولہ ۔ اور جو صاحب ہدایۃ الشیعہ سلمہ اللہ تعالے ودام برکاتہ کی نسبت تعصب و مخالفت
روایات بخاری و مسلم ذکر فرمایا ہے سو اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ کلام مخالف کو
اگر نظر انصاف سے نہین دیکھا جاتا تو گو کتنی ہی حق کیون نہو تاہم تعصب محض و غلط ہی
نظر آیا کرتے ہے۔ **اقول** یعنی صاحب ہدایۃ الشیعہ کی نسبت یہہ لکھا تھا کہ ہمین ہدایۃ الشیعہ

لکھا ہے شاید الف غلطی سے رہ گیا ہو اور قرینہ بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ آپکی نسبت سلمہ اللہ
دام مجدکا تہم لکھا ہے حضرت مجیب کی غرض بھی صاحب ہدایۃ الشیعہ سے ہی ہے کیونکہ
سنا ہی ہدیۃ الشیعہ والے تو انتقال فرما گئے اور یہہ حضرت زندہ و سالم ہین خیر انمین سے کوئی
صاحب ہون ہر دو صاحب کی نسبت یہہ اعتراض ہے ہدیۃ الشیعہ والے کی اغلاط و کذبات
تو تحفۃ الاثنا عشریہ اسکی جواب مین درج ہین اگر چاہین تو حضرت مجیب ملاحظہ فرمالین۔ اور ہدایۃ الشیعہ
والے حضرت کی اگر ایسی باتین لکھی جائین تو یہہ تحریر بجائی خود اوسکا جواب اور رسالہ ہو جائے
مگر حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل مین کچھہ گذارش ہوتا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
چونکہ اس قول مین کوئی امر قابل جواب نہین اسلیے اسکے جواب مین کچھہ نہین تحریر ہوتا ہے
قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ کلام مخالف کو الخ یہہ فرمانا نفس الامر مین بجا و درست ہے
مگر اس موقع پر یہہ ارشاد بجائی خود نہین بلکہ یون مناسب ہے کہ جب تعصب وا دینی مذہب کا بیچ
انسان پر غالب ہوتی ہے تو گو کوئی امر اوسکی نہایت ہی کتب معتبر و مذہبی مین کیون نہ مذکور ہو
اگر ذرا بھی اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو صاف انکار کر جاتا ہے یا ایسی گول مول بات کہتا ہے
کہ اسکو مذہب کے موید ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بیشک اس قول مین
بندہ کا اس امر کو مطلق لکھنا بجائی خود نہین تھا بلکہ جو بندہ کو لکھنا چاہیے تھا وہ بندہ نے
لکھا اور جو بروائی تحقیقات مذہبی کے جناب کو شایان تھا وہ آپ نے تحریر فرمایا قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ اور اگر اس باب مین کچھہ استناد ہے تو اون امور کو تحریر فرماکر خدام مولانا
دام برکاتہم کے پاس بھیجدین اور قدرت خداوندی کا تماشا مشاہدہ فرماوین۔ اقول۔ اگر سب
امور کو لکھا جاوی تو بجائی خود یہہ جواب ایک رسالہ ہو جائیے مگر ارشاد کی تعمیل مین صرف ایک ہی
روایت عرض کرتے ہین اور قدرت خداوندی کے تماشے کے منتظر ہین یقول العبد
الفقیر الی مولاہ الغنی۔ لیجیے ہم بھی حاضر ہین۔ قولہ قدرت خداوندی
کا کام حق کو چھپانا نہین اقول آپ اور یہہ فرماتے ہین بڑی غضب جناب نے قدرت

خداوندی کا یہہ ہی کام ہے کہ حق کو چہپاوی اصول مذہب ثقلین ہین ثقل اعظم آپکا اسوقت
تک چہپا ہوا ہے ثقل اصغر گویا ہمیشہ مختفی و پوشیدہ رہا جزئیات مسائل مین سدا تقیہ رہا
وصیت نامہ آجتک چہپا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اختفا و پوشیدگی خداوند تعالے کی
قدرت بلکہ اوسکی حکم سے ہوگی تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ قدرت خداوندی کا کام حق کو چہپانا نہین
البتہ تعجب انگیز ہے اور اوسپہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود ان پوشیدگیونکی پہر بہی لطف
خداوندتعالے پر واجب ہے سبحانہ وتعالے عن ذلک **قولہ** اور نیز حضرت مجیب قدرت
خداوندی تو کیا دکہائینگے مگر دیکہیے کیا سحر سامری کر دکہائینگے۔ **اقول** گومین اپنی تحریر
سابق مین اپنے نسبت اسکا مدعی نہین ہتا لیکن جب مجیب لبیب نے مجہی کو خطاب کیا تو مین بہی
کچہہ کچہہ قدرت خداوندی کا تماشا دکہلانے کے واسطے حاضر ہون پہر زمانہ قدیم سے
دستور ہے حق کے ساتہہ یہہ ہی سلوک ہوا کیا ہے بیشک آپ بہی قاعدہ قدیمہ کے موافق
اوسکو سحر سمجہینگے شعبدہ فرمائینگے کہانتک کہینگے جو کچہہ حق کی نسبت پہلے کہا گیا ہے
وہی آپ بہی فرمائینگے اسکی ہمکو شکایت نہین جب انبیاء و رسل کے ساتہہ ایسا ہوا ہے تو
مین تو ایک بندہ گنہگار خطاکار ہون۔ **قولہ** رسالہ ہدایۃ الشیعہ مین سوال دوم کے جواب
واقعہ صفحہ ۱۳ مین آپکے مولانا یہہ تحریر فرماتے ہین۔ اور سقیفہ انصار اسباب پر مجتمع ہونے
تہی کہ ایک امیر انصار مین ہو اور ایک مہاجرین مین اور حدیث الائمۃ من قریش کا اونکو کچہہ خیال
نہین رہا تہا کیونکہ وہ معصوم نہین تہے کہ نسیان و سہو اون پر نہوسکے اور فی الحقیقت سہو
سہی تو معصوم بہی نا ہون نہین اور علم ماکان ومایکون بہی اونکو نہ تہا تاکہ عیب کیا جاوی
کہ یہہ مسئلہ اونکو معلوم کیون نہ تہا اگر معلوم بہی نہو تو بہی کچہہ ہرج نہین جب شیخین وہان
تشریف لیگیے اور اس حدیث کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا اور سب نے
ابوبکر کے ہاتہہ پر بیعت کرلے انتہی بقدر الحاجۃ۔ اگر آپ اسکو بخاری کی روایت کے مطابق
کرسکتے ہین تو کیجیے ہم بہی آپکی قدرت خداوندی کے تماشے موعود کے منتظر ہین **اقول**

جناب میر صاحب گستاخی معاف - کیا یہہ ہی وہ اغلاط وکذبات ہین جو آپنے اور آپکے
ہم مذہبون نے ہدیۃ الشیعہ اور ہدایۃ الشیعہ سے تتبع فرماکر نکالے ہین افسوس کہ آپ صاحب سلیس اور
سہل عبارت اردو بہی نہین سمجہہ سکتے کیا اسی پر قدرت خداوندی کے مشاہدہ کے منتظر
ہین - اجی حضرت پہلے تو آپنے اس قول مین اور بخاری کی روایت مین معارضہ ثابت
کیا ہوتا - اوسکے بعد آپ جواب کے منتظر ہوئے ہوتے - اولا ہم اسی کو تسلیم نہین کرتے کہ اس
عبارت مین اور روایت بخاری مین تعارض ہے اگرچہ ہمکو اس نفی پر دلیل لانے کی حاجت نہین
اور یہہ منع ہی کافی ہے آپکا ذمہ ہے کہ آپ دلیل سے معارضہ ثابت فرماوین لیکن تاہم
تبرعاً گذارش کرتا ہون کہ یہہ معارضہ اس دلیل سے باطل ہے کہ یہہ قضیہ کلیہ اوس فرد کو
شامل نہین جسکو روایت بخاری متضمن ہے - پس معارضہ منتفی ہوا تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بصراحۃ تمام یہہ مضمون مستنبط ہوتا ہی کہ بعد وفات سرور کائنات کے
معاملہ خلافت مین جماعت انصار کیطرف سے جہگڑا اوٹہا اور اونہون نے یہہ چاہا کہ ایک امیر
ہم مین سے ہی ہو اوسپر شیخین رضہ سقیفہ مین جہان انکا اجتماع تہا تشریف لیگئے اور حدیث
الائمۃ من قریش کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا - اور اون سبنے ابو بکر رض کے ہاتہہ پر
بیعت کرلے - اگر جناب کے فہم شریف مین نہ آوے تو کسی منصف اردو خوان سے آپ
دریافت فرمالیجے کہ اس عبارت کے سیاق سے لفظ (سبنے) سے کون مراد ہین
آیا تمام افراد بنی آدم مراد ہین یا تمام صحابہ مہاجرین وانصار وطلقا اور جملہ مومنین
ومومنات مراد ہین - یا تمام حاضرین سقیفہ مراد ہین یا تمام انصار حاضرین سقیفہ مراد ہین
سیاق عبارت ان محتملات مین سے کونسے احتمال کے تعین کرتا ہے - پہر اگر کوئی شخص
بہی آپکو یہہ لکہہ کہ اس عبارت سے احتمال اول یا ثانی مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے دست
وگریبان ہون - یونہین خوش فہمی سے اپنی آپ خلاف سیاق ایک محتمل اپنے
ذہن مین متعین کرلیا اور اوسپر اعتراض کردیا فہم وفراست دین ودیانت سبکا تو نام ہی

جناب حسن - سو یہ عبارت صریح دال ہے کہ جو لوگ برسر مخالفت تھے اونہون نے حدیث الائمۃ من قریش سنکر مخالفت کو ترک کیا اور سب نے بیعت کر لی با غایت غایۃ یہہ مفہوم ہو سکتی ہی کہ تمام حاضرین سقیفہ نے بیعت کر لی مخالفین نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہو کر بیعت کی تو جب اونہون نے بیعت کر لی تو موافقین جنکو کسی قسم سے مخالفت ہتی ہی نہین اونہون نے بالا ولے بیعت کی ہوگی وبس اور حاشا کہ اس عبارت سے بیعت کرنا تمام صحابہ کا مفہوم ہوتا ہو یا کوئی اہلسنت سے اس امر کا قائل ہو کہ سقیفہ مین تمام صحابہ نے بیعت کی ہتی پس محض حضرت کے خوش فہمی ہتی کہ جو باعث اعتراض کے اس عبارت پر ہوئی اور صرف حسد ہی ہے جو اپنی زبان سے مذہبی پیچ اور تعصب کے بابت فرمایا تھا - رہا یہہ سوال کہ جب یہہ بیعت عامہ نہین ہوئی ہتی تو اس بیعت سے تحقق خلافت کیونکر ہوا سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اگرچہ بیعت عامہ نہین ہوئی ہتی - لیکن حضرت صدیق کے احقیۃ بالخلافۃ مین صحابہ مین سے کسی شخص کو تامل و انکار نہین ہتا باتفاق کلہم اجمعون حضرت کے استحقاق خلافت کے قائل ہتے تو اگرچہ بیعت واقع نہین ہوئی لیکن جب کسی کو استحقاق مین تردد نہ تہا تو اونکا سکوت بمنزلہ بیعت و قبول کے ہو گیا - چنانچہ جب اوسکی بیعت عامہ واقع ہوئی تو سب نے بقول راجح بیعت کر لی - چنانچہ ہم اس مضمون کو مطاوی ابحاث گذشتہ مین تفصیل تمام بیان کر آئے ہین - معہذا اس امر کا تو فیصلہ خود جناب مشکل کشا ہی فرما گئے اور فرما گئے کہ انعقاد خلافت کے لیے جمیع اہل حل و عقد کا ہونا کچہہ ضرور نہین چنانچہ نہج البلاغت کے مواقع مختلفہ مین مذکور ہے اور اسکو ہی ہم سابق مین مفصل بیان کر آئے ہین - تو اس سے ثابت ہوا کہ جب بعض اہل حل و عقد نے بیعت کر لی خلافت منعقد ہو گئی اور حاضر و غائب پر لازم ہو گئی - پس جو اس سے پہرے وہ حسب ارشاد جناب امیر سبیل المومنین سے منحرف ہوا اور مستوجب القتال اور مستحق دخول جہنم ہے پس یوم سقیفہ بعض کا بیعت کرنا انعقاد خلافت کے واسطے کافی ہوا - دوسری یہہ سلسنا بظاہر تعارض واقع ہے لیکن یہہ تعارض

مدفوع ہے کیونکہ یہہ اطلاق مجازی ہے من قبیل اطلاق الکل علی الاکثر جو شائع مستفیض ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ ایسے مواقع مین جہان حقیقت متعذرہ ہو کلام مجاز پر محمول ہوتی ہے من غیر نکیر اسجگہ ایک
روایت گذارش ہو تفسیر صافی نے قمی اوستاد ابو جعفر کلینی سے نقل کی ہے عن ابی جعفر[1] قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ فی المسجد والناس مجتمعون بصوت
عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم فقال قال لہ ابن عباس
یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیئا من القران قال لقد قلتہ لامر
قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا
فتشہد علی رسول اللہ انہ استخلف ابا بکر قال ما سمعت رسول اللہ اوصی الا الیک
قال فہلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم فقال امیر المومنین
کما اجتمع اھل العجل علی العجل ہہنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت
ما حولہ ذہب اللہ بنورہم الآیۃ اس روایت مین ابن عباس کے جواب مین یہہ الفاظ
ہین۔ قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم ۔ اسمین قطع نظر اس سے کہ جمع معرف
باللام مفید عموم کو ہوتے ہے یا نہین ہوتے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض
ناس مراد ہین کیونکہ بعض چند آدمیونکا اجتماع خصوصاً ایک ایسے امر پر جو خلاف رسول
کی ہو داعی اس امر کو نہین کہ ایک مومن کامل الایمان اونکا اتباع کرکے رسول کے مخالفت کرے

---

[1] ابی جعفرؑ سے مروی ہے کہا امیر المومنین نے بعد وفات رسول اللہؐ کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے بلند آواز سے پڑہا (جنہون نے کفر کیا اور اللہ کے راہ سے روکا اونکے اعمال برباد کردیئے) ابن عباس نے پوچہا اے ابا الحسن جو کچہہ تونے پڑہا تہا کیون پڑہا کہا قرآن مین سے مین نے کچہہ پڑہا تہا ابن عباس نے کہا بتحقیق کسیوجہ سے تو آپنے پڑہا تہا۔ کہا ہان۔ اللہ تعالے اپنی کتاب مین فرماتا ہے (تمہارے پاس جو کچہہ رسول لایا اسکو لو۔ اور جس سے اوسنے منع کیا اوس سے باز رہو) پہر کیا تو رسول اللہ پر شہادت دیتا ہے کہ ابو بکر کو خلیفہ بنایا۔ کہا رسول اللہ سے تو مینے بجز آپکی وصیت کے نہین سنا۔ کہا پہر کیون مجہسے بیعت نہ کی۔ کہا کہ لوگ ابو بکر پر اکٹہے ہوگئے تہے مین بہی اونمین تہا۔ امیر المومنین نے فرمایا جیسے کہ گوسالہ پرست گوسالہ پر اکٹہے ہوگئے تہے یہین تم فتنہ مین پڑے اور تمہاری مثل آگ روشن کرنیوالے جیسی ہے۔ جب اوسنے اپنے گرداگرد کو روشن کیا تو اللہ نے اونکا نور کہو دیا۔ ۱۲

یہ اوسی وقت متحقق ہو جبکہ جمیع افراد حنفیہ ایک امر پر مجتمع ہون یا اکثر اور اکثر یہ اس مرتبہ
مین ہو کہ مابقی بہ نسبت اونکی حکم مین عدم اور کالعدم یکبن کے ہون - تو ایسی حالت مین بہی اطلاق
کل پر کیا جا سکتا ہے اور اوس کل کا تحقق بضمن اکثریت کے ہوگا تو معلوم ہوا کہ ابن عباس نے
اپنے جواب مین اجتمع الناس سے جمیع ناس مراد لیے ہین جنکا تحقق بضمن اکثر ہے علاوہ
اسکے یہہ اطلاق ایسا شائع ہے کہ اسکی صدہا نظیرین دستیاب ہو سکتی ہین - تیسری یہہ
کہ ہمنے مانا کہ اس عبارت کے اس جملہ مین لفظ (سب) سے تمام صحابہ ہی مراد ہین تاہم
ہم کہتے ہین کہ بخاری کی روایت سے اس عبارت کو ہرگز تعارض نہین - کیونکہ آپ نے
رسائل منطق مین دیکھا ہوگا کہ تحقق تناقص کے لیے منجملہ وحدات کے ایک اتحاد زمانہ کے
بہی شرط ہے اگر دو حکم باعتبار ازمنہ مختلفہ کے متعارض ہونگی تو او نہین کوئی عاقل
تعارض و تناقص نہین کہیگا - پس ہم کہتے ہین کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ مین یہہ جملہ (اور سبنے ابو بکر
کے ہاتہہ پر بیعت کر لے) جو مذکور ہے اوسکی معنے یہہ ہین کہ انجام کار رفتہ رفتہ سبنے بیعت کر لی
جو حاضرین تہے اونہون نے اوسیوقت بیعت کر لے اور جو غائبین تہے اونہون نے
پیچہی بیعت کی - اس جملہ مین یہہ کہان مذکور ہے کہ سب حاضرین اور غائبین نے اوسیوقت
بیعت کر لے یہہ ہرگز اس سے ثابت نہین ہوتا - اسکا حاصل بس اسیقدر ہی کہ سب کی بیعت
متحقق ہو گئے - پس غلطی یہانسے واقع ہوئی کہ قید وقت کے اپنی طرف سے تراش کر
اوسمین بڑہا دی - تو اس صورت مین کچہہ تعارض درمیان حدیث بخاری اور اس عبارت کے
باقی نرہا - چوتہی یہہ کہ ممکن ہے کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ کا مدار اون روایات پر ہو جو دربارۂ بیعت
تمام صحابہ جو دو جلسونمین اول سقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت خاصہ اور دوسری مسجد نبوی مین
بیعت عامہ واقع ہوئے تہے وارد ہوئی - جسمین جناب امیر بہی شامل تہے - اور جو بیعت
ثانیہ جو اگلی ہی روز دوسری دفعہ مسجد مین بیعت اولے کے متصل واقع ہوئی تو گویا انہراد اسکی
ہوئی کہ اونکا تحقق ایک ہی وقت مین واقع ہوا - اور سب صحابہ نے گویا ایک ہی مجلس

بیعت کی۔ تو اس صورت میں عبارت ہدایۃ الشیعہ کے اگرچہ معارض روایت بخاری کی ہو
لیکن دوسری روایات صحیحہ کے جو ثبت واقع ہوئی ہین موافق ہوئی اور معارضہ روایت
بخاری سے اسوقت مین جبکہ اور روایات کے موافق ہے کچھہ اعتراض نہین ہوسکتا۔ رہا یہہ
کہ پھر یہہ روایات معارض روایت بخاری کے ہوئی تو بحمداللہ تعالے ہم ان روایات کو مع
وجوہ تطبیق کے گذشتہ ابحاث مین بیان کر آئی ہین۔ پانچوین مسلمانونکا اس لفظ سے جو ہدایۃ الشیعہ
مین مذکور ہے تمام مسلمان مراد ہین اور یہہ لفظ بخاری کی روایت کے مخالف ہے لیکن جب آپکے
اکابر علماء نے بھی سب مسلمانونکا بیعت کرنا ابوبکر کے ساتھہ تسلیم کر لیا باوجودیکہ آپ کے
اصول مذہب اور نصوص روایات کے صریح مخالف ہے تو پھر آپ ہدایۃ الشیعہ کے تخالف کو
کس منھہ سے کہہ سکتے ہین آیات بینات صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے۔ رہا یہہ امر کہ سب مسلمانون نے جو
اوسوقت بھی ابوبکر صدیق کی بیعت کے باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضی کے
قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کے مجلد فتن مین منقول ہے اور جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے
باین الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو و سکون
و اطمینان بسوی او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج اسلام ست۔ پس
جب آپکے علماء نے باوجود منافی ہونے مذہب کے سب مومنین کے بیعت کرنیکو تسلیم کر لیا
تو اگر اہلسنت نے ایسا کیا تو کیا بعید ہے کہ اونکا عین مذہب ہے اور تخالف کا جواب
جو آپ دیوین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین۔ چھٹی بطور تمسخر کے آپکے اصل قاعدہ کے
موافق ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ الزام اپنی مسلمات مذہب سے ہوا کرتا ہے اور بخاری کی
روایت ہمارا لازم مذہب ہے عین مذہب نہین۔ پس اوس تعارض کا الزام ہدایۃ الشیعہ
کی عبارت پر نہین ہوسکتا۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ معہذا بفرض محال
کیا جناب قاضی نوراللہ شوستری کا تعصب و تخالف اس سے کچھہ کم ہے جو انہون
نے بجواب آیت فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے فرمایا اور اوسکی نسبت بکمال افتخار فرمایا ہی

کہ چون این سخن را گوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید و در حیلہ خلاصی ازان جان ایشان بر رسید اور صاحب تعلیب المکائد نے اپنی کتاب میں اسپر بڑا ناز کیا ہے قاضی صاحب فرماتے ہین
آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان ما رضوان اللہ علیہ افادہ فرمودہ اند
کہ خدا تعالے در ہیچ جا یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ ننمود الا آنکہ نزول
آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ انتہی منقول از آیات بینات - اب اس عبارت سے ملاحظہ فرمایئے
کہ قاضی صاحب نے کیسی افتخار کے ساتھہ تعصب مین اگر کیسا بے اصل دعوی مخالف قران شریف
کو فرمایا ہے اور واضح رہے کہ اسمین صرف قاضی صاحب ہی کیطرف تعصب و تخالف کا الزام نہین
بلکہ قاضی صاحب نے بو فور کرم اپنے بزرگونکو بھی اسمین شریک فرمایا ہے - فاعتبروا یا اولی الایمان -
اقول - سبحان اللہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے دعوی کو اس سے کیا نسبت - اسمین
اوسمین زمین آسمان کا فرق ہے کہان وہ امر واقعی اور کہان یہہ گول مول بات جو بالکل
بخاری وغیرہ کے مخالف ہے - اس ایک ہی روایت سے آپکے میر مہدی صاحب کا مایہ
علم و تدین بخوبی واضح ہے اور وہ یہہ ہی مقام ہے کہ جسکا ہم سابق مین وعدہ کر آئے ہین
ان حضرات پر تو کچھہ افسوس نہین کیونکہ وہ ایک اہل علم سے ہین مدت تک سرکاری نوکری مین توغل رہا
اور علم کیطرف توجہ نرہی - مگر حضرت مجیب لبیب پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود دعوی علم
و فضل اس عبارت مندرجہ آیات بینات کو غور سے ملاحظہ نفرمایا - اور اپنی علم و فہم سے کام
نلیا - میر مہدی صاحب کے چکنی چپڑی باتون مین آگئے - یہہ تو فارسی عبارت ہے اسجگہ
حضرت میر مہدی صاحب کی وہ چالاکی و دیانت جو عبائر عربیہ کے ترجمہ مین فرماتے ہین
ہندی و فارسی خوان کے سامنی بھی پیش بجائیگی - حضرت جوش تعصب اسکو کہتے ہین اور
ہٹ دہرمی و حق پوشی اسکا نام ہے - کہ ایک ایسا بے سر و پا دعوی کیا کہ جو عبارت اپنی
دعوی کے ثبوت مین نقل فرمائی اوسمین اوسکا نشان تک نہین ہے بلکہ اسکی مکذب ہے
آپ قیاس کر سکتے ہین کہ جو حوالے ان حضرات نے اور کتابون کے دیئے ہین ہین کیا

کچھہ تصرف کیا ہوگا - اگرچہ آپکا دعوی تعصب وتخالف کا نسبت جناب قاضی صاحب نور اللہ
مرقدہ کی اسی عبارت سے جو آپنے نقل فرمائی رد و باطل ہے - تعجب و افسوس ہے کہ آپنے
عبارت نقل کرتے وقت اسکے الفاظ کے معنے سمجھنے پر توجہ نفرمائی - اور محض جوش تعصب
مین آکر اپنے دعوی کے مخالف عبارت نقل کردی یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی
یہہ عبارت بطور توطیہ وتمہید کے لکہی گئے ہے - اسمین جسقدر آپنے لن ترانیان فرمائی مین
انکی حقیقت قول آئندہ مین بخوبی منکشف ہوجائیگی - اسواسطے ہمکو کچھہ مناسب نہین معلوم
ہوتا کہ اس کے جواب مین تطویل لاطائل اور تضیع اوقات لاحاصل کرین - ہماری میر مہدی
صاحب کی چالاکی اور دیانت اورہٹ دہرمی وحق پوشی وجوش تعصب اور پایہ علم
وتدین - اور ہمارا جوش تعصب اور مطلب عبارت کو نہ سمجہنا اور آپکا اور آپکی قاضی صاحب کا
صدق دعوی اور علم وانصاف اور اس دعوی کا موافق یا مخالف کتاب اللہ کے ہونا
سب کچھہ واضح ہوجائیگا - **قولہ** مگر توضیحاً للمرام ہم آیات بینات کے ہی عبارت
منقولہ لکہتے ہین اور حضرت مجیب اور نیز اور دیکہنے والو نسے انصاف کے خواہان ہین بعد
نقل عبارت تقریر میر مہدی صاحب کی نقل کرکے اوسکا جواب گذارش کرتے ہین - وہو ہذہ
آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مشائخ ما رضوان اللہ علیہم افادہ
فرمودہ اند کہ خدای تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند
انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ

ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض
بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین ودر آیت
دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وچون با انحضرت غیر از ابو بکر
در غار نبود لاجرم خدای تعالے انحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت واو را بان مخصوص
گردانید بو بکر را بان شرکت نداد وگفت فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا پس اگر

ابوبکر مومن می بود بایستی کہ خدائی تعالے درین آیت او را جاری مجری مومنان می نمود و در عموم سکینہ داخل می فرمود۔ اسلئے قولہ بنابراین نزول سکینہ مخصوص او شدہ باشد و ابوبکر بواسطہ عدم ایمان از فضیلت سکینہ محروم ماندہ باشد۔ والیضاً نص قرآنی ابا دارد ازآنکہ در آیت غار سکینہ بر غیر رسول باشد۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ عبارت ہی جو آیات بینات والے نے اپنے رسالہ مین نقل کی ہے۔ آپکے مہدی صاحب جو اسکا خلاصہ تحریر فرماتے ہین اسکو ملاحظہ فرمایئے۔ اور انصاف سے کہیے کہ کونسے الفاظ عبارت مذکورہ کے انکی خلاصہ پہ دلالت کرتی ہے آپکے مہدی صاحب فرماتے ہین۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پہ نازل کی اور بعدہ مومنین پر کسی جگہ فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہے کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چھوڑکر فقط ابوبکر پہ تسلی نازل کی ہو۔ پس اس آیت سے ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا اسلیے کہ اگر وہ باایمان ہوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا اونپر بہی تسلی نازل کرتا انتہی بقدر الحاجۃ۔ حضرت مجیب اور اور حضرات للہ انصاف فرماوین اور بتلاوین کہ یہہ خلاصہ کن لفظون سے اس عبارت کے نکلتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی ہے اور بعدہ مومنین پر۔ الخ۔ عبارت تو یہہ ہے کہ خدا تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آن را شامل جمیع ایشان داشتہ الخ۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے کبہی کسی ایسی جگہ کہ اہل ایمان سے بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی۔ مگر یہہ کہ اوسکی نزول کو سبکو شامل رکہا ہے چنانچہ جناب قاضی صاحب نے جو آیتین لکہی ہین وہ اسی مطلب پر دال ہین۔ یہہ کہان ہے جہان خدا نے تسلے مومنین پر نازل کی تو وہان اول رسول پہ نازل کی اور بعدہ مومنین پر۔ **اقول** خلاصہ اس ساری تطویل لاطائل اور طومار لاحاصل کا یہہ ہے۔ کہ مولانا سید مہدی علی صاحب سلمہ نے جو خلاصہ کہ عبارت قاضی صاحب کا

بیان کیا ہے اوسمین اونہون نے لکہا ہے - خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان کہین تسکی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر
تو یہہ جو اونہون نے لکہا ہے - کہ اول رسول پر اور بعدہ مومنین پر یہہ غلط ہے - اور اسکو
چالاکی قرار دیا ہے اور اسکو جوش تعصب ٹہرایا ہے اور اسکو بے دیانتی اور ہٹ دہرمی اور
حق پوشی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے - اب ہم انصاف سے خواہان ہین کہ ﷲ ذرا متوجہ ہوکر دیکہین
اور فرمائین کہ سید مہدی علی نے یہہ امر واقع اور نفس الامر کے موافق لکہا یا مخالف اور یہہ
اونکی چالاکی اور بد دیانتی اور حق پوشی یا اونکی متانت اور دیانت اور حق گوئی - اصل
یہہ ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے یہہ خوب سمجہہ لیا تہا کہ اصل اعتراض تو جناب قاضی صاحب
سے رفع نہین ہوسکتا تو ایسی ہی جوش وخروش اور گیدڑ بہبکیون مین کام نکالو - پس
اب اسکا جواب سنیے - اول ہم اپنی فاضل مجیب ہی کو منصف مقرر کرتے ہین کہ جہان
رسول اور مومنین پر سب پر سکینہ نازل ہوا تو وہان سبکے سب استحقاق نزول سکینہ مین
برابر ہے اور سب کے اوپر بالاصالۃ اور بالاستقلال سکینہ نازل ہوا یا یہہ کہ نزول سکینہ کا رسول
پر اولاً اور بالذات ہی اور مومنین پر ثانیاً وبالعرض ہے - اگر امر ثانی ہے تو عین مدعا ہے
اور آپکا واویلا سراسر بیجا اور اگر اول ہے تو بداہۃً باطل ہے کیونکہ تشریف خداوندی مین جب
رسول اور مومنین سب شامل ہون تو ظاہر ہے کہ مومنین کو وہ تشریف بواسطہ رسول کے ہوگی
کہ رسول کو وہ تشریف اول حاصل ہوگی اور مومنین کو پیچہے اور اگر مومنین کو بہی بالذات
حاصل ہو تو مساوات لازم آوے - دوسری یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ اولیت وثانویت خود نظم قرآنی
سے بہی مفہوم ہوتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین - علی رسولہ وعلی المومنین - واقع
ہے اور اسمین اول تو رسول کہ جو بالاتفاق افضل اور اشرف ہے مقدم - دوسری یہہ کہ رسول کو اپنے
ضمیر کیطرف مضاف فرمایا جو کمال خصوصیت اور تشریف پہ دال ہے - تیسری یہہ کہ سکینہ کو
بہی اپنی ضمیر کی طرف مضاف فرمایا اور رسول کو بہی اپنے ضمیر کیطرف مضاف کیا

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاص تشریف اولًا اپنے خاص رسول ہی کے واسطے ہے اور اسمین کوئی اوسکا شریک نہین ہے۔ چوتھی یہہ کہ تاخیر مومنین کے باوجود اعادہ لفظ جار کے دال تبعیت پر ہے غرض اس مجموعے سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ نزول سکینہ کا اولًا رسول پر ہے اور ثانیًا مومنین پر جیسا کہ صلوٰۃ مین بھی یہہ ہی امر معہود ہے۔ تیسری یہہ کہ اس عبارت مین جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمائی ہے لکھا ہے۔ کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول سکینہ کا مومنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت ہی مین ہوا ہے کہ لفظ با جو مصاحبت کے واسطے ہے اسپر دال ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین یہہ تشریف وتکریم حاصل ہوئی ہے تو بواسطہ برکات مصاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہوگی تو حق یہہ ہے کہ اول رسول کو حاصل ہوئی اور بعد اوسکی بالتبع مومنین بھی اوسمین شامل ہون چوتھی یہہ کہ اگر یہہ ولیت وثانویت عبارت قاضی صاحب سے مفہوم نہین ہوتی اور یہہ واقعی صحیح ہے تو اس سے کیا اعتراض کو تقویت ہوئی اور کیا بد دیانتی اور حق پوشی اور جوش تعصب ہوا جسپر آپنے یہہ غل شور مچا رکھا ہے۔ اور اگر قطع نظر اولیت وثانویت کے یہہ اعتراض اس پر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی۔ تو وہان رسول اور مومنین پر سب پر تسلی نازل فرمائی۔ اور حاصل اعتراض یہہ ہی کہ نزول تسلی کا مومنین پر شمول تسلی کو جو باہم استلزام بیان کیا گیا ہی یہہ غلط ہے۔ اور قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت نہین تو یہہ خود آپکی ہی خوش فہمی ہے کہ قاضی صاحب کی عبارت نہین سمجھی شوستری صاحب کی عبارت سے بخوبی یہہ مضمون ثابت ہی وہ فرماتے ہین۔ خدای تعالے ہرگز ورہیچ جای کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمود۔ الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ۔ حاصل اسکا یہہ ہے کہ جس جگہ خدا تعالے نے سکینہ نازل فرمایا اور حضرت کے ساتھہ ایک ہی اہل ایمان سے تھا تو وہان نزول سکینہ مین سب کو شامل فرمایا۔ تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہی

کہ اون مواضع مذکورہ مین نزول تسلی مومنین پر مستلزم شمول تسلی کو ہی - بلکہ ایک دوسرا قضیہ بہی ثابت ہوتا ہے وہ یہہ کہ اون مواقع مین نزول تسلی رسول پر مستلزم شمول کو ہی اور حاصل دونو قضیونکا یہہ ہوا کہ نزول تسلی مومنین پر مستلزم نزول تسلی کو رسول پر ہے - اور نزول تسلی رسول پر مستلزم نزول کو ہی مومنین پر اور دلیل ان قضایا کے ثبوت کے یہہ ہے کہ اون مواقع مین اگر مثلاً قضیہ اولے صادق نہ آوی یعنے نزول تسلی کا مومنین پر ہو اور رسول پر نہو تو صریح شمول باطل ہوگا اور اصل دعوی قاضی صاحب کے مخالف ہوگا کیونکہ قاضی صاحب کا تو دعوی درمیان نزول اور شمول کے اون مواقع مین تلازم کا ہی اور یہان انفراد ہو گیا اور یہہ امر ہی ظاہر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی وہ ایسا ہی موقع ہے کہ رسول بہی وہان موجود ہے اور کوئی موقع ایسا یاد نہین آتا - کہ نزول سکینہ کا مومنین پر اوس موقع مین بیان فرمایا ہو اور رسول مومنین کے ساتھہ نہو تو اس سے ثابت ہے کہ جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی تو وہان رسول پر بہی نازل فرمائی یہہ صحیح خلاصہ ہی اسکی قاضی صاحب کے عبارت سے ثابت ہونے مین کسی قسم کا تردد نہین ہے اور یہہ مضمون جو قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت ہی صریح غلط ہے - غرضکہ قاضی صاحب کی اس عبارت کی غلط اور مخالف قرآن ہونے مین کچہہ شک و شبہہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اسقدر مطلب کو تو اب ہی تسلیم فرماتے ہین - چنانچہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اسکا مطلب یہہ ہے خداوند تعالے نے کبہی کسی ایسی جگہہ کہ اہل ایمان سی بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی مگر یہہ کہ اوسکی نزول کو سب کے شامل رکہا ہے انتہی تو ہم بموجب آپکی اونکی تسلیم کی پوچہتے ہین کہ یہہ جو دو موقع ابتداء سورہ فتح مین مذکور ہین - هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَةَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِهِمۡ[1] اور لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَةَ عَلَیۡهِمۡ[2] کہ جنمین خاص تسلی

[1] وہی ہے جسنی اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکی تو کہ بڑہ جاوین ایمانین ساتہہ ایمان اپنے کے ۱۲ [2] البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ ...... مسلمانونسے جسوقت بیعت کرتے تھے تجہسے نیچے درخت کیکر کے پس جانا جو کچہہ بیچ دلون انکے تہا پس اوتاری تسکین اوپر انکے - ۱۲

مومنین پر بیان فرمائی ہے۔ اور رسول کو اسمین شامل نہین کیا ان دونو موقعونمین آپکے قاضی صاحب کا
یہہ قول جائیکہ کہ یکے از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند صادق آتا ہے یا نہین اور ظاہر ہے
کہ ان دونو موقعون مین صحابہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نزول سکینہ کا بھی
اسجگہ ہے اور آپکے قاضی صاحب ایسے مواقع مین شمول کو واجب اور اوکد فرماتے ہین۔ تو
اب دیکھنا چاہیئے کہ موافق قول آپکے قاضی صاحب کے شمول سکینہ کا رسول اور مومنین سب کو ہی یا
مخالف قول قاضی کے انفراد ہے قرآن شریف کھولکر جو دیکھتے ہین تو اسمین تو مخالف دعوی
قاضی صاحب انفراد مومنین کا تسلی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور قرآن قاضی صاحب
کی تکذیب کرتا ہے یا یون کہو کہ قاضی صاحب اپنے قول مین قرآن کی تکذیب فرماتے ہین
تو ثابت ہوا کہ حسب تحریر سامی بہی قاضی صاحب کا دعوی غلط اور مخالف قرآن کے ہے
جو انہون نے جوش تعصب مین اگر بدون اسکے کہ قرآن کو دیکھین لکھدیا اب آپ چاہتے ہین کہ
چند خرافات سے اس الزام کو اونکے لوح جبین تحریر سے رفع کرین تو بہلا یہہ کب ممکن ہے قولہ
بلکہ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمتہ تو یہہ فرماتے ہین کہ جہان رسول پر تسلی نازل کی ہے
اور مومنین بھی رسول کے ساتھ ہوئی ہیں تو مومنین کو بھی اوس تسلی مین شامل کر لیا ہے
نہ کہ صرف رسول پر ہی نازل فرمائی ہو اور مومنین کا ذکر نکیا ہو اور آیت غار میں یہہ نہیں ہے
بلکہ رسول کا ہی ذکر فرما کر اللہ جل شانہ خاموش ہوگیا اقول حضرت مجیب اور اونکے
ہم مذہب اور اہل انصاف للہ انصاف فرمائین اور بتلائین کہ اگر وہ خلاصہ جو میر مہدی صاحب
سلمہ نے لکہا تہا غلط تہا جیسا کہ ہماری فاضل مجیب دعوی کر آئے ہین تو یہہ جو ہمارے
فاضل مجیب نے قاضی صاحب کی عبارت کا مطلب کہا ہے اوس عبارت کے کن لفظون سے
نکلتا ہے کہ خدا تعالے نے جناب رسول پر تسلی نازل کی ہے اور وہان مومنین بہی ہمراہ
ہیں تو مومنین کو بہی شامل کر لیا جو الزام کہ آپ سید مہدی علی صاحب سلمہ کو دیتے ہین
اوسی الزام کے خود آپ مستحق ہوئے۔ اگر یہہ مطلب جو آپ اپنے قاضی صاحب کی عبارت کا

بیان فرمایا ہے صحیح ہے اور عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہی تو وہ مطلب کہ جو سید مہدی علی
صاحب سلمہ نے بطور خلاصہ کے لکہا ہے صحیح ہو گا۔ نہایت افسوس و تعجب ہے کہ سید مہدی علی
صاحب سلمہ کو تو آپ مطعون کرین اور خود آپ اُسی قسم کے معنے بیان فرمائین اور اہل علم سے
کچھ نہ شرمائین اگر یہہ سید مہدی کی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
تہی تو جو کچھ جناب نے قاضی صاحب کی عبارت کے بیان مضمون کے بارہ میں ارشاد فرمایا
وہ جناب کی ہی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی ہوگی سواء اسکے اور بعد اسکے
قاضی صاحب کی عبارت غلط کی غلط رہے۔ قاضی صاحب کی عبارت سے تین امر مستفاد
ہیں۔ اول اوس موقع کا ہونا کہ جس مین رسول کے ساتھ مومنین بہی ہون دوسرا نزول
سکینہ کا بلا بیان و تعین منزل علیہ کے۔ تیسرا شمول سکینہ کا رسول کو اور مومنین کو سبکو
پس منزل علیہ سکینہ کا جیسا رسول ہے ویسی ہی مومنین بہی ہین چنانچہ لفظ شمول سے یہی سمجھ
مین آتا ہے تو جب ہر دو منزل علیہم ہوئی تو اگر آنکا منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا
کہ جس جگہ مومنین پر تسلی نازل فرمائی وہان رسول پر بہی نازل فرمائی صحیح ہے تو رسول کا
منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا کہ یہان رسول پر بہی نازل کی وہان مومنین پر نازل کی یہ صحیح ہوگا اور اگر وہ
غلط ہے تو یہہ بہی غلط ہوگا۔ رہا کذب اور تعارض عبارت شوستری صاحب کا قرآن سے وہ ظاہر ہے
کہ ہر دو امرین اولین ہر دو آیات سورہ فتح مین موجود ہین اور شمول نہین پایا جاتا۔ نزول سکینہ کا
صریح مذکور ہی حاضر ہونا مومنین کا حضرت کے ساتھ سیاق عبارت سے بالبداہتہ مفہوم ہوتا ہے
اور عدم شمول بہی صریح ثابت ہے پس اس سے زیادہ کذب اور قرآن کے ساتھ صریح
تناقض کیا ہو سکتا ہے۔ اور نیز یہہ بہی جناب کو رسائل منطق سے معلوم ہوگا متصلہ لزومیہ
کلیہ کے صدق کے لئے واجب ہے کہ تمام مواد مین صدق ہو جب اوسکا صدق متحقق
ہوگا اور اُسکے کذب کے لئے یہہ کچھ ضرور نہیں کہ جمیع مواد مین کذب متحقق ہو اور تب
قضیہ کاذب ہوگا بلکہ ایک ہی تقدیر پر اگر کذب ہو جائیگا۔ تو قضیہ کاذب ہوگا۔ پس یہہ

قضیہ کلیہ جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ہرگز درست نہیں الخ چونکہ اونکی نزدیک اسکی
یہہ ہے دو مواد تہے کہ جہان اسکا تحقق تہا اسلیئے اونہون نے حکم کلی فرما دیا اور یہہ اونکو
معلوم نہوا کہ اسکی جزئیات اور بہی ہین جہان یہہ حکم متحقق نہین ہے اگر کلیہ حکم کیا جاویگا
تو کاذب ہوگا - اور معلوم کیونکر ہو اگر کچہہ قرآن سے تعلق ہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف
مین ذکر نزول سکینہ کا کہان کہان پر ہے پس اس موقع پر آیت غار کا ذکر کرنا بیجا ئے خود نہین
قولہ اور جیساکہ جناب باری عز اسمہ نے اور جگہ فرمایا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ - یہان بہی اگر سوای رسول کے کسی اور کو نزول سکینہ مین شامل
کرنا منظور ہوتا تو فرماتا - کہ علیہ وعلی صاحبہ یا علیہما وغیرہ - اور جبکہ حق تعالے نے ایسا
نہین فرمایا تو جناب قاضی صاحب کا اعتراض نہایت درست وصحیح ہے اقول
اول خطا آپکی قاضی صاحب اور انکی اتباع کے یہہ تہے کہ اوس قضیہ کو جو پہلے مذکور ہوا ہے
ہرگز درست نہیں الخ - کلیہ تسلیم کر لیا حالانکہ اوسکا کلیہ ہونا سراسر غلط تہا - دوسری خطا
یہہ ہوئی - کہ اوس قضیہ کو ایک محتمل مین متعین لکہا اور یہہ معنے بیان کیئے - کہ خدا تعالے نے
جہان رسول پر تسلی نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا - تو وہان اوسکی نزول کو
سبکو شامل فرمایا حالانکہ یہہ تعیین غلط تہے کیونکہ اوس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے
جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی اور وہان رسول بہی تہے تو وہان اوسکی نزول کو
سب کے شامل کیا تیسری غلطی یہہ ہوئے کہ آیت غار مین اول تو اپنی خوش فہمی سے
یہہ سمجہہ لیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے ضمیر حضرتؐ کیطرف راجع ہے اور پہر اس فاسد
بنا پر یہہ مقدمہ فاسدہ متفرع کیا کہ اگر کوئی رسول کے ہمراہ اہل ایمان سے ہوتا تو اوسکو
بہی شامل نزول ضرور کیا جاتا اور جب یہہ نہین کیا گیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مومنین سے
آپکے ہمراہ نہین تہا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مومنین سے نہین تہے اور یہہ بالکل غلط
اور بنا فاسد علی الفاسد ہے - آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ آیت غار مین خدا تعالے نے نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا اوسکا منزل علیہ صرف ابوبکر صدیق رضہ ہے اور یہہ اوس قبیل سے جیساکہ
خداوند تعالے نے سورہ فتح مین ارشاد فرمایا ھوالذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین
اور فانزل السکینۃ علیھم اور وہان نزول کو مومنین کے ساتہہ مخصوص فرمایا ہے
اور اونکے ساتہہ رسول کا ذکر نہین کیا ایسا ہی آیت غار مین بہی رسول کا ذکر نہین کیا اور سکینہ کو
مخصوص یار غار کے ساتہہ فرمایا ۔ قطع نظر اس سے ہم بہی ایک قاعدہ کلیہ بمقابلہ قاعدہ
کلیہ آپکے قاضی صاحب کے لکہتے ہین ۔ اور اہل انصاف سے انصاف کے خواہان ہین ۔ وہی ہذہ
خداوند تعالے جائیکہ نزول سکینہ بر رسول بیان فرمود ہرگز در ہیچ جا نزول آنرا
بر رسول بیان نہ فرمود ۔ مگر آنکہ منزل علیہ یعنے رسول را بلفظ رسولہ کہ دال بر کمال بزرگی
وتعظیم ونہایت علو تکریم ست تعبیر فرمود لیکن جائیکہ نزول سکینہ بر مومنین بیان
فرمود گاہی انہارا بلفظ مومنین تعبیر فرمود چنانچہ وعلی المومنین و فی قلوب المومنین ۔
وگاہی بر ضمیر اکتفا فرمود ۔ چنانچہ فانزل السکینۃ علیھم ارشاد شد پس اگر در آیت غار
بیان نزول سکینہ بر رسول منظور خداوندی بودی بر ضمیر اکتفا نرفتی بلکہ بلفظ رسولہ تعبیر
شدی ولیکن چون مقصود بیان نزول سکینہ بر ابوبکر صدیق بود و در آن گنجائش ضمیر
ہم بود لہذا بر ضمیر اکتفا رفت ۔ خدا کے لیے ذرا انصاف کی آنکھین کہولکر دیکھین
کہ یہہ قاعدہ صحیح ہے یا وہ قاعدہ جو آپکے قاضی صاحب نے خلاف کتاب اللہ ایجاد
فرمایا ہے ۔ بعد اسکے مثل آپکے قاضی صاحب کے ہم ہی کہہ سکتے ہین ۔ وچون این سخن
گوش ناصبیان خواہند شنید باعث حیرت ایشان خواہد گردید و در حیلہ خلاصی از آن جان
ایشان بلب خواہد رسید ۔ تو اب فرمایئے کہ ہمارا اعتراض صحیح و درست ہے یا آپ کے
قاضی صاحب کا ۔ **قولہ** اور شیعون نے یہہ امر مدلل بدلائل قاطع ثابت کردیا ہے
کہ علیہ کی ضمیر رسول ہی کی طرف پہرتی ہے نہ کسی غیر کے ۔ **اقول** سبحان اللہ
آجتک حضرات شیعہ سے اپنا اصول مذہب تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہو ہی نہین سکا

جو موقوف دلائل قاطعہ پر ہے اور مرجع ضمیر کا تو کیا دلائل قاطعہ سے ثابت کرینگے امامت کا اصول دین مین سے ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کرین ائمہ کی عصمت اور انکی انبیا سے افضلیت وغیرہ سب اصول دین ہین سے ہین کسی پر کوئی دلیل قطعی بیان کی ہے۔ مگر یہہ ایسا دعوی ہے جیساکہ آپکے سید مرتضی کا کہ وہ فروعات فقہ کی نسبت بھی مدعی ہین کہ وہ قطعیات سے ثابت ہین۔ حالانکہ جمہور علماء شیعہ نے انکے تکذیب کی ہے ایسا ہی آپ بہی دلائل قاطعہ سے ثبوت کے مدعی ہین۔ پس ایسے لغو دعوونکا جواب جنپر کوئی دلیل قائم نہو بجز سکوت کے اور کچھ نہین۔ قولہ پس جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہہ دعوے کہ چون این سخن را گوش ناصبان شنید۔ الخ۔ نہایت ہی سچا اور بہت ہی ٹہیک ہے ورنہ شیعوں کا دعوی اتنی مدت کا بدون جواب باقی نرہ جاتا۔ اگر حضرت مجیب کا حوصلہ ہے تو اب جواب دین اقول جناب میر صاحب ایسے مہملات وخرافات کے جواب مین کسی عاقل کو بھی تردد نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اہل سنت کو حیرانی ہو۔ ہان اگر جملہ باعث حیرت ایشان گردید سے مراد لیجاوئے کہ اہل سنت کو اس معنے کر حیرت ہے کہ یہہ بات بہی کیا اس قابل ہے کہ عقلا کے زبان سے نکلے اور کیا اس لائق ہے کہ اسپر ناز وافتخار کیا جائے تو البتہ بجا ہے پہر بعد اسکے جو جملہ بطور دلیل کے تحریر فرمایا ہے ورنہ شیعون کا یہہ دعوی الخ۔ اس قابل ہے کہ اہل عقل وانصاف اسپر آفرین کہین شاید یہہ بہی انہین دلائل قاطعہ سے ہے جنکا ذکر اوپر فرمایا تہا حضرت اگر یہہ دعوی بالفرض بے جواب باقی ہو تو کیا یہہ کچھ مستبعد ہے کہ بدیہی غلط اور واہی ہونیکی وجہ سے اسپر التفات نہ کیا ہو رہا یہہ کہ ہماری فاضل مجیب اب ہم سے جواب کے خواہان ہین سو بحمد اللہ ہم اسکا ابطال اس بحث مین بخوبی کر چکے اگر ہمت وجرات ہے تو جواب دین اور اگر اس سے تسلی خاطر نہو اور بہی ہوس ہو تو اور بھی لیجیے وہ یہہ کہ قطع نظر اسکے غلط اور خلاف واقع اور مخالف قرآن ہونیکے یہہ دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اصل سے اسکی بنا ہی غلط ہے

کیونکہ اگر بالفرض ہم اپنے مجیب کے خاطر سے تسلیم کرلیں کہ اس عبارت کا مطلب یہہ ہی ہے
کہ جب خدانے رسول پر نازل کی اور وہاں مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا تو سب کے شامل
کی اور حضرت کو منفرد نہیں کیا اور یہہ سوائے دو جگہ کے واقع نہیں ہوا تو اس سے یہہ نتیجہ
نکالنا کہ خداوند تعالے پر یہہ قاعدہ واجب ہوگیا اور کہیں اسکے خلاف نہیں فرمائیگا سراسر اہیات
اور خرافات ہے کیونکہ اسکے لزوم پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں دلالت کرتی یہہ محض جناب قاضی صاحب
کے وساوس و تخیلات ہیں جو مادہ سوداوی سے ناشی ہوئی ہین اگر کوئی دلیل اسپر دلالت کرتی
تہی تو اول اسکے لزوم پر قاضی صاحب ہی بیان فرماتے خیر تو انہوں نے نہیں بیان کی مائی لوب
اگر کچھ حوصلہ ہے تو آپ ثابت کیجیے۔ اور کوئی دلیل لائی اور یوں ہی ایک دعوے بلا دلیل
پر افتخار و ناز فرمانا شان عقلا نہیں ہے اور جب ہے کہ ہم تسلیم کرلیں کہ جو مطلب ہماری
مجیب صاحب نے اپنے قاضی صاحب کی عبارت سے ایجاد فرمایا ہے صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت یہہ ہی
غلط ہے چنانچہ ہم ابحاث گزشتہ میں اسکے بطلان کو بخوبی ثابت کرائی ہین پس جسطرح دل چاہے
ہے گفتگو کرلین ہم ہر طرح تحریراً تقریراً حاضر ہین **قولہ** الخ یہ فرمانا کہ تعصب میں آکر
کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کے فرمایا ہے بجائے خود نہیں۔ بلکہ آپ نے
جوش تعصب مین آکر ایسا لکھا ہے اور اس سے بڑھکر جوش تعصب اور کیا ہوگا کہ بدون سمجھے عبارت
نقل کردی اقول اہل عقل و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ آپکے قاضی صاحب نے جوش
تعصب میں آکر مخالف قرآن شریف کے دعوی کیا یا ہمنے جوش تعصب سے اس دعوی کے
نسبت ایسا کہا اور یہہ بہی معلوم کرسکتے ہیں کہ ہمنے بدون سمجھے عبارت نقل کی ہے یا آپنے
بے سمجھے عبارت کی توجیہہ فرمائی۔ ہم کچھ نہیں کہتے بجز اسکے کہ کسیکی سامنے اہل انصاف میں سے
یہہ عبارت رکہہ دیجے اور تماشا دیکھ لیجیے **قولہ** حضرت قاضی صاحب ہرگز جوش تعصب
میں نہیں آئے اور نہ بے اصل دعوی معاذ اللہ مخالف قرآن شریف فرمایا۔ بلکہ ایک امر واقعی مدلل
بآیات قرآنی بیان کیا ہے آپکا جناب قاضی صاحب کی نسبت ایسا فرمانا دعوی بے دلیل سے ہے

اگر آپ اس اپنی دعوی مین سچے مین تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے اور حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی اس دعوے کو رد فرمائیے - اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث اپنی ہی کتب معتبرہ سے ایسی نقل فرمائیے کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہ تسلی نازل فرمائی ہو اور رسول کے ہمراہ مومنین بھی ہون تو فقط رسول ہی پر نازل فرمائی ہو اور مومنین کو شامل نفرمایا ہو - **اقول** ہم بدلائل ثابت کر چکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب کا دعوی خلاف واقع مخالف قرآن محض جوش تعصب سے ناشی ہے اور اسکو بخوبی رد کر دیا ہے آپ ملاحظہ فرمائین ابطال کے واسطے یہہ کچھہ ضرور نہین کہ ایک ہی طرح پر کیا جاوے - ہان جب آپ اس دعوی کو واقعی اور مدلل بآیات قرآنی تصور فرمائے مین تو امید ہے کہ ہماری دعوی کو بھی واقعی اور مدلل بآیات قرآنی سمجھینگے اور اگر آپکو اوسمین کلام ہو تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے اور ثابت کیجیے کہ خدا تعالے نے کہین رسول پر سکینہ نازل کی ہو اور لفظ رسولہ سے تعبیر نفرمایا ہو اور صرف ضمیر پر اکتفا فرمایا ہو **قولہ** یہہ حضرات اہلسنت کی ہی جرأت ہے کہ بے اصل دعوی کرتے ہین اور فخر فرماتے ہین کمال دلیری اور بے باکی یہہ ہے کہ جو عبارت سند انقل کرتے ہین اوسکا خلاصہ مضمون اپنی طبیعت سے مخالف عبارت منقولہ کے تراشتے ہین الصبدنا زدہ انتہی راس اپنی ہی تراشی ہوئی مضمون کو رد کرتے ہین نہ خدا رسول سے ڈرتے ہین نہ اکی شرم کرتے ہین کہ دیکھنے والا جسکو خدا نے کچھہ بھی عقل عطا فرمائی ہوگی کیا لکھیگا یہہ حال ہی ان حضرات کا فاعتبروا یا اولی الایمان - آپکے مہدی صاحب نے جو اس خلاصہ کے رد مین لکھا ہے چونکہ خلاصہ ہی صحیح نہین کیا تو سب بنا ر فاسد علی الفاسد ہے **اقول** ایسے کذبات اور خرافات کا جواب بس یہہ ہے کہ بقول شاعر - ع دروغی را جزا باشد دروغی ہم کہین کہ آپ سچ فرماتے ہین - باقی آپکے مہذب کلمات کا جواب ہم کچھہ نہین دیتے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - قولہ ہمارے مقابلہ مین جو عبارت تحریر فرما دین الخ جناب مخاطب کا اس سے مقصود صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے مین حضرات شیعہ کی

کتب نایاب ہین بڑے بڑے شہرونمین بہی دستیاب نہین ہوتی اور اگر کہین حضرات شیعہ کے ہان ہین تو اہلسنت کو وہانتک دسترس اور اونکا حصول ممکن نہین چنانچہ ایک شخص حضرات شیعہ مین سے میری بہی عنایت فرما ہین اگر مین یا کوئی اہلسنت جسپر احتمال مناظرہ دانی کا ہو اونکی مذہب کی کتاب اوس سے طلب کرتا ہے تو موںہہ چرا جاتے ہین - حالانکہ ہماری ہر قسم کے کتابین اونکی استعمال مین رہتی ہین تو جناب مخاطب نے خیال کیا کہ نہ اصل کتاب ہاتہہ آئیگی نہ استدلال صحیح تصور ہوگا اور بلا وقت میدان مناظرہ ہاتہہ آئیگا اسلیے وراخضح رای ہو کہ آپنے تحریر فرمایا کہ تحفہ وغیرہ مین بعض حوالے درست نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض حوالے بلکہ اکثر درست ہین توجسوقت استدلال مین وہ حوالے مذکور ہون جو درست نہین اسکے نسبت صاف کہنا چاہیے کہ یہہ حوالہ درست نہین کیونکہ جو عبارت کسی کتاب سے نقل ہوگی تو بحوالہ اسی کتاب کے نقل ہوگی ہان اصل کتاب سے اوسکا اثبات اوسوقت ضروری ہوگا جسوقت آپ صاف انکار فرماوینگے - اور یہہ کہینگے کہ یہہ روایت ہمارے یہان نہین ہے - اقول حضرت مجیب نے جو کچہہ اس قول مین فرمایا ہے عام اہلسنت یہہ ہی بے اصل دعوی کرتے ہین اگر یہہ بات درست ہوتی کہ کتب شیعہ نایاب ہین تو آپکے خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین نے جو حوالے نقل فرمائی ہین وہ کہانسے نقل فرمائی ہین - بلکہ واقعی امر یہہ ہے کہ اہلسنت ہماری کتابونکا دیکہنا اور خریدنا اور اپنے گہرمین رکہنا گناہ سمجہتے ہین ورنہ ہر قسم کی کتب شیعہ چہپکر شایع ہوگئی ہین اگر جناب مجیب کو شوق کتب بینی کا ہے تو ارشاد فرمائین کہ فہرست کتب مع نشان مقام وغیرہ ارسال خدمت ہو قیمت بہیجکر طلب فرماوین اور اس بے اصل دعوی سے باز آئین - یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - اگرچہ اس قول مین کوئی امر قابل بحث وجواب نہ تہا تاہم اسقدر گذارش ضرور ہے کہ اگر آپکی کتب معتبرہ نایاب نہین ہین اور ہر جگہ ملتی ہین اور چہپکر شایع ہوگئی ہین تو یہہ فرمائی کہ قطع نظر اور کتابونسے آپکا قرآن جو جناب امیرؑ نے تالیف وجمع فرمایا اور ائمہ کے پاس یکی بعد دیگرے متوارث چلا آیا - اور آخر کو

غاربسرمن رای مین امام زمان کے ساتھہ مختفی ہوا کوئی دفعہ کسیوقت چھپکر شائع ہوا ہے یا یہہ محض
جھوٹے دہمکو سلے مین نہ کوئی قرآن علاوہ موجود کے جمع و تالیف ہوا نہ ائمہ کے پاس متوارث
اگر غاربسرمن رای مین مختفی ہوا علاوہ ازین آپکی اصول اربعہ کتنی دفعہ چھپکر شائع ہو چکی ہین ۔ پس
اسی سے شیوع کتب معلوم ہو جائگا ۔ ہندمین کلینی ابھی صرف نولکشور نے چھاپی ہے ۔ تہذیب
استبصار من لایحضر ہماری دانست مین ہندوستان مین تو چھپی ہنین ایران کی ہمکو خبر نہین ۔ پس جب
اصول کا یہہ حال ہے تو ادر علوم کی کتابونکا کیا حال ہوگا ۔ اور اگر چند کتابین جو جوابات اہلسنت مین
تالیف ہوئی و چھپ گئے تو ادنکی شیوع سے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ کتب مذہبیہ کا شیوع ہے
اور پھر اگر اہلسنت مین سے دو چار کو کسی وجہ سے آپکی کتابین ہم پہونچ گئی تو یہہ بھی دلیل
شیوع کی نہین ہو سکتی ۔ آپکی کتابون کے دیکھنے کا شوق اُسوقت تک ہی جبتک کہ آپ سے
مناظرہ ہے سو اسکی لیئے کسیقدر کتابین جمع بھی کی ہین اور کسیقدر جمع کرنیکا ارادہ بھی ہے بشرطیکہ
آپنے یہہ سلسلہ جاری رکھا پس اس عنایت کا شکر گذار ہون جو رسالہ فہرست کی بابت تحریر فرمایا
اور گذارش کرتا ہون کہ اگر مطبع جعفری اور ملک الکتاب لکہنو کے علاوہ کوئی اور فہرست ہو تو البتہ
عنایت فرمادین ۔ متاخرین کے تصانیف مین سے آپکے قبلہ و کعبہ مجتہد صاحب کے عماد الاسلام
و ذوالفقار و حسام وغیرہ کا خیال ہے اور کتب متقدمین سے رسائل فضل بن شاذان و نسخہ سلیم
بن قیس ہلالی وغیرہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اگر آپکو یہہ سلسلہ جاری رکھنا منظور ہو ورنہ کچھہ ضرورت
نہین کیونکہ اپنے مذہب کی صحت اور آپکے مذہب کے فساد مین کچھہ شک و شبہ نہین ہے جو کسی
امر کی تحقیق کی ضرورت ہو ۔ **قولہ** یہہ حکایت جو لکھی ہے شاید صحیح ہو مگر یہہ کیا ضرور ہے
کہ وہ اسی غرض سے جو حضرت مجیب سمجھی ہین نہ دیتی ہون شاید کوئی اور غرض ہو ۔ جیسا کہ اسی
شہر مین ایک سید صاحب ہین اور ادنکے پاس دو ایک کتب احادیث مین وہ ہمکو بھی گھر لیجانیکو
نہین دیتے اور یہہ عذر کرتے مین کہ میری چند کتابین نہایت عمدہ جو شوق سے خریدی تہین
بعض حضرات لیگئے اور پھر واپس نہ دین جب سے مین نے عہد کر لیا ہے کہ خواہ کوئی مانگے مین کتاب

ہرگز نہ دونگا ہان میرے مکان پر اگر جو شخص چاہے خواہ سُنّی خواہ شیعہ مطالعہ کرے یا عبارت نقل کرے بجائی
بلکہ حقہ پانی وغیرہ کی خدمت کرونگا تو کیون نہین جائز ہے کہ وہ صاحب بہی جنکا ذکر حضرت مجیب نے
کیا ہے اس خیال یا مثل اسکی کسی اور سبب سے نہ دیتے ہون - **اقول** چونکہ اس جواب کے تحریر مین
ایک کتاب سے جو ہمکو اپنے عنایت فرما سے ملی بہت مدد پہونچی لہذا اسکو ہم بکمال شکر گذاری کے
ساتہہ لکہتے ہین اور اسیواسطے ہم اپنے فاضل مجیب کے احتمالات کا جواب جو بمقتضا ع ہرکس
بقدر ہمت اوست + ناشی ہوئی ہین ہم کچہہ جواب نہین لکہتے **قولہ** معہذا فن مناظرہ کی
اصول مین یہہ داخل نہین کہ اپنی کتاب بہی مخالف کو دینی لازم ہے مخالف کا فرض ہے
کہ جسطرح ممکن ہو خود یہہ سامان بہم پہونچائے **اقول** بہت درست ہے ہم بہی اسکا انکار نہین
کرتے - لیکن یہہ جب ہے کہ تحقیق حق مدنظر نہو اور جب تحقیق حق مدنظر ہو جیسا کہ آپ مدعی ہین
تو پہر یہہ غلط ہے چنانچہ ظاہر ہے **قولہ** میری اصلی غرض جو حضرت سمجہتے ہین وہ ہرگز
نہ تہی بلکہ صرف مطلب یہہ تہا کہ اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو اوسکی رد و بدل مین وقت ضایع ہو **اقول**
اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو رد و بدل کیسا اصل کتاب مین جب نہ پایا تو کہدیا کہ یہہ حوالہ غلط ہے
خصم یا اوسکو ثابت کریگا ورنہ غلطی تسلیم کریگا لیکن تغلیط بہی یا صرف اجمالی طور پر ہوتی ہے
کہ بدون اصل کتاب کے مطابق کیے قرائن پر لحاظ کرکے تغلیط کردی اور یہہ تغلیط ایسی ہے
کہ اسمین خود رد و بدل کی گنجایش ہے یا یہہ کہ قطعی طور پر ہوتی ہے کہ اصل کتاب سے خوب
مطابق کرکے جب نہ پایا تو تغلیط کردی چنانچہ ہمنے لفظ سقیمۃ العرب کی تغلیط کی ہے تو ایسی
تغلیط قابل اعتبار ہے اور اسمین رد و بدل کچہہ نہین ہوسکتا ہے **قولہ** میدان مناظرہ
بفضل الٰہی ہرطرح ہمارے ہاتہہ ہے خواہ آپ تحفہ وغیرہ سے عبارت نقل فرمائیے خواہ خود
دیکہکر لکہیے **اقول** باطلست آنچہ مدعی گوید - **قولہ** معہذا ہم منصف ہین آپکا یہہ
فرمانا کہ جسوقت استدلال مین حوالے مذکور ہون جو درست نہین - الخ - بہت درست ہے
اور ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین بلکہ اس لکہنے سے یہہ ہی غرض تہی کہ آپ اس امر کا اقرار کرین

اقول - ع - عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست - مگر وانسبیح رہی اگر آدمی ہزار جگہ اپنے مذہب کے صیانت کے لیے حق پوشی اور ہٹ دہرمی کرے - ور ایک جگہ حق قبول کرلے - تو اوسکو منصف نہین کہا جاسکتا - بہر کیف واجبی امر کی تسلیم مین ہمکو کچھہ چون وچرا نہین ہے

قال الفاضل المجیب قولہ - قول صاحب تحفہ وغیرہ کے حوالہ درست نہین - الخ جن حضرات کے تحقیقات کے اعتماد پر جناب مخاطب کو باین طمطراق فتخار و ناز ہی وہ تحقیقات عند التحقیق خود غلط ہین - اقول - اسکے جواب مین نہایت ادب سے آپکا یہہ ہی مقولہ ہم بھی عرض کرتے ہین چنانچہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی نسبت دعوی تعصب و تخالف قرآن شریف کے بیان مین کسیقدر سابق مین بیان ہوچکا ہے اگر حضرت مجیب بھی انصاف فرمائینگے تو سمجھہ جائینگے کہ جن تحقیقات کو ہماری حضرت بصد فتخار و ناز ہدیہ تحریر فرماتے ہین وہ تحقیقات ہی واقعہ مین بجای خود نہین اور ہماری علمار کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تحریر فرمایا نہایت بجا و درست ہی - اب اس تحقیق کا حال بھی جو مجیب نے بصد ناز لکہی ہے ظاہر ہوا جاتا ہے انصاف شرط ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی قاضی نور اللہ صاحب کی تخالف کا حال محقق ہوچکا باقی تحقیقات کا حال بھی معلوم ہوجائیگا اور یہہ کیا اصول مذہب کے تحقیقات کا حال معلوم ہوچکا مگر افسوس اسکا ہے کہ ہماری فاضل مجیب صرف ہمکو ہی فرماتے ہین کہ تحقیقات علمار کو بنظر انصاف دیکھین اور خود بدولت اسپر عمل نہین فرماتے - ہینے تو حکم سامی کی تعمیل کی - اور دعا یہہ ہے کہ خداوند تعالے آپکو بھی توفیق عطا فرماوی - قال الفاضل المجیب - قولہ مشتی نمونہ خروار ہدیۂ نذر ہین خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین عبارت نہج البلاغت سی جو حضرت ابوبکر کی مدح مین جناب امیر نے فرمائی ہے استدلال کرکے علمار شیعہ کیطرف سی جو اب نقل کیئے ہین منجملہ اونکی فرمایا ہے - عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف و مدائح شیخین - الخ - اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے لکہا ہے کہ این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ در کتب شیعہ

بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر در کتب شیعہ موجود نیست ایشان را احتیاج بہیچ یک از توجیہات نیست۔ اقول۔ حضرت آپکے خاتم المحدثین اس مقام پر ابتدا ہی سے راہ خلاف واقع گوئی چلی ہین اور دعوی کیا ہے کہ ہم نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو عبارت نقل کی ہی اوسمین اپنی طرف سے بجای للہ بلاد فلان للہ بلاد ابی بکر نقل کیا ہے حالانکہ کتاب مذکور مین بلکہ کسی روایت شیعہ مین بجای لفظ فلان لفظ ابی بکر نہین ہے طرفہ یہہ کہ پہر خود اقرار کرتے ہین کہ نہج البلاغت مین لفظ فلان ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ نے تحریف کیا ہے چنانچہ تحفہ کی عبارت بجنسہ نقل کرتے ہین وہو ہذہ ومنہا ما اوردہ الرضی ایضًا فی نہج البلاغۃ عن امیر المومنین انہ قال للہ بلاد ابی بکر فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ لایہتدی فیہا الضال ویستیقن المہتدی۔ درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی ست برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابو بکر را حذف نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا اہلسنت تمسک نتوانند نمود الخ۔ ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے خاتم المحدثین سچے تھے تو پہلی لفظ فلان نہج البلاغت سے نقل کرتے اور لفظ فلان کی تحریف بابی بکر نکرتے پہر جو چاہتے فرماتے اب اونکی تحریف تو خود اونکی ہی زبان سے ثابت ہوگئی۔ جناب سید علیہ الرحمۃ کی تحریف پس حسب داب مناظرہ اگر کسی کتاب شیعہ سے اس روایت مین لفظ ابی بکر نقل کرتے اور پہر نقل جناب سید علیہ الرحمۃ اُسی کتاب سے ثابت کرتے اوسوقت البتہ تحریف جناب سید ثابت ہوتی واذ لیس فلیس۔ اور چونکہ حضرت خاتم المحدثین مدعی تحریف ہین تو اونکو اثبات اپنے دعوی کا لازم تہا اور ہمکو محض منع کافی ہی کما تقرر فی علم المناظرہ۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ اہل دانش وانصاف سے التماس ہے کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر اس بحث کو سنین اور علامہ کنتوری اور اونکی اولیاء وتوابع کا مرتبہ علم وپایہ انصاف ملاحظہ فرمائین۔ کہ اول حضرت کنتوری نے کسقدر تبحر علمی اور تدین ظاہر فرمایا اور بعد اوسکی اونکی توابع مقلد کیسا دیانت وانصاف کا خون کرتے ہین

ہمنے اون علماء شیعہ کی تحقیقات کے تغلیط مین جنہون نے تحفہ کے جوابات لکھے ہین بطور تمثیل
علامہ کنتوری کے تحقیق پیش کی ہتی جس سے حوالہ کا بہی غلط ہونا ثابت ہتا خلاصہ اوسکا یہہ
ہتا کہ جو جوابات خطبہ للہ بلاد فلان کی شیعہ کیطرف سے تحفہ مین نقل ہوئی ہین اونمین صاحب تحفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف
و مدائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس الخ اسکی جواب مین علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا کہ این
ادعا کذب محض ست الخ اب اس دعوی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کنتوری
صاحب کے جواب سے صاف و اضح ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدعی ہین کہ یہہ توجیہات
حضرات شیعہ کرتے ہین اور علامہ کنتوری اس حوالہ کی تکذیب کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شاہ صاحب
کا یہہ دعوی اور یہہ حوالہ کذب محض ہے نہ شیعہ نے یہہ توجیہات کی اور نہ اونکو ان توجیہات
کی حاجت اور کہین فرماتے ہین۔ ان ھذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام
شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر ست یا عمر اور کہین فرماتے ہین ثبت العرش ثم انقش اول
این معنی باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین
اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود۔ اور کسی قول کے جواب مین لکہتے ہین ہیچیک از امامیہ این
توجیہ نکردہ۔ غرض اس تمام بحث سے واضح ہے کہ علامہ کنتوری نہایت غلو کے ساتھہ حضرت
خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالونکی تغلیط و تکذیب فرما رہے ہین کہ یہہ امور جو صاحب تحفہ
شیعہ کے طرف منسوب کرتے ہین محض کذب و دروغ ہے۔ ہمنے اوسپر آیات بینات سے نقلاً عن
ازالۃ الغین عرض کیا کہ حضرات شیعہ کی تحقیقات کا حال یہہ ہے کہ رجماً بالغیب حوالونکا انکار
کرتے ہین حالانکہ وہ سب امور اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین چنانچہ وہ سب امور جنکا انکار
بڑی شدومد سے آپکے علامہ کنتوری صاحب فرما رہے تہے وہ سب فاضل نحریر کمال الدین
ابن میثم بحرانی کی شرح مین موجود ہین۔ پس اس سے صریح ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اپنی
حوالون مین سچے تہے اور آپکی علامہ کنتوری اونکی تکذیب مین کاذب۔ اب ہم اہل انصاف کو

اونکی انصاف کی قسم دیکر پوچہتے ہین۔ ہمارے فاضل مجیب کے تمام تقریر متعلقہ کو بلاحظہ کرکے فرماوین کہ اونہون نے اپنے علامہ کنتوری کیطرف سے کیا جواب دیا اور اس الزام کو اون پر سے کیونکر رفع کیا اور کیونکر ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحب کا ان امور کو شیعہ کی طرف منسوب کرنا کذب ہی فرمایا تو یہہ فرمایا کہ علامہ ابن میثم کا اپنی شرح مین یہہ امور ذکر کرنا بطور تنزل بلکہ بطور استہزا و تمسخر کے ہے معلوم نہین کہ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا بطور تمسخر ہے یا واقعی اجی حضرت میر صاحب آپنے تو اپنے تمام دین کو ہی تمسخر بنا دیا اور دائرہ بحث کا اپنی اوپر تنگ کر دیا۔ آپکے خصم نے آپ سے ہی سیکہہ کر آپکے اوپر جہات ستہ کو مسدود کرد یا ائمہ سے جو کچہہ روایت کرتے ہین۔ غالباً سب تمسخر خم غدیر کا خطبہ اور تمام وصیتین سب تمسخر کو محتمل ہین ہم ہمیشہ آیت وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا کے معنے سوچا کرتے تہے سو آج آپکی بدولت یہہ عقدہ حل ہوا۔ اور خوب سمجہہ مین آگیا کہ دین کے ساتہہ استہزا اسطرح ہوتا ہی مگر تعجب یہہ ہے کہ علامہ کنتوری کو یہہ توجیہہ نسوجہی اور اونسے عام طور پر انکار کر دیا کہ جون ابو بکر در کتب شیعہ موجود نیست۔ اگر اونکو یہہ توجیہہ سوجہتے تو صاف انکار نفرماتے اور یہہ روز سیاہ جو آج اونکو اور اونکی اتباع کو دیکہنا پڑا دیکہنا نصیب نہوتا۔ بہرکیف جب یہہ امور کتب شیعہ مین موجود ہین خواہ بطور تمسخر و استہزا ہین یا واقعی تو اب حضرت شاہ صاحب کا اونکو شیعہ کیطرف منسوب کرنا صحیح ہوا اور علامہ کنتوری کی تکذیب اونہین کیطرف اولٹی پہرے اور تمسخر و استہزا نے بجز تمسخراپن کے کچہہ سود ندیا رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی کیا ہی کہ علامہ رضی نے اس خطبہ مین تحریف کی ہی کہ لفظ ابو بکر کا تہا اوسکی جگہ لفظ فلان بنا دیا ہے اگرچہ یہہ مانحن فیہ سے علیحدہ تہا کیونکہ ہمارا مقصود صرف حوالہ کے تکذیب کی بابت بحث تہی نہ بابت اثبات تحریف لیکن چونکہ فاضل مجیب نے اپنا مخلص سمجہکر اسکو چہیڑا ہے تو اسکا بہی ثبوت لیجیے۔ علامہ متبحر ابن میثم کے اقرار سے ثابت ہی کہ ان اوصاف کا موصوف اور ان مدائح کا ممدوح ابو بکر ہین یا عمر اور ظاہر ہے کہ یہہ تعریف و توصیف جناب امیر نے

حاشیہ (بائیں حاشیے پر ہاتھ سے): [illegible]

مجمع عام مین فرمائے ہین کہ جہان صدہا آدمی تفضیلِ شیخین کے معتقد تھے تو ایسے موقع مین نام کو کنایہ کرنا فہم مین نہین آتا۔ کیونکہ ایسے موقع مین اگر برا کہتے تو تقیہً نام سے کنایہ کرنے کی ضرورت ہوتی اور جب مدح و ثنا فرمارہے ہین تو نام سے کنایہ کرنے کی کیا ضرورت ہر شخص جسکو تھوڑی سے بھی کلام کی فہم ہوگی اور ذوق سلیم ہوگا وہ سمجھہ لیگا کہ ایسے موقع تعریف مین جہان کسیکی اسقدر مبالغہ سے تعریف کرنے مقصود ہو اور ایسے لوگونین جہان نام لینے مین کسی قسم کا خوف نہو بلکہ نام لینے سے زیادہ مطلب برآری ہوتی ہو استجلاب قلوب زیادہ حاصل ہوتا ہو تو ایسے وقت ممدوح کے نام سے لفظ فلان کے ساتھہ کنایہ کرنا تمام کلام کو سراسر لغو اور مہمل کردیگا۔ اور آپنے اور جگہہ بھی مدح و تعریف فرمائی چنانچہ ابن میثم نے اپنی کبیر شرح مین لکھا ہے۔ ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم۔ الخ چنانچہ ہم سابق مین بیان کر آئے ہین۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر نے بیشک ممدوح کا نام لیکر توصیف فرمائی ہے لیکن پیچھے اسمین تصرف ہوا ہے۔ اب رہا یہہ کہ کسنے تصرف کیا سو احتمال یہہ بھی کہ یہہ شیخ رضی سے اوپر ہوا ہو۔ اور غالب یہہ ہے کہ یہہ کام حضرت رضی کا ہی۔ کیونکہ اس بزرگ نے بہت خطبونین تصرف کیا ہے اور چالاکی فرمائی ہے چنانچہ ابن میثم نے تنگ ہوکر کہین اوسکو خبط سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے ھذا خبط عجیب من السید کہین اونکی عادت فرمائی پس جب عموماً آپکی سید رضی صاحب کی یہہ عادت ہی تو ایسے موقع مین جو خاص اونکی مذہب کے لیے وبال اور نکال ہے کیون چوکے ہونگے تو غالب بلکہ قریب یقین کے یہہ ہی ہے کہ یہہ تصرف اور تحریف آپکے سید رضی صاحب کا ہی کام ہے اور حضرت علامہ دہلوی کا تحریر فرمانا کہ شریف رضی نے تصرف کیا بھی صحیح ہے رہا یہہ کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف آپ تحریف کا الزام لگاتی ہین سو یہہ آپکے اور آپکے اون اکابر کے جنہون نے یہہ اعتراض کیا ہے کمال ہی خوش فہمی اور دانشمندی ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مرتضوی کے

نقل کے بعد صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس عبارت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابو بکر تھا اگر شریف رضی نے
تحریف کر کے بجای لفظ ابو بکر کے لفظ فلان لکھدیا تا کہ امر مبہم ہو جاے اور استدلال نہو سکی تو
اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس خطبہ کی عبارت مین لفظ ابو بکر نہین ہے۔ لیکن لفظ
ابو بکر بجای لفظ فلان کے اسلیے لکھدیا ہے کہ اکابر امامیہ نے شروح نہج البلاغت
مین ابو بکر صدیق کے نام کو ترجیح دی ہے پس جو شخص کہ خود بصراحۃ کہتا ہی کہ اس خطبہ مین
لفظ فلان ہے لیکن ہمنے لفظ ابو بکر جو بیان شروح سے راجح ہے بطور الزام شیعہ اور
مناسبت باب کے لکھہ دیا ہے تو اسکو تحریف کہنا البتہ انکا اور انکی اکابر کا ہی کام ہے معہذا
جب دلائل سے یہہ بہی ثابت ہی کہ علامہ رضی نے اسمین تحریف فرمائی ہے اور اصل خطبہ مین
یا لفظ ابو بکر ہوگا یا عمر اور محض شراح کے اقوال سے ترجیح ابو بکر کے نام کو ثابت ہوتی ہے
تو جب تصریح اس امر کی کر دیجاوی کہ رضی نے لفظ فلان نقل کیا اور اصل خطبہ مین باعتماد
اسکے کہ ثابت ہوچکا ہے کہ اصل لفظ ابو بکر ہی یا عمر بعض شراح کی ترجیح کی وجہ سے ابو بکر کا
لفظ لکھدیا جاوی تو اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ علامہ کنتوری نے بجواب اس قول
کی حیا کو کار فرمایا۔ اور دعوی تحریف کا حضرت شاہ صاحب کی طرف نسبت نہین کیا
لیکن اونکی خوش فہمی یہہ ہے کہ وہ اس قول مین تناقض شاہ صاحب کی طرف نسبت کرتے
ہین اور یہہ بہی سراسر لغو ہے اسی جواب سے اسکا بہی استیصال ہو جاتا ہے ہمکو بیان و تطویل
کی حاجت نہین۔ **قولہ** لیکن با اینہمہ ہم اونکی اس قول کی تکذیب انکی ایک بڑے عالم
کی کتاب سے ثابت کیے دیتے ہین۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر کہ معتبرین علماء اہلسنت سے
ہین کتاب نہایہ مین لکھتے ہین ومنہ حدیث علی للہ بلاد فلان لقد قوم الاود الخ
اگر کسی کتاب اہلسنت مین بجای لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہوتا تو ابن اثیر کیون لکھتے کہ حدیث
علی مین بلاد فلان ہے بلکہ لکھتے کہ بلاد ابو بکر ہے چہ جای کتب شیعہ **اقول** واضح ہو
کہ علماء اہلسنت نے حل لغات حدیث مین مختلف طور پر کتابین لکھی ہین۔ چنانچہ بعض نے خاص

احادیث بخاری کے حل لغات مین کتاب لکھی اور بعض نے خاص صحیح مسلم کے متعلق اور
بعض نے دونو صحیحین کے لغات کو لیا اور بعض نے لغات صحاح ستہ کو جمع کیا۔ اور بعض
مصنفین نے بلا امتیاز صحاح وضعاف وروایات اہل وفاق وخلاف کی متعلق لغت حدیث کو
لیا چنانچہ صاحب نہایہ نے بھی التزام روایات صحیحہ نہین کیا اسیواسطے بہت روایات ضعاف
واہل خلاف کو متضمن ہے۔ پس نہایہ کی نقل سے استدلال صحیح نہین ہے اور اگر ایسے
کتب لغات سے استدلال صحیح ہو تو بہت سی روایات مناقض مذہب شیعہ وموافق مذہب اہل حق
کتاب مجمع البحرین مین موجود ہین اونسے بھی استدلال صحیح ہوگا اور اونکا یہہ جواب دینا کہ یہہ
کتاب لغت کی ہے اور صحت وعدم صحت روایات سے اسکو تعلق نہین تو اسلیے
استدلال صحیح نہین صحیح نہوگا۔ چنانچہ بعض روایات بطور نمونہ منتہی الکلام مین خاتم المحدثین نے
ذکر فرمائی ہین۔ اور چونکہ ان امور کے ایراد اہلسنت کی طرفسے نہین ہے تو اونکا عذر قابل قبول
ہوگا اور انکا استدلال احادیث مجمع البحرین سے بمثل خود کردہ را درمانی نیست صحیح ومعتبر
سمجھا جائیگا **قوله** پس جناب مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست
نہایت صحیح ودرست ہے اور آپکے خاتم المحدثین کا دعوی تحریف محض خلاف ثابت ہوا
الحمد للہ علی ذلک اور جب ثابت ہوا کہ لفظ ابو بکر کتب شیعہ مین نہین ہے تو ان
توجیہات کی شیعونکو ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یہہ آپکی اور آپکے
علامہ کنتوری کی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ یہہ کہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست اس سے
کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ کتب شیعہ مین بطور بیان مراد کی لفظ ابو بکر نہین تو صریح کذب ہے
کیونکہ علامہ ابن میثم نے جب لکھا ہے تو اوسکا اپنی شرح مین لکھنا صریح اسکا مکذب ہے کیونکہ
وہ عالم شیعی امامی اثنا عشری ہے اور علامہ کنتوری کی جہل یا تجاہل کا اسقدر ہمکو افسوس
نہین ہے کہ اسمین احتمال ہے علامہ نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہوگی مگر تعجب تو یہہ ہے
کہ ہمارے فاضل مجیب باوجودیکہ معلوم کر چکے کہ شروح ابن میثم کبیر وصغیر مین یہہ لفظ موجود ہے

پہر فرماتے ہین کہ علامہ کنتوری کا لکھنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست صحیح اور درست ہی اور کمال دین و دیانت و حیا و شرم سے کام لیتے ہین - اور اگر لفظ کتب سی روایات مراد ہے یا یہ معنی کہ اس کلام جناب امیر کی مرویات مین کہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر مروی نہین ہے چنانچہ اس احتمال کے ثبوت پر عبارت سابقہ علامہ کنتوری کے دلالت کرتی ہی احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی مے افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود اس جملہ سی مفہوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابوبکر کے موجود ہونے کا انکار ہی تو یہہ اوس سے بہی زیادہ پوچ اور خرافات ہی کیونکہ یہہ کہنا کہ ہمکو ان توجیہات کی ضرورت جب ہوتی کہ ہماری روایات مین جو اس کلام جناب امیر کی نقل کے متعلق ہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر ہوتا اور جب لفظ ابوبکر ہماری روایات مین نہین ہے تو ہمکو ان توجیہات کی کچہہ ضرورت نہین سراسر غلط ہے جسکو تہوڑی سی بہی فہم ہو وہ اس فاحش غلطی کو معلوم کر سکتا ہی اسلیے کہ اگر بالفرض علماء شیعہ مین سے کوئی شخص نہ لکہے نہ بطور مراد کے اور نہ بطور روایت کے کہ لفظ فلان سی ابوبکر و عمر مراد ہین یا کسی روایت مین بجای فلان کے ابوبکر مراد ہے اور جسقدر اوصاف مذکور ہوئی ہین وہ بہیئت مجموعی سوای شیخین رضی اللہ عنہم کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ بروی عقل سلیم کوئی شخص سوای ابوبکر و عمر کے ممدوح اس طرح کا ہو سکتا ہے تو اس صورت مین اگرچہ کسی نے لفظ ابوبکر زبان سے نہ نکالا ہو تاہم توجیہات کے وجوب سی آپ بری الذمہ نہین ہو سکتی اور شیعہ پر واجب ہی کہ اس الزام کو جو اس عبارت سی ناشی ہو توجیہات کر کے مذہب کے رخنہ کو بند کرین چہ جائیکہ علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ لفظ فلان سی مراد ابوبکر ہے یا عمر تو جب اکابر علمای شیعہ نے تصریح کر دی کہ موصوف ان اوصاف کے حضرت ابوبکر ہین یا عمر اور وہ اوصاف مساوق و مستلزم حقیہ خلافت موصوف کو ہین تو آپ ہی فرمایئے کہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کے حاجت نہین اگرچہ علماء نے تعیین مبہم فرمائی ہو اور احتیاج اوسی وقت ہے کہ جب روایت مین لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان کے ہو وهل هذا الا مكابرة و عناد

افسوس کہ آپکو اور آپکے علامہ کنتوری صاحب کو یہہ بہی خبر نہین کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کے
جب اوسوقت بہی ضرورت ہے جبکہ کسی طور پر بہی کتب شیعہ مین لفظ ابوبکر موجود نہو تو اوسوقت
احتیاج توجیہات بالاولی ہوگی جبکہ اکابر علمار شیعہ مین سے کسی نے بہی تصریح کردی ہوگی کہ لفظ
فلان سے مراد ابوبکر ہین یا عمر پس بہر تقدیر علامہ کنتوری کے یہہ تحریر غلط ہی پہر اوسپر جناب کا
اوسکی تصحیح وتائید کرنا اور بہی بیجا۔ کاش آپ ذرا بہی فہم وانصاف سے کام لیتے **قال**
الفاضل المجیب - **قولہ** - بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین کہ یہہ جواب علامہ
کنتوری کا غلط ہے اور جو اونہون نے نسبت خاتم المحدثین کے فرمایا ہے (کہ این ادعا کذب
محض ست) وہی ہم علامہ مجیب کی نسبت کہتے ہین - کہ این جواب کذب محض ست - **اقول** -
صاحب آیات بینات مین یہہ لیاقت کہان کہ علمار کے کلام کا جواب لکہہ سکین وہ بیچاری تو عبارت
فارسی سمجہنے سے بہی قاصر ہین - ہان اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین وغیرہ کی کتابین
دیکہین اور بدون اسکے کہ اپنے عقل وعلم سے کام لین یا اپنے شکوک واوہام علمار کرام یا اونکی
کلام سے رفع کرین سنی ہوگئی اور چونکہ توفیق ایزدی اونسے پہلے ہی سلب ہوچکی تہی - اب سنی بہی
نرہی سید احمد خانصاحب کے صحبت وتقلید سے نیچری ہوگئی اور انکے حق مین از ین سو رانده و
از آنسو مانده مثل صادق ہوگئی ایسے مذبذب متلون مزاج کے بات کا کیا ٹہکانا یہہ
جو کچہہ آیات بینات مین لکہا ہے سب تحفہ وازالۃ العین وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے ورنہ اونکی لیاقت
تو جناب قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی نقل عبارت مین یقین ہے کہ آپ پر بہی ظاہر ہوگئی ہوگی -
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - حضرت میر صاحب سید مہدی علی سلمہ
کی نسبت جسقدر آپ برائی فرمائین وہ سب اوس قبیل سے ہی جیساکہ یہود نے عبد اللہ
بن سلام کے نسبت بعد اونکی اسلام لانے کے بطور ہجو کے کہا تہا کہ شرنا وابن شرنا تو یہہ آپکا
سید مہدی علی صاحب سلمہ کی نسبت برا کہنا نہ کچہہ قابل اعتبار ہی اور نہ محل شکایت
اگر اسوقت جو آپکے علمار عصر ہین توفیق خداوندی اونکی رہبر ہو اور عار کو نار پر اختیار کرین

اور اہل حق کے گروہ مین داخل ہوجاوین تو آپ اونکی نسبت بہی ایسا ہی فرماوینگے بلکہ اگر توفیق
موفق حقیقی آپکی رہبری و دستگیری فرماوی اور آپ کو بانکشاف حق ورطۂ سے نکالکر ساحل
نجات وفلاح پر پوہنچا دی اور آپ سُنّی ہو جاوین تو اور شیعہ آپ کی نسبت بہی بعینہ وہی فرماوینگے
کہ جو آپ سید مہدی صاحب کی نسبت فرما رہے ہین بلکہ مع شی زائد - رہا اونکی لیاقت و استعداد
علمی اور فہم سو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ آپ کے نسبت تو بہت زیادہ ہے اور سلامتی فہم تو
یقیناً آپ کے کنتوری اور شوستری وغیرہ سب سے زیادہ ہے تعجب یہہ ہے کہ اول آپ فرماتے ہین
کہ وہ بیچاری تو فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین - اور پہر آپ ہی تحریر فرماتے ہین
کہ اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین کے کتابین دیکہی - جب اونکا یہہ حال ہے
کہ فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین تو خاتم المتکلمین کے کتابین جنکی فارسی بہی فارسی
سلیس نہین - بلکہ کسیقدر دقیق ہے کیونکر دیکہہ سکتی ہین اور اگر اہلسنت کے فیض صحبت سے
اونہون نے یہہ ملکہ حاصل کر لیا ہے تو پہر یہہ الزام بیجا ہے اول ہر کوئی اُمّی ہوتا ہے پہر
اہل علم سے کسب علوم کیا کرتا ہی تو اگر اونہون نے اہلسنت کی صحبت مین رہکر ملکہ حاصل
کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - اور ہم سابق مین بجواب عبارت قاضی صاحب واضح طور پر
بیان کر آئی ہین کہ عبارت فہمی کی لیاقت آپکو زیادہ ہے یا اونکو اوس سے واضح ہی کہ سخن
فہمی کا سلیقہ جناب کو نفا ہی نہین - اور یہہ جو لکہا کہ آیات بینات مین جو کچہہ لکہا ہے
سب تحفہ اور ازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ ہے سو یہہ کچہہ نئی بات نہین ہمیشہ آپ لوگ اپنی
اسلاف یہہ ہی لاطائل دعوی فرماتے رہے چنانچہ تحفہ کی نسبت فرماتے ہین کہ صواقع کا
ترجمہ ہے کوئی صاحب فرماتے ہین کہ صواقع سے مسروق ہے اگر ہم بہی ایسی ہی خرافات
زبان سے نکالین تو کہہ سکتے ہین کہ تالیفات کنتوری وجائسی شوستری ومجلسی کے کتابونکا ترجمہ
ہی اگر اخذ مضامین کو تالیفات مین سرقہ کہا جائے یا ترجمہ قرار دیا جاوی تو متاخرین کے تمام
کتابین متقدمین کے کتابونکا ترجمہ ہونگی خود آپکی یہہ تحریر جسکا مین جواب لکہہ رہا ہون نزہہ وغیرہ کا

ترجمہ ہوگا ولم یقبل بہ احد لیکن جب نہ خدا کا خوف ہو نہ اہل علم سے کچھہ حیا و شرم ہو پہر جو دل چاہی فرمائین ــ اور شکوک و اوہام کو علمار کرام سے رفع کرینگے نسبت جو ارقام فرمایا تہا ــ نہایت تعجب ہی آپکے علمار کرام تو خود ہی اپنے اصول مذہب مین مبتلا اوہام مین انہین مینی غلط کہا بلکہ یقینا باطل سمجہتے ہین اور بجز اعتراف کے چارہ نہین رکہتے و لکن اختاروا النار علی العار اور یہہ جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے حاشا کہ تمسخر اور ہزل کے طور پر ہو جو کچھہ عرض کیا ہی واقعی ہے اگر اسمین کچھہ شک و شبہ ہو تو سنئے کہ اسی خطبہ کے بابت آپکے نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی یا بکل اور درست دہ نقل مین چنانچہ خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین لکہا ہی درین مقام اہل حق را بشارتہا و یگر است ــ ہر حرفی از آن تقصیر میکنم کہ نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی کہ در کلام و فطانت ید طولی دارد و در اثبات مثالب خلفار راشدین چہ سعی و کوشش بجا نے آرد درین مقام علم بر آستان انداختہ و نقارہ بر گشتہ نواختہ زیرا کہ مدائنی در شرح خود بعد از عبارتیکہ گستوری با بر آن درین قول مکتفی شدہ میگوید کہ بنقیب گفتم کہ بعض بحاضر وقتی درست می شود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و ہیچ شکی و ترددی ہم اینوان آن نگردد و چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالا تر از آن نباشد نقیب سر بگریبان فرو بردہ و بعد از تامل گفت کہ راست میگوئی ــ انتہی کیف دوری چون این مطلب را باعث رسوائی مذہب خود دانستہ بذکر آن نپرداختہ انتہی بلفظہ الشریف عاقل میری گذارش کے تصدیق فاضل مدائنی کی کلام سے بخوبی کر سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ اصول تشیع پر جب اصول مذہب ہی شکوک و اعتراضات رفع نہین ہو سکتے تو بیچارہ علما کیا کر سکتے ہین آخر فاضل مدائنی کے شبہ کا جواب اونکے اوستاد سے بجز تسلیم کے کچہہ بن آیا اگر توفیق خداوندی دونو اوستاد و تلمیذ کے رہبر ہوتے تو ذرا آگے بہی فکر فرماتے کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ جناب امیر نے یہہ تعریف فرمائی اور اس تعریف سے بالاتر کوئی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ مصادق و مثبت خلافت راشدہ و ممدوح کو سے تو پہر کیون تم ا

لوگونکو برخلاف ارشاد جناب امیر کے بدتر از کفار اعتقاد کرین اور کیون راہ مستقیم کو اختیار
نکرین اور کس واسطے بادیہ ضلالت مین پریشان پہرین لیکن توفیق دستگیر نہولی اور آگہی
نسوچا پیچ ہے ۔ کذلک یطبع اللہ علے قلوب الذین لا یعلمون ۔
اور جو کچھہ آپنے سید مہدی نے علیگڈھہ کی نیچریت کی بابت لکھا اول تو اسکا آپ ثبوت دیجے
ہماری نزدیک اسکا کچھہ ثبوت نہین اور یہہ محض دعوے بے اصل ہے دوسری یہہ کہ سید
احمد خانصاحب کے دو اصول ہین اول متعلق دنیا کے جو اونکی اصلی غرض ہے ۔ دوسرے
متعلق دین و اعتقادات کے ۔ جو اصل کہ اونکی متعلق دنیا کے ہے وہ تو یہہ ہے کہ اس
زمانہ مین اہل اسلام باعتبار مال و دولت اور دنیاوی عزت و حرمت کے دوسرے قوموں سے
نہایت گری ہوئی اور پستی کے حالت مین ہین جو ہر مسلمان کے نزدیک قابل افسوس ہے
اور دنیاوی عزت و حرمت کا حصول بدون اسکی ممکن نہین کہ یا مال و دولت ہو یا مناصب
جلیلہ پر فائز ہو اور نہایت بدیہی ہے کہ مناصب جلیلہ کا حصول قطعاً علوم دنیاوی کے
حصول پر اسوقت مین باسباب ظاہر موقوف ہے اور حصول مال بہی یا حرمت و صناعت سے
ہی یا تجارت و زراعت سے اور اونکی تحصیل بہی آلکار تحصیل علوم دنیاویہ پر موقوف ہوتی ہے
تو اسلیے سید احمد خانصاحب کے رای مین نہایت جوش و خروش کے ساتھہ مسلمانونکی بہبودی
کے لیے یہہ قرار پایا کہ علوم دنیاویہ کو ترقی دیجاوے چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے مدرسۃ العلوم
کہولا اور اسمین اونہون نے وہ تعلیم جو آجکل دنیاوی حیثیت سے اعلی درجہ کی تعلیم سمجہی جاتی ہے
جاری کی اور اسیطرح سول سروس کے محرک سلسلہ ہوئی اور سید احمد خانصاحب کے اس رای
کی ہزارہا مسلمان جو اہل اسلام کی دنیاوی ترقی کے جوش کی آگ اونکی دلونمین مشتعل
تہی مدد و معاون ہو گئی اور اونکی گروہ مین داخل ہو گئی ۔ اب ہم اس امر سے قطع نظر کرکے
کہ بحیثیت دین کے تحصیل دنیا مین اسقدر کوشش و انہماک کرنا اور دنیا کو دین سے زیادہ مہتم
بالشان سمجہنا اور تحصیل دنیا کو تحصیل دین پر مقدم کرنا بجا ہے یا بیجا دیکہنے مین توجہ کی

شخص اسوقت اس امر مین مخالف نظر نہین آتا کہ وہ بنظر اسباب ظاہری ان وسائل کو
دنیاوی ترقی مسلمانون کا عمدہ ذریعہ نہ خیال کرتا ہوگا یہہ ہی وجہ ہے کہ صدہا اہل اسلام
جو دنیاوی ترقی کے خواہان تھے اونکے حامی ہوگئی اور ہزارہا روپیہ فراہم ہوگیا لیکن اس سے
نہ وہ کافر ہوئی اور نہ ملحد اور اگر آپکے نزدیک دنیا کی تحصیل کے اسباب مین کوشش کرنا
باعث کفر ہو تو آپنے انگریزی ملازمت اختیار کر رکھی ہے جو تحصیل دنیا کا ایک ذریعہ
ہی اور علاوہ اسکی ہزارہا خواص و عوام شیعہ اس مین مبتلا ہین اور بہت سے سید احمد خانصاحب
کی ہی خیر خواہین مین داخل ہونگی مین یقین کرتا ہون کہ آپ اونکو اس وجہ ہرگز دائرہ اسلام سے
خارج نہ سمجھتے ہونگی - اور اونکی دوسری اصل جو متعلق دین و اعتقادات کی ہے اوسکی
نسبت جسقدر ہمنے خبرین سنی اور اونکی اعتقادات کی نسبت تحریرات لوگونکی دیکھے
کہ سید احمد خانصاحب ضروریات دین کے منکر ہین اگر یہہ صحیح ہین تو بیشک یہہ مخالف
اصول اسلام ہے لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر لوگ سید احمد خانصاحب کے معتقد اور
اونسی گرویدہ ہوتے ہین اکثر اونکی دنیاوی اصل کے وجہ سی ہوتی ہین اور ہرگز اعتقادات
مین اونکی پیرو نہین ہوتی - لیکن عرف مین عام طور پر بلا امتیاز و تفرقہ کے ہر کسیکو
جو مدرسۃ العلوم کا حامی ہو گو وہ اعتقادات مین تابع سید احمد خانصاحب کے ہو یا نہو سبکو
نیچری کہدیتے ہین تو کیا بعید ہے کہ سید مہدی علی صاحب سلمہ ہی صرف اصل اول
دنیاوی کیوجہ سے اونکے معاون ہون اور اونکی اعتقادات کے تابع نہون - اگر آپ کو اس امر کا
یقین ہے کہ سید مہدی علیصاحب کے اعتقادات ہی سید احمد خانصاحب جیسی
ہوگئی ہین - تو آپ کسی دلیل سے ثابت کیجے - قطع نظر اس سے ہمنے مانا کہ وہ اعتقادات
مین بہی سید احمد خانصاحب کے تابع ہوگئے - اور قطعی طور پر وہ نیچری ہوگئی تو یہہ کتاب
آیات بینات تو اونہون نے نیچری ہونے سے پیشتر تالیف فرمائی تہی یہہ کیون ساقط الاعتبار
ہوگئی - اور اگر بالفرض نیچری ہونے کے بعد ہی لکھتے تو بہی جب اونہون نے اہل حق کے

نزدیک حق لکھا ہے تو انکی تلون مزاجی اور تذبذب سے امر حق کیون بے ٹھکانہ ہو گیا
یہہ حضرت کی مناظرہ دانی اور خوش فہمی ہی نہین بلکہ جواب دینے سے اغماض و گریز ہے
قولہ ہان آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین یہہ لکھا ہے اسکا جواب گذارش ہوتا ہے
اس قول کے جواب مین صرف یہی کہہ سکتے مین کہ جو آیات بینات والے نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی نسبت لکھا ہے وہ انکی ہی نسبت درست ہے **اقول** - **بیت** تو کاری زمین را
نکو ساختی - کہ با آسمان نیز پرداختی - حضرت کا ادعائی علم یہانتک پوہنچا کہ سید مہدی
علی کے جواب سے آپکو استنکاف ہوا اور خاتم المتکلمین کی تحریر کی حیثیت سے آپ جواب دینے پر
کمر باندہین چہ خوش استعداد کا وہ حال اور دعوی یہہ کچھہ خیر بہت اچھا جواب دیجئے کسی نام سے دیجے
معلوم ہو جائیگا - کہ آپکے حضرت علامہ سچے ہین یا ہماری سید مہدی علی سلمہ **قال
الفاضل المحجب** - قولہ - اور ثبوت اسکا یہہ ہے کہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح
نہج البلاغت مین لکھا ہے ان ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ عمر الخ - اقول -
آپکے خاتم المتکلمین و صاحب آیات بینات کی خوش فہمی پر کمال تعجب ہے کہ جو عبارت معہ قول
جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ہے اوسیکو مکذب انکے قول کا ٹہراتے ہین یہہ عبارت
تو نہایت صاف اور صریح اس بات مین ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے لیکن ارادہ لفظ فلان
سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے جیساکہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے یا کوئی شخص
دیگر مراد ہے جیساکہ ابتداء مین قطب راوندی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے - پس غرض فاضل ابن میثم
علیہ الرحمۃ کے اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے اولا لانسلم کہ ابو بکر و عمر مراد ہی
اور ثانیا علے التنزل اگر ابو بکر یا عمر مراد ہے تو ابو بکر مراد لینا بہتر ہے عمر کے مراد لینے سے
اور وجہ اسکی بیان کی ہے پس یہہ الزاما ابن ابی الحدید کے رد کیلیے ہے نہ یہہ کہ واقعی شارح
اس قول کے قائل ہین - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ای
اہل انصاف و دانش خدارا ہماری فاضل محجب کے اس جواب کو دیکھو اور اس بحث کو ذرا متوجہ

ہوکر سنو۔ سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن میثم کی شرح کبیر و صغیر سے پوری
عبارتیں نقل کروں اور بعد اوسکی گذارش کروں کہ فاضل مجیب نے اسکے موافق فرمایا ہے یا مخالف
اور اہل عقل خود ہی سمجھ لینگے علامہ ابن میثم اس خطبہ کی شرح کے متعلق اپنی شرح کبیر مین
فرماتے ہین جو مطبوعہ ایران ہے۔ اقول الاود العوج والعمد مرض وهو الشداخ
داخل سنام البعير من الحمل ونحوه مع صحة ظاهره وقوله لله بلاد فلان لفظ
يقال في معرض المدح كقولهم لله دره ولله ابوه واصله ان العرب اذا اراد
مدح شئ وتعظيمه نسبوه الى الله تعالى بهذا اللفظ وروى لله بلاء فلان هي
عمله الحسن في سبيل الله - والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندي
انه انما اراد بعض اصحابه في زمن رسول الله ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها
وقال ابن ابي الحديد ان ظاهر الاوصاف المذكورة في الكلام يدل على انه اراد رجلا
ولي امر الخلافة قبله لقوله قوم الاود وداوى العمد ولم يرد عثمان لوقوع الفتنة في
وتشعبها بسببه ولا ابا بكر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن فكان الاظهر انه
اراد عمر - واقول ارادته لابي بكر اشبه من ارادته لعمر لما ذكره في خلافة عمر وذمها
في خطبتها المعروف بالشقشقية كما سبقت الاشارة اليه وقد وصغر بامور احدها

لہ مین کہتا ہون اود کجی ہے اور عمد اونٹ کی کوہان کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جو بوجھ وغیرہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور ظاہر صحیح و تندرست
معلوم ہوتا ہے جسکو شداخ کہتے ہین اور قول لله بلاد فلان یہہ لفظ مدح کے موقع مین بولا جاتا ہے جیسا بولتے ہین لله دره اور لله ابوه اور اسکی
اصل یہہ ہے کہ عرب جب کسی شئی کے تعریف اور تعظیم کا ارادہ کرتے ہین تو اوسکو خدا کیطرف اس لفظ کے ساتھہ نسبت کرتے ہین
اور بعض روایات مین لله بلاء فلان مروی ہے اور بلا سے ممدوح کے نیک کام خدا کے راہ مین مراد ہین منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے
عمر مراد ہین اور قطب راوندی سے منقول ہے کہ لفظ فلان سے حضرت نے اپنی بعض اصحاب کو مراد کہا ہے رسول اللہ کے زمانہ مین
جو فتنون کے واقع ہونے اور پہیلنے سے پہلے فوت ہو چکا تہا - اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ جو اوصاف کلام مین ذکر کئے ہین اسپر
دلالت کرتے ہین کہ مراد ایسا شخص ہے جو حضرت سے پہلے امر خلافت کا متولی ہو بسبب انکے قول قوم الاود اور داوی العمد کے اور عثمان
کا تو اوسکی فتنہ مین پڑنے اور اوسکے باعث سے فتنہ پہیلنے کے سبب ارادہ نہین کیا اور ابوبکر کو بہی اوسکی مدت خلافت کو کوتاہی
اور فتنون کی اوسکی عہد خلافت سے بعید ہونے کے سبب ارادہ نہین کیا تو بہت ظاہر یہہ ہے کہ عمر کو مراد رکہا اور مین کہتا ہون حضرت کا ابوبکر کو مراد
رکہنا بہ نسبت عمر کے مراد رکہنے کے زیادہ مشابہ بحق ہے بسبب ان امور کے جنکا واقع ہونا عمر کے خلافت مین اور مذمت کرنا خلافت کا اونکی سبب سے اپنی اوس خطبہ

تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل الله الى الاستقامة
فيها الثانى مداواة للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانية باعتبار استلزامها
للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلك الامراض بالمواعظة البالغة والزواجر
القارعة القولية والفعلية الثالث اقامة السنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها
ووجه كون ذلك مدحا له هو اعتبار عدمها ووقوعها بسببها وفى زمنه بحسن تدبيره الخامس
ذهابه نقى الثوب واستعار لفظ الثوب لعرضه وبقاه لسلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه ان يرجع الى المعهود
مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب وهو العدل واقامة دين الله
الذى به يكون الثواب الجزيل فى الآخرة والشرف الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات
قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء لاجلها الثامن اداءه الى الله طاعته التاسع تقاه
بحقه اى ادى حقه خوفا من عقوبته العاشر رحيله الى الآخرة تاركا الناس بعد فى طرق
متشعبة من الجهالات لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى
فى سبيل الله انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والوادى فى

لہ اور بالتحقیق اوسکا چند امور کے ساتھہ وصف فرمایا ہے (۱) اوسکا کجی کو سیدہا کرنا اور یہہ اوسکی مخلوق کی کجی کو سیدہا کرنے اور اوسکو استقامت ابدی اوسکی طرف پہیر لینے سے کنایہ ہے (۲) اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو چونکہ وہ مثل عمد کے تکلیف کو مستلزم ہے نفسانی بیماریکے لیے استعارہ کیا اور بسبب معالجہ کرنے ان امراض کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ اور فعلیہ کے ساتہہ مداوات کو بیان کیا (۳) اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسکو لازم پکڑنا ۔ (۴) اوسکا فتنہ کو پیچھے چھوڑنا یعنے اوس سے پہلے مرنا اور اس امر کے اوسکی مدح ہے کی وجہ وہ فتنونکی نہ واقع ہونیکے سبب سے ہی بسبب اسکی اوسکی زمانہ مین بسبب اوسکی حسن تدبیر کے (۵) اوسکا پاک دامن جانا لفظ ثوب کو اوسکی آبرو کے لیے اور اوسکی پاک صاف ہونے کو مذمتونکی میل کچیل سے سلامتی کے لیے استعارہ کیا (۶) اوسکا بی عیب ہونا (۷) اوسکا خلافت کی بہلائے کو پانا اور اوسکی برائی سے گذرجانا اور ضمیر دو نوجگہ مشابہ یہہ ہے کہ خلافت کیطرف جو معہود ہی راجع ہے یعنی جو کچہہ خلافت مین خیر مطلوب ہے اوسکو پایا اور وہ انصاف اور اللہ کے دین کا قائم کرنا ہے جسکی سبب آخرت مین ثواب عظیم اور دنیا مین بڑی بزرگی حاصل ہوتی ہے ۔ اور خلافت کے برائی سی گذر گیا یعنی خلافت مین فتنہ کے واقع ہونے اور اوسکی سبب خونریزی سے پیشتر وفات پا گیا ۔ (۸) اوسکا اللہ کی بندگی کو ادا کرنا (۹) اوسکا تقوی کرنا اللہ سے اوسکی حق کے ساتہہ (۱۰) اوسکا لوگونکو جہالت کی پیچ در پیچ رستونمین چہوڑ کر آخرت کیطرف کوچ کرنا جنمین جو شخص کہ اللہ کے رستہ سے گمراہ ہو راہ نہ پاسکے اور خدا کے رستہ کا رہ یاب یقین نہ کر سکے کہ وہ خدا کے رستہ پر ہے گمراہی کے رستونکی اختلاف اور اون رستونکی طرف

قوله وتركهم للحال واعلم ان الشيعة قد اوردوا ههنا سوالا فقالوا ان هذه الممادح التی ذكرها علیه السلام فی حق احد الرجلین تنافی ما اجمعنا علیه من تخطیتهم واخذهما منصب الخلافة فاما ان لا یكون الكلام من كلامه علیه السلام او ان یكون اجماعنا خطاء ثم اجابوا من وجهین احدهما لا نسلم المنافی المذكور فانه جاز ان یكون ذلك المدح منه علیه السلام علی وجه استصلاح من یعتقد صحة خلافة الشیخین واستجلاب قلوبهم بمثل هذا الكلام - الثانی انه جاز ان یكون مدحه ذلك لاحدهما فی معرض توبیخ عثمان بوقوع الفتنة فی خلافته واضطراب الامر علیه واستئثاره بیت مال المسلمین هو وبنو ابیه حتی كان ذلك سببا لثوران المسلمین من الامصار الیه وقتلهم ونبه علی ذلك بقوله وخلف الفتنة وذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها وقوله وتركهم فی طرق متشعبة اه فان مفهوم ذلك ان الوالی بعد هذا الموصوف قد اتصف باضداد هذه الصفات والله اعلم - انتهی بلفظه یہ تو حضرت ابن میثم نے اپنی شرح کبیر میں تحریر فرمایا ہے اب شرح مختصر کی عبارت بھی سن لیجیے اقول یقال لله بلاء فلان كما یقال لله دره ولله ابوه وهی كلمة مدح قیل اراد به مدح عمر

ـــــــــــــــــــ

[۱] قول وتركهم میں حالیہ ہے - اور جان کہ شیعہ نے اسجگہ سوال وارد کیا ہے کہتے ہیں کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصوں (ابوبکر یا عمر) کے حق میں فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہم نے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت کے لیے لینے پر اجماع کیا ہے تو یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کے کلام نہیں یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے پہر اسکا اونہوں نے دو طرح پر جواب دیا ہے ایک تو یہہ کہ ہم مخالفت مذکورہ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ مدح حضرت علیہ السلام سے اس جیسی کلام کے ساتھ معتقدین صحت خلافت شیخین کے صلح جوئی اور اونکے دلونکی کہینچنے کے طور پر صادر ہوئی ہو - دوسری یہہ کہ اوسکی یہہ توصیف ایک اون دونوں کی نسبت عثمان کے توبیخ کے مقام میں ہو بسبب واقع ہونے فتنوں کی اوسکی خلافت میں اور مضطرب ہونے امر کے اوسپر اور بسبب ستی اوسکی اور اوسکے باپ کے اولاد کے بیت المال کو یہانتک کہ یہہ اوسکی طرف شہر ونسے مسلمانونکی برانگیختگی اور اوسکی قتل کا سبب ہوا اور اسپر متنبہ کیا اپنے اس قول سے وخلف الفتنة وذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها اور اس قول سے - وتركهم فی طرق متشعبة الخ - بالتحقیق اسکا مفہوم مخالف یہہ ہے کہ اس موصوف کے بعد جو خلیفہ ہے وہ ان صفات کے اضداد کے ساتھہ متصف ہے والله اعلم - ۱۲ - [۲] میں کہتا ہوں بولتے ہیں لله بلاء فلان جسطرح کہتے ہیں لله دره اور لله ابوه اور یہہ مدح کا کلمہ ہے کہا گیا ہے کہ حضرت نے اوس سے عمر کے مدح کا ارادہ کیا ہے ۱۲ -

وقیل بعض الصحابة ممن جاهد فی دین الله والاود الاعوجاج والعمد مرض یاخذ الابل فی اسنمتها وهو مستعار للامراض القلوب ومداواتها بالزاوجر القولیة والفعلیة ونقاء ثوبه کنایة عن طهارته من المطاعن والضمیر فی خیرها وشرها للخلافة وان لم یجر ذکرها لکونها معهودة اولتقدم ذکرها والطرق المتشعبة طرق الفتنة انتهی بلفظه اب ہم بعد نقل عبارات علامہ ابن میثم بحرانی - اہل انصاف سے امید کرتے ہین کہ خدا کے لیے تہوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر تحفہ اثنا عشریہ کے اوس مقام کو جو اس خطبہ کے متعلق ہے جسکی یہہ عبارت مذکورہ شرح ہی ملاحظہ فرماوین اور بعد اوسکے اوسکا جواب جو کچہہ علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا ہے بغور دیکہین اور فرماوین کہ علامہ موصوف کا جواب صحیح ہے یا غلط - اسکا بیان مفصل تو مقتضی تطویل کو ہی مگر ہم مختصر اسکے واسطے رفع انتظار سامعین کے اسکو لکہتے ہین تاکہ علامہ کنتوری کا پایہ علم وتدین اور حضرت مجیب کا مبلغ فہم وانصاف واضح ہوجاوی مگر مناسب معلوم ہوتا ہی اول خلاصہ مطالب اس خطبہ کا نہایت اختصار کیسا بیان کرون - پس واضح ہو کہ ابن میثم کی اس شرح سے چند امور حاصل ہوی - (۱) تعیین مبہم لفظ فلان مین چند اقوال نقل کیے - اول سب سے یہہ لکہا کہ منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے مراد عمر ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ جب مطلق منقول ہونا بیان کیا ہے تو یہہ مراد یا تو منقول اصل مصنف شریف رضی جامع نہج البلاغت سے ہے - چنانچہ علامہ کنتوری نے مفتاح الکنوز الخفیہ سے جو حاشیہ منہیہ تحفہ اثنا عشریہ کا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فخار کہتا تہا کہ مین نے اوس نسخہ مین جو بخط رضی تہا - لفظ فلان کے نیچے عمر لکہا ہوا دیکہا - علامہ کنتوری کی عبارت یہہ ہے - ونیز این قول او منقول ست بانچہ خود در حاشیہ آن از شرح ابن ابی الحدید کہ از جملہ قائمین بخلافت اصحاب

۱ے اور کہا گیا ہے کہ بعض صحابہ کو جنہون نے اللہ کے دین مین جہاد کیا تہا ارادہ کیا ہے اود آود کجی ہے اور عمد بیماری ہے جو اونٹونکی کوہانو نمین پیدا ہوجاتے ہیں اور دلونکی بیماریونکے لیے مستعار ہیں اور اونکا علاج قولی اور فعلی زواجر کے ساتہہ ہی اور کپڑی کی صفائی ستہرائی اوسکی مطاعن سے پاکدامنی سے کنایہ ہے اور ضمیر خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف ہی اگرچہ اوسکا ذکر نہین آیا بسبب اوسکی معین ہونے یا اوسکی ذکر کے مقدم ہونیکی اور پراگندہ رستہ فتنونکی رستے ہین - ۱۲ -

ثلثہ ست نقل کردہ وہذہ عبارتہ وفلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و
قد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغۃ وتحت
فلان عمر حدثنی بذلک فخار بن معد الموسوی الادیب الشاعر وسالت
عنہ النقیب ابا جعفر یحیی بن ابی زید العلوی فقال لی ہو عمر فقلت لا اثنی
علیہ امیر المومنین ہذا الثناء فقال نعم واین قول ابن ابی الحدید کہ متضمن آنست کہ فخار
بن معد موسوی باو روایت کردہ کہ در نسخہ نہج البلاغۃ کہ بخط سید رضی بود تحت لفظ فلان لفظ عمر بود
اگرچہ قول ناصبی را کہ متضمن بودن لفظ ابی بکر ست نقص میکند لیکن تصحیح میکند مذہب او را کہ مدح
عمر باشد۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔ تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن میثم نے جو مطلق منقول ہونا لفظ فلان
سے عمر لکھا ہے تو شاید منقول اصل مصنف سے مراد ہے یا یہہ کہ یہہ منقول علما مذہب ہے۔ یا منقول ائمہ
سے ہے بہر کیف کسی سے منقول ہو۔ علامہ کے نزدیک یہہ نقل قابل اعتماد و وثوق ہے۔ دوسرا
قول قطب راوندی کا نقل کیا اور فرمایا کہ منقول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ مراد لفظ فلان سے
بعض اصحاب ہیں جو حضرت کے زمانہ میں وقوع فتن سے پہلے وفات پا گئے۔ اور یہہ
قول شارح ابن میثم کے نزدیک قابل اعتماد نہیں چنانچہ ہم اسکو ثابت کرینگے تیسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا اور فرمایا کہ ابن ابی الحدید رح نے فرمایا ہے کہ کلام جناب امیر
مین اوصاف عشرہ مذکورہ ظاہر طور پر دلالت کرتے ہین کہ حضرت کے مراد علیہ السلام اسی شخص کے
ہے جو حضرت سے پہلے ولی امر خلافت ہوا کیونکہ تقویم اعوجاج اور مداواۃ امراض بدون خلافت
متصور نہیں اور وہ تین شخص ہین۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ۔ لیکن عثمان مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ
اونکی سبب سے تشعب و انتشار فتن ہوا اور وہ فتنہ میں واقع ہوئی اور ابوبکر مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ

لہ اور لفظ فلان کا مکنی عنہ عمرؓ بن خطاب ہے اور پایا مین نے نسخہ ابوالحسن رضی جامع نہج البلاغۃ کی خط کا اور لفظ
فلان کے نیچے لفظ عمر تہا حدیث کی مجہسے فخار بن معد موسوی ادیب شاعر نے اور ابو جعفر یحیی بن ابی زید علوی نقیب
مین نے اسکو پوچہا تو اونسے مجکو کہا کہ وہ عمر ہے مین نے اوسکو کہا کہ امیر المومنین نے اسقدر اوسکی ثنا کی اوس نے
کہا ہان۔ ۱۲

اونکی مدت خلافت بہت تہوڑی تہی اور اونکا زمانہ فتن سے بعید تہا تو اظہر یہہ ہی کہ مراد عمر ابن
(۲) علامہ ابن میثم کے نزدیک یہہ تو مسلم تہا کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو حضرت
امیر سے پہلے ولی امر خلافت ہوا جیسا کہ ابن ابی الحدید لکہتا ہی اور یہہ بہی فیما بین شارح ابن میثم
اور ابن ابی الحدید کے متفق علیہ ہی کہ عثمان مراد نہین ہے اور یہہ بہی باہم متفق علیہ ہی کہ احد الشیخین
ممدوح ان مدائح عالیہ کے ہین لیکن تعیین مین اختلاف ہی کہ دونو مین سے کون مراد ہین ابن ابی الحدید
کہتا ہے اظہر یہہ ہی کہ عمر مراد ہین کیونکہ صدیق بسبب قصر مدت او ربعد عن الفتن کے مراد نہین ہو سکتی
شارح ابن میثم نے اوسکی جواب مین فرمایا کہ مین کہتا ہون - جناب امیر کا ادن اوصاف کے لیے
ابو بکر رض کو ارادہ فرمانا بہ نسبت عمر کے اشبہ بحق ہے کیونکہ جناب امیر نے خطبہ شقشقیہ مین اون
امور کے جو خلافت عمر رض مین واقع ہوئی مذمت کی ہے تو پہر ان اوصاف عالیہ کے مصداق
وہ خلافت و خلیفہ نہین ہو سکتی - اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت
صدیقی کی نسبت ایسی مذمت نہین فرمائی جو معارض ان اوصاف کے ہو - پس ابن میثم کے
اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو قطب الاقطاب شیعہ نے منصوبہ گہڑا تہا وہ اوسکی نزدیک قابل
اعتبار نہین اور اوسکی نزدیک صحیح یہہ ہے کہ لفظ فلان سے خلیفہ مراد ہے اور خلفا مین بہی
راجح خلیفہ صدیق رض مراد ہین (۳) بعد تعیین مبہم کے علامہ موصوف نے اوصاف عشرہ کو
ایک ایک کرکے گنا اور شرح و بسط سکو بیان کیا - (۴) شرح اوصاف مین اس امر کو
وا شگاف کر دیا کہ موصوف ان صفات کا بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی شخص موصوف ان
صفات کا نہین ہو سکتا - کیونکہ بعض اوصاف کی مطلب کو اسطرح بیان کیا کہ جنکا مصداق
خلیفہ ہی ہو سکی - اول قوم الاود کے معنی کو بیان کیا کہ هو کناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق
عن سبيل الله الى الاستقامة فيها یعنی تقویم اود کے کنایہ ہی خلق کے کجی کو خدا کے
راہ سی سیدہا کرنا اور راستی کیطرف لانا اور ظاہر ہے کہ یہہ مخصوص خلیفہ ہی کے ساتہ ہے
دوسرا اوصف مداوات امراض نفسانیہ کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ فعلیہ کے ساتہ

یہہ بہی امام ہی کے ساتھہ مختص ہے - تیسرا سنت کا خلق ہین قائم کرنا اور خود بہی اوسپر عمل کرنا خلیفہ ہی کا کام ہے - چوتہا اوسکی حسن تدبیر سے فتن کا واقع نہونا امیر کا ہی منصب ہی ساتوان وصف اصابتہ خیرہا وسبق شرہا شارح کہتا ہے کہ دونو ضمیرین خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف راجع ہین اور اصاب خیرہا سے مراد یہہ ہے کہ اوسنے حاصل کیا اوس چیز کو جو خلافت مین مقصود ہے یعنے اوسنے عدل و انصاف کیا اور خدا تعالے کے دین کو قائم کیا جسکی سبب سے ثواب جزیل آخرت مین اور شرف جلیل دنیا مین حاصل ہوتا ہی اور سبق شرہا سے مراد یہہ ہے کہ پہلی اس سے کہ خلافت مین فتن واقع ہون اور خلافت کیوجہ سی خونریزی ہو فوت ہو گیا یعنے اوسکی خلافت مین کوئی فتنہ نہین ہوا اور خلافت ظلم و عدوان سی پاک صاف رہی - اب بعد اس شرح وبسط کے ایسا کون شخص ہے جسکو اس مین تامل ہوگا کہ علامہ ابن ہیثم کے نزدیک صحیح یہہ ہی ہے - کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو جناب امیر سے پہلے متولی امر خلافت ہوا اور کس کو یہہ تصریحات دیکہکر اسمین شک باقی رہیگا کہ ابن ہیثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول غلط ہی شرح اوصاف مذکورہ سی مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ ابن ہیثم کی رای مین لفظ فلان مراد احد من الشیخین رض سے ہی اور قطب راوندی کا قول ہرگز قابل اعتبار کے نہین (۵) بعد شرح اوصاف کی جب ابن ہیثم نی سمجہا کہ موصوف ان صفات کا لامحالہ احد الخلیفتین قرار پاتے اور اونکی ان اوصاف کے ساتھہ موصوف ہونے سی مذہب تشیع درہم و برہم ہوا جاتا ہے تو اتنی اسکو سوال جواب کے پیرایہ مین اوس مضمون کو ادا کیا اور کہا کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہے وہ یہہ کہ یہہ تعریف و توصیف جو جناب امیر نے ابوبکر یا عمر کی فرمائی ہے ہماری اوس اجماع کے مخالف ہی جو کہ ہمنے اونکی نسبت غصب خلافت اور تخطیہ مین منعقد کر رکہا ہی - پس یا تو یہہ کلام جناب امیر رض کا کلام نہین ہے یا ہمارا اجماع و اتفاق غلطی اور خطا پر ہے اسکی بعد اسکی جواب نقل کئی لیکن چونکہ شارح کی رای مین قابل اعتبار نہتی اسلیئے اونکو شیعہ ہی کیطرف منسوب کرکے اور شیعہ کی گردن پر دہر کر فرمایا کہ شیعہ نے اسکی دو جواب دیئے ہین پہلا جواب تو یہہ ہی کہ جائز ہے

کہ جناب امیر نے یہہ تعریف و توصیف معتقدین صحت خلافت شیخین کے اصلاح اور اونکی قلوب کو
اپنی طرف کہینچنے کے غرض سے فرمائی ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جائز ہے کہ یہہ مدح توبیخ
عثمان کے غرض سے بطور تعریض بیان فرمائے ہو کہ اونکی ایام خلافت مین فتنے اوٹہی حاصل
یہہ ہوا کہ جو شخص موصوف بہذہ الصفات کے بعد متولی خلافت ہوا وہ ان صفات کی
اضداد کے ساتہہ متصف ہے - اہل علم و دانش و عقل و انصاف ان جوابون کو معلوم کر سکتے ہین
کہ غلط ہین یا صحیح و انسے شبہ رفع ہو سکتا ہے یا نہین افسوس کہ ہمکو اختصار مد نظر ہے اور
خوف تطویل دامنگیر ورنہ ہم ان جوابون کے اور انکی قائلین کے بدلائل قلعی کہولتے - بہر کیف
اگر فہیم ہو تو اس سوال و جواب سے بہی یہہ بات ثابت ہے کہ شارح بحرانی کے نزدیک یہہ ممدوح
مخصوص احد الخلیفتین کے ساتہہ ہے اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ سوال بہی امامیہ
بلکہ اثنا عشریہ کیطرفسے ہے اور جواب بہی اونہین کیطرفسے ہے کیونکہ قاعدہ ہے جب مطلق شیعہ
بولا جائیگا تو اوس سے فرقہ اثنا عشریہ مراد علی الخصوص جبکہ اطلاق کرنیوالا خود شیعی اثنا عشری بہی
ہے تو اوسوقت قطعاً لفظ شیعہ کے اطلاق سے اثنا عشریہ مراد ہونگے تو اس سے بخوبی ثابت ہوا
کہ احد الخلیفتین کا ممدوح جناب امیر ہونا اور اوصاف عشرہ عالیہ ہونا اور اعتراض وارد ہونا
اور جوابات کا دیا جانا یہہ سب مذہب امامیہ اثنا عشریہ پر ہے - جبکہ ناظرین خطبہ کی
شرح جو ابن میثم نے فرمائی ہے دیکہہ چکے اور اوسکی شرح الشرح جو بطور بیان مطالب ہمنے
گذارش کی تہی وہ بہی ملاحظہ فرما چکے تو اب تہوڑی سی گذارش یہہ بہی سن لیجے کہ خاتم المحدثین
صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا ملخصاً اوسکو بہی ملاحظہ فرمائیے
اور اوسکے جواب مین علامہ کنتوری نے جو کچہہ زبان درازی اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی
جوش عناد و تعصب مین فرمائی اوسکو بہی ذرا توجہ فرما کر دیکہیے بعد اوسکے للہ انصاف سے
فرمائیے کہ علامہ کنتوری کا فرمانا حق و صواب ہے یا محض حق پوشی و معاداۃ اصحاب ہے
علامہ موصوف بجواب تحفہ فرماتے ہین (قولہ) و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ

در تعیین فلان اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که مراد ابوبکر ست و بعضے گفته اند عمر الخ (قولنا)
ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید که کدام شارح امامیه گفته که مراد ابوبکر یا عمر ست
وحال آنکه قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداخته
چنانچه ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفته ولم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما اعلمه
الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن فقیه المعروف بالقطب الراوندی
وکان من فقهاء الامامیة انتهی الخ ناظرین اس عبارت کو جو کستوری نے لکھی۔ ذرا
شرح ابن میثم کی عبارت سے مطابق کرین اور پھر کستوری صاحب کے دین و دیانت کا تماشا دیکھیں
اور علامہ کستوری نے جو عبارت کہ لفظ حالانکہ سے لکھی ہے اوسکا مطلب تو اولیاء دولت
ہی سمجھی ہونگی کہ اونکی علامہ یہہ کیا لیے تگی فرمانے لگی (قوله) درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر را
بیہ وصف موصوف نموده الخ۔ (قولنا) ثبت الدار ثم انقش اول این معنی با ثبات
باید رسانید که مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات
فضل ابوبکر باید نمود (قوله) عمده توجیهات نزد ایشان آنست که آنجناب گاه گاه اوصاف
مدح شیخین بنابر استجلاب قلوب ناس واستمالت رعایای خود که خیلے معتقد حسن سیرت شیخین
وانتظام امور دین در عهد ایشان بودند میفرمود (قولنا) این ادعا کذب محض ست
احتیاج این توجیهات شیعه را وقتی مے افتاد که در کتب شیعه بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر موجود می بود وچون لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشان را احتیاج هیچ یک از
توجیهات نیست پس آنچه ناصبی بعد تقریر این توجیهات از ہذیانات خود سر کرده از جهت
ابتناء آن بر فاسد از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد باشد (قوله) وبعضی از امامیه چنین گفته
که غرض حضرت امیر توبیخ عثمان وتعریض برو بود که بر سیرت شیخین نرفت وفتنه وفساد
در زمان او بسیار واقع شد (قولنا هیچ یک از امامیه این توجیه نکرده مگر ابن ابی الحدید در
شرح این کلام این مقاله را بطرف جارودیه که از فرق زیدیه ست نسبت داده چنانچه

گفتہ واما الجارودیۃ من الزیدیۃ فیقولون انہ کلام قالہ فی امر عثمان اخرجہ مخرج الذم لہ و النقص لاعمالہ۔ الخ۔ اب اہل دانش و انصاف سے اتنی التماس ہے کہ حضرت کنتوری صاحب کے ان اقوال کو شرح ابن میثم سے ملا کر دیکھین پھر اگر خود حضرت کنتوری کا بہی فرمانا محض کذب اور انکا بہتان ہو تو انکی دیانت و انصاف پر فاتحہ خیر پڑہین۔ بعد اسکے جو کچھہ ہمارے فاضل مجیب نے انصاف کے آنکھون پر پٹی باندہ کر علامہ کنتوری کے اقوال کاذبہ کی تصدیق کی ہے اوسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول فرماتے ہین کہ "عبارت ابن میثم کی مصدق قول مفتی صاحب کے بہی اور اس سے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے" حضرت مجیب جواب تو لکہنے بیٹھے مگر یہہ خبر نہین کہ کس اعتراض کا جواب دے رہے ہین اور کس دلیل کو باطل کر رہے ہین یہہ کس نے کہا ہے کہ یہہ دلیل اس امر کے ثبوت کی لیے ہے کہ حدیث مین بجائے لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہے پس آپ بہی اپنے علامہ کنتوری کیطرح بے تکی فرمانے لگے اور اگر یہہ اوسکی بہی دلیل ہے تو بانضمام اس کے ہے کہ جب فاضل متبحر کے نزدیک بشہ بحق یہہ ہوا کہ لفظ فلان سے مراد ابو بکر ہین اور ظاہر ہے کہ جناب امیر جیسا فصیح و بلیغ ہرگز ایسی عبارت مبہم نہین کہہ سکتا کہ اوسکو آپ کے قطب الاقطاب جیسے دین و دیانت والے غیر محمل پر محمول کرین اور مقصود سے بعید لیجاوین تو اس صورت مین مجیب کے کلام جواب کی صلاحیت نہین رکہتے۔ دوسری خطا یہہ کہ فرماتے ہین کہ لیکن ارادہ لفظ فلان سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکرؓ مراد ہے یا عمرؓ مراد ہے۔ جیسا کہ ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے۔ ہرگز ابن ابی الحدید نے ابن میثم نے نقل نہین کیا ہے کہ ابو بکر مراد ہے یا عمر بلکہ یہہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مراد خلیفہ ہے لیکن عثمان مراد نہین ہو سکتا اور ابو بکر بہی مراد نہین ہو سکتی تو عمر مراد ہونگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہی مثل اپنے علامہ کنتوری کی شرح ابن میثم کو ملاحظہ نہین کیا۔ تیسری غلطی یہہ ہے کہ فرماتے ہین یا کوئی شخص دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی سے نقل کیا ہے یہہ بہی محض کذب ہے

ہرگز ابتدا مین قطب راوندی کا قول نقل نہین کیا بلکہ اول اونہی لکھا ہے والمنقول ان المراد
بفلان عمر اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو نہین دیکھا اور اگر ابتدا اضافی
مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ مفید نہین عبارت لاحقہ کی مخالف ہے - چوتھی خطا یہہ ہے
کہ فرماتے ہین کہ غرض ابن میثم کی اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ اوسکا ناقابل تسلیم
کہ ابوبکر و عمر مراد ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک اولیت اور ابتدا حقیقی مراد ہے
نہ اضافی حالانکہ یہہ محض دروغ ہے چنانچہ ہم عرض کرچکے کہ قطب راوندی کا قول ابن میثم نے
ابتدا مین نقل نہین کیا - علاوہ ازین صرف نقل اقوال سے یہہ غرض پیدا نہین ہوسکتی جبتک
کہ کوئی دلیل دلالت نکرے اور دلیل مین جب نظر کیا جاتا ہے تو اوسکے خلاف پر دلالت کرتی
ہے اور ہویدا ہے کہ قول ابن ابی الحدید کا صحیح ہے اور قول قطب راوندی غلط کیونکہ قول
ابن ابی الحدید ایسی مستحکم دلیل کے ساتھہ ذکر کیا ہے جسکا رفع ہونا محال ہے وہ یہہ کہ اوصاف
مذکورہ صاف دال ہین کہ موصوف ان صفات کا کوئی ایسا شخص ہے جو جناب امیر سے
پیشتر متولی امر خلافت ہوا اور یہہ امر اوصاف سے ایسا صاف و واضح ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا سی
بہی فہم ہوگی سمجھہ لیگا کہ سوائے خلیفہ کے کوئی دوسرا شخص موصوف ان صفات کا نہین
ہوسکتا چنانچہ ہماری شرح اوصاف سے بخوبی ثابت ہے اور قول قطب راوندی کا اسدرجہ
ابہام و اہمال مین ہے کہ کوئی عاقل اوسکو قبول و تسلیم نہین کرسکتا اول تو خود اوصاف ہی
اوس سے ابا کرتے ہین پہر کوئی وجہ نہین کہ جناب امیر اوسکو بطور کنایہ بیان فرماوین اور نہ
ایسا شخص جو ایسے اوصاف کے ساتھہ متصف ہو اسقدر گمنام ہوسکتا ہے کہ اوسکو کوئی نجانے
اور آپکے قطب صاحب بہی بس اسیقدر فرماوین کہ کوئی شخص صحابہ مین سے تہا جو قبل
وقوع فتن وفات پاگیا - اس سے تو بہتر یہہ تہا کہ آپکے قطب الاقطاب غوث الاغواث
آپکے صحابہ مقبولین مین سے مثل مقداد و عمار و ابوذر وغیرہ کے کسیکا نام فرمادیتے اور ہم
ثابت کرچکے ہین کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول قابل اعتبار نہین - پس یہے

مہمل قول کو پہلا دلیل دوسرے اقوال مدللہ کا مبطل سمجھنا ہماری فاضل مجیب ہی کی شایان
شان ہے۔ بعہذا اگر اول بیان کرنا کسی قول کا دلیل اس امر پر ہو کہ اقوال لاحقہ باطل ہین
تو سب سے اول ابن میثم نے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر۔ تو حسب قاعدہ مسلمہ
مجیب کے لازم آتا ہے کہ یہہ قول اس غرض سے ابن میثم نے اول بیان کیا ہو کہ تغلیط و تکذیب
قطب راوندی کی فرماوی اور فے الواقع ایسا ہی ہے کہ مقصود تکذیب راوندی ہے کیونکہ
بعد اوسکے پہلے قول کا موید ابن ابی الحدید سے نقل کیا تو قطع نظر اس سے کہ قول جان
کیا تھا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہے جو مبطل قول راوندی تھا اوسکی موید دوسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا تو دو نقلین اسپر متفق ہوگئی کہ مراد عمر ہے اور قطب راوندی کا قول قطعاً
باطل ہوا۔ پانچوین خطا یہہ ہے کہ اعتراف کیا ہے کہ ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا علی سبیل التنزل ہے
حالانکہ کوئی قرینہ اسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہین کرتا بلکہ سابق مین کوئی قول جو اس
امر پر دلالت کرتا ہو کہ مراد ابوبکر ہی نہین ہے بلکہ اقوال سابقہ یا اس امر پر دال ہین کہ مراد
عمر ہین اور یا اسپر دلالت کرتے ہین کہ رجل من الصحابہ مراد ہے دو قول امر اول پر دال ہین اور
ایک قطب راوندی کا قول امر ثانی پر پس یہہ کہنا کہ ابن میثم نے علی سبیل التنزل کہا ہے
سراسر غلط ہے۔ چھٹی خطا یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ ابن میثم نے یہہ قول الزاماً ابن ابی الحدید
کی رد کی لئے لکھا ہے نہ یہہ کہ واقعی شارح اس قول کے قائل ہین۔ کیونکہ جیسا اس قول سے
ابطال قول ابن ابی الحدید ہوا اوس سے زیادہ تردید قول آپکے قطب الاقطاب کی ہوئی
جو بزعم جناب شارح کے پسندیدہ تھا اسلیے کہ جو خرابی و مصیبت کہ مذہب تشیع پر عمر کے
مراد ہونے سے واقع ہوتی ہے وہی مصیبت و خرابی ابوبکر کی مراد ہونے سے واقع ہوگی اور وہ
مثل مشہور صادق آگئی۔ فرمن المطر و وقف تحت المیزاب تو یہہ عجب الزام ہے
کہ جو الزام ابن ابی الحدید کو دیا تھا وہ اپنے سر پر لے لیا اگر بالفرض ابن ابی الحدید
کو الزام دینا تھا تو راوندی کے قول کے دلیل کے ساتھہ تائید کرتے اور اوسکو درجہ احتمال کے

نکالتے علاوہ ازین اگر شارح نے یہہ قول محض الزاماً فرمایا ہے اور خود اسکا قائل نہین ہے
تو پہر شرح اوصاف مین کیون اون معنے کو ملحوظ رکہا اور کیون اونکی ہی موافق شرح کی
اور اثناء شرح مین راوندی کے قول کے طرف کیون اشارہ تک بہی نکیا پہر بعد اوسکے
جو سوال لکہا وہ بہی اسی قول کے موافق لکہا اور جو جوابات دیئے وہ بہی اسی قول مطابق
تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شارح کے نزدیک راوندی کا قول تو قطعاً غلط ہے پس
مراد لفظ فلان سے کوئی خلیفہ ہے اور وہ شارح کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ ابوبکر ہے قطع
نظر اس سے ابن میثم نے اپنے مختصر شرح مین جو شرح کبیر کے بعد سنہ [illegible] مین تالیف کی
ابن ابی الحدید کے اور اپنے قول کو ترک کردیا اور صرف یہہ لکہا قیل اراد بہ عمر وقیل لبعض
الصحابۃ ممن جاہد فی دین اللہ اور اسمین بہی پہلے اوسی قول کو ذکر کیا جو موافق ابن ابی الحدید
کے ہتا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ باعتبار نقل کے ابن ابی الحدید کا قول نہایت قوی ہے
لیکن عقل کے راہ سے راجح یہہ ہتا کہ مراد ابوبکر ہون جسکو شرح کبیر مین بعد نقل قول ابن ابی الحدید
ذکر کیا لیکن چونکہ قوت نقل کو رجحان ہے اسلئے مختصر مین اوسکو ترک کردیا اور ابن ابی الحدید
کے قول کو مختصراً ذکر کیا سو یہہ کہنا کہ شارح نے یہہ قول الزاماً فرمایا ہے نہ یہہ کہ خود اسکا
قائل ہو سراسر خرافات ہے سیاق عبارت صریح اسکی مکذب ہے افسوس کہ علامہ کنتوری نے
تو شرح ابن میثم کو نہ دیکہا ہتا ہمارے مجیب نے بہی تو نہ دیکہا **قولہ** اور دلیل اسکی یہہ ہے
کہ جو وجہ عدم تطبیق فلان بر عمر بیان کی ہے وہ ابوبکر پر بہی صادق ہے یعنے حضرت امیر نے
خطبہ شقشقیہ مین اگر عمر کی مذمت کی ہے تو ابوبکر کی بہی مذمت کی ہے۔ **اقول**
ابن میثم نے جو وجہ عدم تطبیق فلان کی بیان کی ہے اور اوسکو وجہ ترجیح ابوبکر قرار دی ہے اگر بالفرض
وہ عمر پر بہی صادق آتی ہے تو وہ وجہ باطل ہے اور وہ ہرگز وجہ ترجیح کے نہین ہو سکتی
اور جب وہ باطل ہوئی اور وجہ ترجیح نہین ہو سکتی تو اوسکا الزام ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ
جو دلیل فی نفسہ باطل ہو وہ کیا الزام کی صلاحیت رکہہ سکتی ہے پہر اوسکی نسبت ہماری

فاضل کا یہہ فرمانا کہ یہہ الزام ابن ابی الحدید کے رد کی لئی ہے اور اوس کے غلط ہونے کو
اوسکی الزام ہونے کی دلیل قرار دینا حضرت کے کمال ہی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے علاوہ
ازین خطبہ شقشقیہ کے دیکھنے سے واضح ہے کہ خطبہ شقشقیہ مین ابوبکر صدیق رض کے اون امور کے
نسبت جو خلافت مین واقع ہوئی مذمت مذکور نہین ہے اور عمر فاروق رض کی نسبت ایسے امور کی
شکایت مروی ہے ہتھوڑی سے عبارت خطبہ شقشقیہ کی بہی ملاحظہ ہو — ومن خطبة له
علیه السلام وهی المعروف بالشقشقیة والمقمصة اما والله لقد تقمصها فلان
وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی
الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء
او اصبر علی طخیة عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مومن حتی یلقی ربه فرایت
ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا
حتی مضی الاول لسبیله فادلی بها الی فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی
علی کورها ویوم حیان اخی جابر فیا عجبا بینا هو یستقیلها فی حیوته اذ عقدها لاخر بعد وفاته
لشد ما تشطرا ضرعیها فصیرها فی حوزة خشناء یغلظ کلمها ویخشن مسها ویکثر العثار فیها والاعتذار
منها فصاحبها کراکب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمنی الناس لعمر الله
بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت علی طول المدة وشدة المحنة — انتهی بقدر الحاجة

له خدا کی قسم بالتحقیق فلان شخص نے بزور خلافت کا قمیص پہن لیا اور وہ خوب جانتا تھا کہ میرا مرتبہ خلافت مین وہ ہی جو کلی کا چکی مین ہے
(یعنی مین مرکز خلافت ہون) مجھسے دریا بہتے ہین اور مجھ تک کوئی پرندہ نہین اوڑ سکتا پہر مینی خلافت کی درمیان مین پردہ چہوڑ دیا
اور اوس سے پہلو تہی کی — اس باب مین سوچ رہا تہا کہ یا تو کٹی ہوئی ہاتھ سے حملہ کرون یا ایسی اندہیری گہپ پر جسمین بڑی عمر والا بڈہا ہوجائے
اور بچہ بڈہا ہوجائے صبر کرون — آخر یہہ رای قرار پائی کہ صبر اس پر قرین عقل ہے پس مینی صبر کیا حالانکہ آنکہہ مین تنکا اور حلق مین
غم کے گرفتگی تہی کہ اپنی میراث کو لٹتا دیکھتا تہا یہانتک کہ پہلی نے اپنی راہ لی اور اوسکو اپنی بعد فلان کیطرف ڈال گیا پہر اعشی کا قول
بطور تمثیل پڑہا — بڑا فرق ہی اوسدن مین جسمین اونٹنی کے کوہان پر ہون اور اوسدن مین جسمین جابر کے بہائی حیان کا ندیم ہون پس ای لوگو
تعجب کی بات ہے کہ وہ اپنی زندگی مین خلافت سے استعفا دیتا تہا اچانک اپنے مرنے کے بعد دوسری کے لیے اوسکی گرہ بندی کر گیا — سخت
بیعت مین جسکا زخم گہرا ہے اور مس کہردرا ہے اور لغزش اور اوس سے عذر بہت ہی خلافت کے ہاتونکا حصہ لینا
نہایت دشوار ہوا ہے — خلافت کا صاحب مثل سرکش اونٹنی کے سوار کے ہی اگر مہار کہینچی تو ناک پہٹ جائی اور ڈہیلی چہوڑ دی تو
گر ہو مین گری — لوگ اختلاف اور بے راہی مین مبتلا ہو گئی — آخر مینی مدت کی درازی اور محنت کی ...

عثمان کو کیون اختیار نکیا بلکہ اگر عمر کے مراد لینے کا استہزا کرنا مقصود تہا تو بمقابلہ اوسکی امیر معٰویہ کو ذکر کیا ہوتا کہ میرے نزدیک عمر تو مراد نہیں کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین انکی مدت کی ہے امیر معٰویہ مراد ہین تو استہزا نہایت درست ہوتا اور جب ابو بکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے تمہارے نزدیک بہی بہتر ہین کہ بزعم شیعہ جو تکالیف و مصائب کہ اہلبیت کو خلافتین اولیین مین عمرؓ کے ہاتھ سے پونہچے ابو بکرؓ کے ہاتھ سے اوسکا عشر عشیر بہی نہین پونہچا تو ایسی حالتمین ابو بکرؓ کی مراد ہونے کو استہزا و تسخر پر محمول کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ علاوہ ازین واضح رہے کہ شارح ابن میثم نے اپنے شرح کے ابتدا مین وعدہ موکد باجان غلاظ یاد کیا ہے کہ اس شرح مین بجز حق بکے کچہہ نہ لکہونگا تو کیا وہ وعدہ یہان فراموش ہوگیا کہ خلاف حق ابو بکر کے مدح کے قائل ہوگئے۔ اور کہانتک تسخر اور استہزا سمجہیگا۔ شارح ابن میثم نے دوسری جگہ نقل کیا ہے کہ جناب امیر نے جناب شیخین کے نسبت بجواب خط امیر معٰویہ کے تحریر فرمایا۔ ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما فی الاسلام لجرح شدید۔ گویا یہہ تمام حصہ شرح ان دو جملونکی ہے چنانچہ ہم پہلے عرض کر چکے ہین پس اگر یہان تسخر و استہزا ابن ابی الحدید کی ساتہہ ہے تو وہان کس کے ساتہہ تسخر فرمایا جو ایسی جامع تعریف فرمائی اور نیز کہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر سے تشبیہ دی گئی کہین نوحؑ و ابراہیمؑ مماثل کیے گئے تو کیا یہہ سب آپکی روایات تسخر اور استہزا ہی ہین۔ حضرت میر صاحب یہہ تسخر اور استہزا نہین ہے بلکہ خود آپ مصداق اس آیت شریفہ کے ہین اتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری خدا تعالےٰ آپکی دیدہ بصیرت کہولدے اور آپ پر حقیقت الامر منکشف اور واضح فرمادی تو آپکو معلوم ہو کہ یہہ واقعی مدح ہے یا تسخر اور دہر خوارج جسقدر اوصاف و محامد جناب امیر رضی اللہ عنہ کے نسبت مروی ہوئی ہین اسیطرح خرافات و لائل سے باطل کرتے ہین اور تسخر و استہزا مین اوڑاتے ہین اودہر آپ حضرات ہین کہ شیخین کے محامد و فضائل کو تسخر اور استہزا پر محمول فرماتے ہین ہمارے نزدیک وہ بہی جہوٹے ہین اور آپ بہی اپنے دعوی مین سچے نہین

عاقل اس عبارت مین تامل فرماوے کہ ابن میثم نے جو لکھا ہے اقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر و ذمہا بہ فی خطبتہا المعروفۃ بالشقشقیۃ۔ اس عبارت سے کیسا صاف واضح ہے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ غلیظ الکلم خشن المس ہے اور اوسمین بکثرت لغزش ہے اور اوسکی وجہ سے لوگ خبط اور شماس اور تلون اور اعتراض مین مبتلا ہو گئے اور خلافت صدیقی کے اندر کوئی برائی اور قباحت ذکر نہین فرمائی اور اسی کیطرف ابن میثم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا کما سیقت الاشارۃ الیہ افسوس کہ نہ آپ نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمایا اور نہ خطبہ شقشقیہ کو دیکھا اور یون ہی آپ کچھ سے کچھ فرمانے لگے مگر آپ فرماوینگے۔ کہ مین تو فارسی خوان تھا مین خطبہ شقشقیہ کو جسمین لغات وشبہ غیر مانوسہ بھری ہوئی ہین اور شرح ابن میثم کو جو بزبان عربی ہے کیونکر دیکھ سکتا تھا پس آپکا بطور اگر مگر کی فرمانا کہ اگر عمر کے مذمت اوسمین ہے تو ابو بکر کے بھی ہے اس بنا پر ہے کہ نہ آپنے شرح ابن میثم کو دیکھا اور نہ نہج البلاغت کھولکر دو چار سطرین خطبہ شقشقیہ کے پڑہی سو اسکو بھی اپنے دیانت وانصاف کرکے مدین درج فرمائیگا زیادہ تو کیا عرض کرون۔ **قولہ** بلکہ بنظر دقیق مرشدی کو یہہ کلام مقام استہزاء وتمسخر مین ہے کہ عمر نہین میرے نزدیک تو ابو بکر اس سے مراد ہے کیونکہ عمر کے خطبہ شقشقیہ مین حضرت نے مذمت فرمائی ہے گویا تتمہ اسکا یہہ ہے کہ اگر ابو بکر کے وہان بھی مدح کے ہے تو یہان بھی مدح کی ہے **اقول** جب مین وہ دیانت اور فہم وانصاف کا یہ حال ہے تو جو چاہین فرمائین نہ کتاب کو دیکھین نہ سیاق وسباق عبارت کو ملاحظہ فرمائین خدا کے لئے کوئی شخص اہل انصاف سے ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو عبارت نہج البلاغت سے مطابق کرکے دیکھے اور حضرت کو اونکی فہم وانصاف ودیانت کی داد دیوے۔ جن حضرات کی نظر دقیق کی یہہ کیفیت ہو جسکو اپنا مرشد اور ہادی بنا رکھا ہے تو وای بر حال اوس نظر کے جو کہ محض سرسری ہوگی تعجب ہے کہ اگر ابن میثم کو ابن ابی الحدید کے ساتھ استہزاء وتمسخر مد نظر تھا تو اوسکی قول مین سے

پس راہ نجات اور صراط مستقیم وہی ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور وہ بحمد اللہ اہلسنت کا طریق قویم ہے اللّٰھم علیہ احینی وعلیہ امتنی و فی زمرتہم احشرہا نے یوم یبعثون

قولہ خصوصاً ابن ابی الحدید کے مقابلہ مین کر وہ قائل خطبہ شقشقیہ کا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بے شک کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے اول سے آخر تک اور اوسمین مذمت ثلثہ موجود ہے ایک جگہ مذمت کرنا اور دوسری جگہ اسکی مدح کرنا صریح تناقض ہے اور بمقابلہ ابن ابی الحدید الزاما بہت ٹھیک ہے۔ **اقول** اگر شارح ابن میثم کا یہہ مقصود تہا کہ ابن ابی الحدید کو الزام دیوے تو صریح کہنا چاہیے تہا کہ یہہ غلط ہے اور مخالف خطبہ شقشقیہ کے ہے جسکو ابن ابی الحدید نے کلام جناب امیر کا تسلیم کر رکہا ہے اور نیز واجب تہا کہ ابن ابی الحدید کی دلیل کا جو اوسنے اسکے مراد ہونے مین بیان کی ہے اول جواب دیتا جب اوسکو باطل نہین کیا اور اوسکی دلیل کا جواب نہین دیا بلکہ بیان اوصاف مین اوسکی موافق اون اوصاف کا مصداق خلیفہ کو قرار دیا تو اسکو کیونکر الزام پر محمول کیا جا سکتا ہے علی الخصوص جبکہ یہہ الزام خود کذب و دروغ ہو اور مبنی اوس الزام کا ایسی دلیل پر ہو جو اوسنے بیان نہ کی ہو غرض کسیطرح پر اسکا الزام ہونا ٹہیک نہین ہے اور نہ تمسخر اور استہزا ہونا اور اگر ابن ابی الحدید کے لیے یہہ الزام ہے تو اوس قول کو آپ کیا کرینگے جو سب سے اول نقل کیا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور نیز مختصر شرح مین تو بجز دو قولونکے اور کچہہ لکہا ہے نہین اونمین بہی اول اوسیکو ذکر کیا جو آپ کے قاعدہ کے موافق تقلیب راوندی کے قول کے ابطال کے واسطے مقدم کیا گیا ہے لکہا ہے قیل اراد بہ عمر تو یہان نہ تمسخر ہے نہ الزام ہے یہان تو صریح اول مین بیان کیا کہ اس لفظ سے عمر مراد ہین پس یہہ صریح اوسکے الزام ہونے کو مکذب ہے اور بداہۃ تمسخر و استہزا ہونیکو باطل کرتا ہے

قولہ اور اگر شارح علیہ الرحمۃ اسکے قائل بہی ہون تب بہی کچہہ حرج نہین بطور رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہونگی اشارہ ہی کافی ہے اسکی تفصیل ہم نہین لکہتے۔ **اقول** ای حضرت مہر صاحب افسوس کہ آپنے تو خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت مین فہم و انصاف

دین وایمان کو خیر باد کہکر رخصت کردیا - بہلا کچہہ تو عقل وفہم وایمان وانصاف سے کام لیا ہوتا اگر شارح اس امر کی واقعیۃ کے قائل ہون تو کیا بہہ اوصاف جو مشابہہ کمالات نبوت کے ہین کہ بلکہ چشمہ نبوت سے ہی فائض ہوئی ہین - جسکی اندر پائی جاتے ہین ہر وی عقل اور ایمان کے مصداق مثل مستہجن - رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہو سکتا ہے کیا جو شخص کہ خلق اللہ کے کجی راستی پہ لاوی اور اونکی امراض نفسانیہ کا علاج کرکے اونکو ہلاکت دائمی سے نجات دیوے سنت کو قائم کرے اپنی حسن تدبیر سے فتنہ کو نہ اوٹہنے دے بر آئیو نکی جڑ کہ سے نقی الثوب سلیم العرض دنیا سے رخصت ہوا ہو قلیل العیب ہو - خلافت کی نہیر مطلوب کو جو عدل اور اقامت دین ہے جس سے مستحق ثواب جزیل کا آخرت مین اور شرف جلیل کا دنیا مین ہوتا ہے پہونچ چکا ہو - خلافت کے شر سے محفوظ رہا ہو - خدا کی اطاعت بجا لایا ہو - اور تقوی کا مرتبہ حاصل کیا ہو اوسکی بعد لوگونکا یہہ حال ہوا ہو کہ جہالتونکی شاخ در شاخ راہون مین ایسے پریشان ہون کہ نہ گمراہ راہ یاب ہو سکے اور نہ راہ یاب کو اپنی راہ یافتگی کا یقین ہو سکے تو ایسے شخص کے نسبت کوئی ایماندار کہہ سکتا ہے کہ وہ مصداق اس قبیح مثل کا ہے - ذرا تو انصاف کی آنکہین کہولو - الہ العالمین تو انکی آنکہین کہول اور انکو ہدایت فرما - انک قریب مجیب - پہر بفرض محال اگر یہہ کفر صحیح ہو تو اوس قول کے نسبت جو آپکے بزرگون ہی سے ابن ہیثم نے ابتدا مین نقل کیا ہے اور فرمایا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور مختصر مین فرمایا ہے قیل اراد بہ مدح عمر کیا فرمائیگا وہان تو نہ الزام ہے نہ تمسخر ہی غرض اس عبارت کو الزام یا تمسخر پر محمول کرنا مصداق مثل الغریق یتشبث بکل حشیش کا ہے اور اس سے واضح ہے کہ حضرت اسجگہ ایسے برودات مین گرفتار ہین کہ مفر ومخلص نہین سوجہتا ناچار بے ڈہنگی ہاتہہ پاوٗن مارتے ہین قال الفاضل المجیب - قولہ - بلکہ بعینہ اس جواب کو الخ - اقول - ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے لیکن امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اسلیے کہ اونکی کتب مین اس روایت مین ابوبکر یا عمر موجود نہین بلکہ لفظ فلان ہے پس لانسلم کہ

اوصاف مذکورہ مین اوصاف کی محامل کو ایسی شخص مین منحصر اور متعین کیا کہ غیر خلیفہ کا احتمال
قطع ہوگیا اور یہہ تینون امور ظاہر ہی کہ مبنای اعتراض بعض شیعہ غیر امامیہ پر نہین ہے بلکہ ابن
میثم نے یا اپنا مسلم بیان کیا ہے یا اپنی اکابر امامیہ سی نقل کیا ہے قطع نظر اس سے آپ ہی
کی اکابر یہہ فرماگئی کہ مطلق لفظ شیعہ سی امامیہ اور اثنا عشریہ مراد ہوتے ہین بلکہ اگر آپ تتبع فرمائینگی
تو یہہ بہی ثابت ہو جائیگا آپکے اکابر تصریح فرماگئی ہین کہ سوای امامیہ کے اور کوئی شیعہ ہی
نہین - چنانچہ ان ہی آپکے حضرت علامہ کنتوری کی نسبت ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ
نی فرمایا ہے کنتوری در سیف ناصری و آنچہ در ایراش بچند ورق در مقابلہ رشید العلماء دیدہ
کردہ ثابت نمودہ باشد کہ غیر اثنا عشریہ حقیقۃ شیعہ نیستند و اطلاق لفظ شیعہ بر آنہا مجاز است
پس جب لفظ شیعہ سی عند الاطلاق امامیہ ہی مراد ہوتی ہین ماسوای امامیہ جمیع طوایف شیعہ سی کوئی طائفہ
عند الامامیہ شیعہ نہین تو اجگہ اگر شیعہ مطلق ہو یا بعض شیعہ ہو تو لامحالہ مراد اوس سے
امامیہ ہونگی اور آپکا اور آپکی کنتوری صاحب کا فرمانا کہ بعض شیعہ سی ماسوای امامیہ مراد ہین سراسر
لغو اور باطل ہوگا اور علامہ کنتوری کا فرمانا کہ امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین غلط ہوگا ہہذا
سلمنا شیعہ غیر امامیہ مراد ہین لیکن یہہ کہنا کہ یہہ توجیہات بعض شیعہ غیر امامیہ کے ہین
فرع اس امر کے ہی کہ یہہ روایت اونکی کتابون مین موجود ہو اور جبتک یہہ ثابت نکرین اسوقت تک
اس توجیہ کو بعض شیعہ مجہول کیطرف نسبت کرنا بالکل بے سود ہے اور علامہ رضی کا نہج البلاغت
مین لکہنا ان فرق پر حجت نہین ہے اور یہہ کہنا کہ امامیہ کو ان توجیہات کی اوسوقت حاجت
ہی جبکہ اونکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر ہو آپکی اور آپکے علامہ کنتوری کی غلطی ہے اگر بالفرض
آپکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر بجای فلان نہو اور آپکے اکابر علماء ہی نے تصریح کی ہو یا صرف
وہ اوصاف ہی تعیین مبہم پر اسطرح دال ہون کہ عرق ابہام و شرکت کی قطع ہوگئی ہو تو تب
ہی یہہ کہنا کہ ہمکو احتیاج جواب نہین محض جواب سی پہلو تہی اور غلط سمجہا جائیگا طرفہ
تماشا یہہ ہے کہ علامہ کنتوری نے توجیہ استصلاح ناس و استجلاب قلوب کو بہی کذب ہی قرار دیا ہے

ابوبکر و عمر مراد ہوں کیوں نہیں جائز ہے کہ شخص دیگر مراد ہوں اور علی التنزل اگر ابوبکر یا عمر ہی مراد ہوں تو محمول علی وجہ استصلاح جیسا کہ قول شارح علیہ الرحمۃ جاز ان یکون الخ۔ اس جواب کی تنزلی ہونے پر آواز بلند پکار رہا ہے پس تنزلی جواب کو تحقیقی یا اصلی جواب سمجھنا آپکی خاتم المتکلمین یا صاحب آیات بینات کی خوش فہمی ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جناب میر صاحب یہہ جو آپ فرماتے ہیں کہ بعض شیعہ سے نقل کیا ہے یہہ محض آپکا کذب و افترا ہی ہرگز وہان کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو تبعیض پر دال ہو بلکہ الفاظ صاف اس امر پر دال ہیں کہ یہہ سوال و جواب تمام اون شیعہ کی طرف سی ہے جو شیخین کی برائی کے قائل ہیں کیونکہ اس عبارت میں[۱] واعلم ان الشیعۃ اوردوا ہہنا سوالا فقالوا ان ہذہ الممادح التی ذکرہا علیہ السلام فی حق احدی الرجلین تنافی ما اجمعنا علیہ من تخطیتہم واخذہما منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او ان یکون اجماعنا خطأ ثم اجابوا من وجہین لفظ ما اجمعنا علیہ او ان یکون اجماعنا خطأ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہہ سوال تمام شیعہ کیطرف سی ہے جو شیخین کے تخطیہ کے اجماع میں شامل ہیں مطلق شیعہ کا اجماع بیان کرنا دلیل صریح اوسکی عموم و شمول کی ہے پس یہہ آپکی اور آپکے کنتوری صاحب وغیرہ کی خوش فہمی ہے کہ اس سے بعض شیعہ سوای اپنی مراد لیتے ہیں اور گیروداراہل حق سے قرار کرکے اس اجماع سی جو مبنای اصول مذہب ہے دست بردار ہوتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ ازین اس سوال کا مبنی اول وہ ہے جو کہ اولا ابن ہیثم نے لکھا ہے۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر دوسرے وہ ہے کہ جو لکھا ہے اقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر تیسری وہ ہے جو کہ شرح

---

[۱] اور جان کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہی کہتی ہیں کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام دو نو شخصوں ابوبکر و عمر میں سی ایک کے حق میں فرمائی ہے وہ اسکی مخالف ہے جسپر ہمنی انکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت چہین لینے سی اجماع کیا ہی پس یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کا کلام نہیں یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے۔ پہر اسکا اونہوں نے دو طرح پر جواب دیا ہے ۱۲۔

جیساکہ توجیہ توبیخ عثمان کی نسبت انکار کیا ہے لیکن ہمارے فاضل مجیب توجیہ استصلاح
کو شیعہ امامیہ کیطرف نسبت ہونیکی معترف ہین اور فرماتے ہین کہ اگر علی التنزل ابو بکر یا عمر مراد ہون تو محمول علی
وجہہ الاستصلاح ہوگا جیساکہ قول شارح جازان یکون اس جواب کے تنزلی ہونے پر آواز بلند
پکار رہا ہے ہمنے مانا تنزلی سہی لیکن علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا۔ کہ این ادعا کذب محض ست باعتراف
سامی کذب محض ہوا۔ رہا اس جواب کے تنزلی ہونے کی نسبت اول آپ تمام عبارت ابن میثم
دیکھیے اور پھر کسی عاقل منصف سے دریافت بھی کیجیے اسکے بعد کچھ فرمایئے **قال الفاضل**
المجیب ۔ قولہ۔ بعد اسکے صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ وبعض از امامیہ چنین گفتہ اند
کہ غرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ توبیخ عثمان وتعریض برا و بود۔ اسکے جواب مین علامہ کنتوری
فرماتے ہین۔ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ الخ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین
لیکن یہہ جواب علامہ کنتوری کا مثل پہلے جواب کے غلط ہے اور اسکو بھی ابن میثم نے نقل کیا ہے
اقول۔ اگر غرض یہہ ہے کہ امامیہ سے نقل کیا ہے تو محض دروغ بے فروغ ہے شرح ابن میثم
موجود وکثیر الوجود ہے کہین لفظ امامیہ کا نام ونشان نہین ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے کل شیعہ
اسکے قائل نہین اسلیے کہ قول قطب راوندی خود پہلے نقل کرچکے ہین اور یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے
مراد امامیہ ہی ہون امامیہ اخص شیعہ ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
یہہ ہی غرض ہے کہ شیعہ سے نقل کیا ہے جسمین امامیہ بھی داخل بلکہ حسب ادعای طائفہ فرد کامل ہین
اور یہہ دروغ نہین ہے دروغ یہہ ہے جو آپ فرماتے ہین کہ ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
شرح ابن میثم موجود شیعہ مین کثیر الوجود ہے اوسمین کہین لفظ بعض کا نام ونشان بھی نہین
جبکہ ثم اجابوا کے ضمیر اون شیعہ کیطرف عائد ہے جو ماقبل مین مذکور ہین اور جو تخطیہ شیخین کے
اجماع مین شامل ہین اور جنکے مذہب پر سوال وارد ہوتا ہے تو مجیب بھی وہ ہی ہونگے اور اون سب مین
بیش و ست بزعم خود امامیہ اثنا عشریہ مین جو عند الاطلاق مراد ہوتے ہین تو سوال اور جواب مین
انکی شرکت سب سے پہلے ہوگی۔ علی الخصوص جبکہ آپکے علماء نے تصریح کی ہو کہ لفظ غلات سے

ایونکر یا عسکر مراد ہین اور یہہ امر خود بدیہی ہے کہ ایک قطب راوندی کا ایک قول ہین منفرد ہونا ہرگز اس امر پر دلیل نہین ہو سکتا کہ تمام فرقہ امامیہ سے کوئی اسکا قائل نہو۔ پس یہہ کہنا کہ یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے مراد امامیہ ہی ہون بالکل واہیات ہی بلکہ لامحالہ لفظ شیعہ سے اسجگہ مراد امامیہ ہونگے **قولہ** اور نیز یہہ توجیہ علی التنزل ہے نہ علی التحقیق اور یہہ بات ظاہر ہے کہ تنزل و تقدیر پر جواب کسی فرقہ کیطرف سے دیے جاتے ہین کوئی اونکو اصلی جواب اس فرقہ کا نہین کہہ سکتا اگر بالفرض شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہون تب ہی یہہ اصلی جواب نہین ہی اسلیئے علامہ علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل صحیح و درست ہی **اقول** اقوال سابقہ مین اس جواب کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور تنزلی ہونے کا ابطال ہم بیان کر چکے ہین قطع نظر اوس سے کوئی قرینہ عبارت مین اوسکے تنزلی ہونے پر دلالت نہین کرتا پس اوسکی نسبت تنزلی ہونے کا دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اگر بالفرض یہہ جواب تنزلی ہو تو بھی علامہ کستوری کا یہہ فرمانا۔ کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل کذب و دروغ ہی کیونکہ یہہ محض اس توجیہ کے وجود سے انکار ہے حالانکہ اوسکا وجود علی سبیل التنزل مسلم ہے تو مطلق یہہ کہنا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ دروغ ہوا۔ جو آپ فرماتے ہین اگر یہہ ہی مدعا تہا تو آپکے علامہ یہہ فرماتے ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ الا ابن میثم کہ علی التنزل بیان کردہ مطلق انکار سی مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ توجیہ نہ علی التحقیق نہ علی التنزل بیان ہی نہین کیگئی پس ثابت ہوا کہ شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہین اور یہہ جواب تنزلی نہین اور اسکی نسبت علامہ کستوری کا انکار سراسر غلط اور کذب ہے۔ **قولہ** یہہ بہی واضح رای عالی ہو کہ شارح ابن میثم علیہ الرحمۃ حکیم مشرب ہین اور بطور محاکمہ اقوال مختلفہ عام شیعونکی بلکہ اپنے دانست مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکہتے ہین لکہکر اور فرض کرکے اپنی سمجہہ کے موافق اسکا جواب لکہتے ہین یہہ آپکے خاتم المتکلمین کی سمجہہ کی خوبی ہے کہ اونکو اصلی و تحقیقی جواب سمجہہ کر الزاماً نقل کرتے ہین **اقول**۔ ظاہر اس عبارت سے مقصود اثبات عدم توثیق ابن میثم مد نظر ہے

اور یہہ ثابت کرنا ہی کہ وہ رطب و یابس اقوال مختلفہ عام شیعونکی نقل کرتے ہین اور اپنی دانست
مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکہتے ہین اوسکو فرضاً یعنے کذباً و افتراءً شیعہ کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اپنی سمجہہ کے موافق اوسکا جواب لکہتے ہین تو ایسے اقوال اور ایسے شخص کے اقوال
الزاماً نقل کرنا اور اصلی تحقیقی سمجہنا خاتم المتکلمین کے سمجہہ کی خوبی ہے تو ابن میثم کی نسبت
یہہ دعوی محض کذب ہے کیونکہ جو علماء امامیہ نے ابن میثم اور اونکی شرح کی نسبت مناقب و محامد
بیان کیے ہین اونکی خلاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجیب لبیب کے نزدیک سب کذب و دروغ
ہی ابن میثم کے علو مرتبہ کے تو یہہ حالت ہی کہ آپکے قاضی شوستری نے مجالس المومنین مین
اسکے تبحر اور حکمت پر آپکے خواجہ خواجگان نصیر الدین طوسی کی شہادت بیان کی ہے اور
شرح کی حالت یہہ ہی کہ شارح نے اپنے شرح کے خطبہ مین خدا کے ساتہہ عہد موثق کیا ہی
کہ سوائے حق کے کچہہ نہ لکہونگا اور باطل کیطرف ہرگز میل نکرونگا اور یہہ اسلیے کہا ہوگا کہ دیکہا
عموماً علماء شیعہ تعصب مین آکر نصرت حق چہوڑ دیتے ہین اور اوسکی عبارت یہہ ہے[1] وشرعت
فی ذلک بعد ان عاهدت الله سبحانه انی لا افرط فیه مذهبا غیر الحق ولا ارتکب
هوی لمراعاة احد من الخلق اور اگر آپ تتبع فرماوینگے تو معلوم کرینگے کہ آپکے بعض علماء نے
اپنی فہرست علماء مین یہہ بہی لکہا ہے[2] ومنهم الشیخ الحسن المیثم بن علی بن میثم البحرانی
مصنف شرح نهج البلاغة وحقیق ان یکتب بالذهب علی الاحداق لا بالحبر علی
الاوراق پس جس مصنف کا یہہ مرتبہ ہو اور مصنف کی یہہ حالت ہو اوسکی عدم توثیق کوئی کیونکر
بیان کرسکتا ہے۔ حضرت مجیب کی اس تقریر سے اہل انصاف ملاحظہ فرماوینگے کہ شکنجہ
ابحاث اہل حق مین یہانتک تنگ آئی کہ راہ فرار جہات ستہ سے مسدود پاکر اپنی معتمد علماء کے

[1] اور مین نے اس شرح کو شروع کیا بعد اسکی کہ خدا سے عہد باندہا کہ بجز مذہب حق کے دوسرے کی مدد نکرونگا اور خلق مین سے کسیکی مراعات کیوجہ سے خواہش نفسانی کو اختیار نکرونگا۔ ۱۲

[2] منجملہ اونکی شیخ حسن میثم بن علی بن میثم بحرانی بشرح نہج البلاغت کا مصنف ہے اور آنکہونکی ڈیلو نپر سونے کے ساتہہ لکہنے کے لائق ہے نہ کاغذون پر سیاہی سے ۱۲

[illegible]

عدم توثیق ثابت کرنے لگی اور اونکو حاطب الیس قرار دینے لگے - تو جو امر ایسے شخص کے اعتراف
سے ثابت ہوگا اور جو اقوال ایسے متند شخص کے ایسی موثق اور معتمد کتاب مین درج ہونگے
اہل حق اونسے الزام دینے مین کیون دریغ کرینگے - اور ایسی معتمدہ نقول سے کیونکر الزام تام
ہوسکتا ہے الزام اون ہی امور سے ثابت و تام ہوتا ہے کہ جنکی نسبت خصم اعتراف کرے
اور اوسکے لیے مضر اور اہل حق کے لیے مفید ہو اور یہان بحمد اللہ ایسا ہی ہے کہ شارح ابن میثم
کے نزدیک لفظ فلان سے مراد یا ابوبکر ہے چنانچہ اوسکی عبارت سے صاف واضح ہے اور یہہ بھی
اوسکی عبارت سے ہویدا ہے کہ اوسکے نزدیک قول راوندی پسندیدہ نہین اور نہ اوسکی طرف
اوسکو میلان ہے تو اس صورت مین ہمارا الزام بحول اللہ وقوتہ تام ہے اور آپکا اور آپکے کنتوری
صاحب کا انکار ناواقفی ہے یا عناد - **قولہ** یہہ ہی سبب ہے کہ شارح علیہ الرحمہ نے
واعلم ان الشیعۃ قد اوردوا ہہنا سوالا الخ مین بطور مکہ فرض و تسلیم قول نقل کرکے
اسکی جواب لکھی ہین ورنہ آپ ہی فرمائی کہ اگر اس سے مراد شیعہ امامیہ ہین اور شارح کی تحقیق
ہی تو کونسی شیعہ نے فلان سے ابوبکر یا عمر یا ان دونونمین سے ایک مراد لیکر یہہ توجیہین کی ہین
ہین آخر جو شارح علیہ الرحمۃ لکھتے ہین تو کسی کتاب سے لکھتے ہین یا یون ہی خیالی گھوڑے
دوڑا رہے ہین اور شروح نہج البلاغت بھی موجود ہین اگر یہہ قول شارح کا تحقیقی ہو تو چاہیے
کہ اور کتابونمین بھی یہہ توجیہین مذکور ہون ورنہ زبانی دعوے کون سنتا ہے **اقول** اگر یہہ
ہمارے فاضل مجیب کے رای مین محاکمہ ہے گو علی سبیل الفرض و التسلیم ہی سہی تاہم محاکمہ کی لیے ضرور ہے
کہ حکم ایک شخص ثالث ہو یا بمعنی کہ ایک مدعا کی نسبت ایک شخص اوسکی صحت پر مستدل ہو اور اوسکے
کوئی شخص اوسکا نقض و ابطال کرے - تیسرا شخص اون دونو خصمین مین قول فیصل لکھکر
حکم ہوسکتا ہے اسیطرح ما نحن فیہ مین بھی ہمارے مجیب پر لازم ہے کہ اول ایک مدعا قرار دین
اور بعد اوسکے اوسپر خصمین تجویز فرمائین پھر اون دونو خصمین کے لیے شارح ابن میثم کو حکم
قرار دیکر فرمائین کہ اوسکا یہہ قول فیصل اس نزاع مین وارد ہے - جب ہم یہان غور کرتے ہین

تو واضح ہوتا ہے کہ اول شارح ابن میثم نے بطور نقل کے بیان کیا کہ لفظ فلان سے عمرؓ مراد ہے
پھر راوندی سے نقل کیا کہ ایک شخص مجہول الاسم والمسمی صحابہ مین سے مراد ہے پھر ابن ابی الحدید سے
نقل کیا کہ وہ شخص مراد ہے جو کہ خلیفہ ہو چکا ہے لیکن بوجہ معلوم ابو بکرؓ و عثمانؓ مراد نہین تو عمرؓ
مراد ہونگے پھر اپنے رائے کہ بہ نسبت عمر کے ابو بکر کا مراد ہونا اشبہ بحق ہے ظاہر کے بعد اسکی
شرح اوصاف بیان کر کے شیعہ کیطرف سے اعتراض اس بنا پر نقل کیا کہ لفظ فلان سے مراد
ابو بکر یا عمر ہون پھر ان ہی کیطرف سے دو جواب نقل کیئے تو اب فرمایئے کہ محاکمہ شارح نے
کیا کیا۔ اور خصمین کون کون ہین۔ اور قول فیصل کونسا قول ہے جو شارح نے لکھا ہے
اگر یہہ ہی دونو جواب قول فیصل ہین تو قطع نظر اس سے کہ فیصل اپنی طرف سے ہی ہوتا ہے
تمام الزامات کذب و دروغ کے جو خاتم المحدثین کی طرف نسبت کرتے ہتے وہ سب آپکی اعتراض سے
کذب و دروغ ہوگئی۔ غرض اس قول کی نسبت جو شارح نے نقل کیا ہے محاکمہ فرض و تسلیم
کہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہے۔ اب رہا ہمسے یہہ سوال کہ اگر یہہ بطور فرض و تسلیم محاکمہ نہین ہے
اور واقعی نقل ہے تو بتاؤ کہ یہہ کہانسے منقول ہے اور کس شیعہ نے لکھا اور کس کتاب مین مذکور ہے
کیونکہ اگر تحقیقی ہے تو لامحالہ یہہ تو جیہین کتابون مین مذکور ہونگی ورنہ زبانی دعوی کون سنتا ہے
سو اہل علم و انصاف سمجھہ سکتے ہین کہ اس سوال کا ہمسے کیا موقع ہتا نقل تو آپکے ابن میثم
فرمائین اور آپ سوال ہم سے کرین سبحان اللہ حضرت میر صاحب فراموش کے باتین کیجے
ہمکو اس سے کیا غرض کہ آپکے فاضل متبحر حکیم نے سچ کہا یا کہ جھوٹ بول دیا جب اونسے ایک
امر کو نقل کیا۔ پس ہماری یہی حجت ہو چکا خواہ فی الواقع کسی سے منقول ہو یا نہو اور کسی شیعہ نے
لکھا ہو یا نہ لکھا اور کسی کتاب مین مذکور ہو یا نہو ہماری حجت ہر طرح تمام ہے بلکہ اگر آپ کا
اور آپکے کنتوری کا فرمانا صحیح ہے اور فی الواقع کسینے نہین لکھا تو یہہ آپکے فاضل متبحر
حکیم پر دوسرا دروغ گوئی کا الزام ہوا کہ خلاف واقع اپنے بزرگون پر افترا باندہتے ہین اور
اونکی طرف وہ امور منسوب کرتے ہین جو اونہون نے فرمائی نہین لیکن یہہ طریقہ کچھہ نیا نہین

بلکہ قدیم سی علمار شیعہ کا یہہ ہی وتیرہ چلا آیا ہے متقدمین شیعہ ائمہ ع پر افترا باندہ چکی ہین اور ائمہ نے
اونکی تضلیل و تکذیب فرمائی ہے تو اگر شارح ایسا کیا ہو تو کچہہ خلاف قوم کے نہین کیا۔ بہر کیف
شارح کا لکھنا ہماری لیے ثبوت مدعا مین کامل حجت ہی کیونکہ جب ایسی بڑے مقتدا شیعہ
امامیہ اثنا عشریہ نے ایک امر کو بطور نقل کے بیان کیا یا خود اپنی رائی سے بیان کیا تو وہ خصم
کی لیے حجت ہوگیا پس اوسکی نسبت آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ خیالی گھوڑی دوڑائی ہین اور زبانی دعوی
کون سنتا ہے ابن میثم کے خلاف شان ہی۔ لیکن آپ جسقدر چاہین اوسپر تبرا پڑہین جتنی
چاہین گالیا دین اب الزام اوٹھنا محال ہے۔ علاوہ ازین مین کہتا ہون کہ کیا ضرور ہی
اگر یہہ تحقیق ہو تو کتابون ہی مین مذکور ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہی کہ اون علمار امامیہ نے جو معاصرین
ابن میثم تہے درس تدریس یا بحث و گفتگو کے وقت یہہ اعتراضات کہی ہون اور یہہ توجیہات
زبانی کی ہون۔ اور ابن میثم نے بطور نقل کے اونسے اپنی شرح مین درج کردیا ہو اور کیا ضرور ہی
کہ اگر یہہ اعتراضات و توجیہات شروح مین مذکور ہون تو ہم یا آپ تک اونکی مطالعہ کی نوبت
آوی آخر فاضل مدائنی نے اپنی شرح مین جو کچہہ لکھا ہے اور اپنی نقیب ابو جعفر سے نقل کیا ہے
اوس سے ہی یہہ ہی مدعا تقریبا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبارت فاضل مدائنی کی ہم قریب نقل
کر آئی ہین۔ اور علاوہ اسکی اور بہی شروح و تراجم اسکی ہین اگر آپ کو تصدیق ابن میثم کی منظور ہو۔ تو
اونکو تلاش و تتبع کیجی ورنہ آپکو اختیار ہے ہماری لیے بس ہماری الزام کی تکمیل کے واسطی صرف
ابن میثم کا لکھہ دینا ہی کافی ہے قطع نظر اس سے ہمکو سخت تعجب و حیرت ہی کہ آپ ابن میثم کے کلام
قول کو جو شیعہ کی طرف نسبت کیا ہے ہمسی پوچہتی ہین اور قطب راوندی کے اوس قول کو
جو آپکے نزدیک صحیح و مسلم ہے آنکہین کہولکہ نہین دیکہتی کہ اوسمین کیسا ابہام و اہمال ہے کہ جسکا کچہہ
انتہا نہین وہ فرماتے ہین کہ مراد ایک رجل صحابہ سے ہی جسکا نہ کچہہ نام ہے نہ نشان ہے
اب ہم اوسکی نسبت پوچہتی ہین کہ یہہ شخص ممدوح کون ہے جسکی ایسی صفات کاملہ جناب امیر نے
بیان فرمائی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مجہول نہین ہوسکتا جسکو کوئی نہ جانتا ہو پس اگر کوئی

شخص معلوم ہے تو متعین کر کے بتلائیے یا اپنے قطب الاقطاب سے دریافت کیجیے ورنہ صاف
معلوم ہوگا کہ آپکے قطب الاقطاب نے الزام کے خوف سے عقلی گھوڑے دوڑائے ہونگے تو ایسی زبانی
باتین جب آپکے ہم مذہب اور متبع بھی نہین سنتے تو ہم کب سنین گے **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ اور اسی بحث مین صاحب تحفہ فرماتے ہین وللہ اشارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین
فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر ست وبعضے گفتہ اند عمر ست اسکے جواب مین
علامہ کنتوری جھلا کر فرماتے ہین۔ ان ہذا لافک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام
شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست۔ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ نقلاً عن خاتم المتکلمین
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی ہا مستند
الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المحدثین کے اس قول نے فیصلہ ہی کر دیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت
مین بجز لفظ فلان ابوبکر نہین ہان اسکی مرادی معنے مین بتقدیر تسلیم و تنزل احتمال ابوبکر یا عمر کا
لکھا ہے پس جناب مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجائے لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ
مین اسکا انکار نہین کیا کہ معنی مرادی احتمالی مین بھی علی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے
کہ آپ ایسی سلیس اور سہل عبارتون مین ایسی فاحش غلطیان کرتے ہین۔ ای اہل سنت و نقل انصاف
بعدل خدا کے لیے ذرا ہمارے مجیب سبب کی اس تقریر کو ملاحظہ فرماوین جس سے صاف معلوم
ہو جائیگا کہ نہ عبارت تحفہ کا مطلب سمجھے اور نہ کنتوری کے مدعا تک رسائی ہوئی نہ ازالۃ الغین کا
مضمون ذہن عالی مین آیا۔ یا یہہ کہ مضمون سمجھہ گئے ہین لیکن اپنے دیانت وانصاف کے ہاتھ
سے لاچار ہین بمقتضائے اسکے ایسے خرافات باتین نہ فرماوین تو کیا کرین دیانت وانصاف کا
ثبوت آخر کس دلیل سے ہو۔ اس قول مین اول خطائے فاحش یہہ ہے کہ فرماتے ہین خاتم المتکلمین
کے اس قول نے فیصلہ کر دیا کیونکہ تسلیم کر لیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین لفظ فلان ہے اور لفظ
ابوبکر نہین ہان بطور مرادی معنی کے تنزلاً احتمال ابوبکر لکھا ہے حالانکہ کسی نے نہ صاحب تحفہ نے

نے صاحب ازالۃ الغین نے اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر یا عمر مذکور ہے چنانچہ صاحب تحفہ نے بعد دعوی تحریف نسبت شریف رضی کے شراح کے تعیین یعنے مرادی کو قرینہ اور دلیل ثبوت تحریف پر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ مین فرماتے ہین۔ درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی است برای حفظ مذہب خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا اہلسنت تمسک نتوانند نمود لیکن کرامت حضرت امیر آنست کہ اوصاف مذکورہ صریح تعیین مبہم میکنند چنانچہ بیان خواہد شد ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند مراد ابوبکر ست وبعضی گفتہ عمر الخ۔ اس عبارت سے صاف واضح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ دعوی تحریف کے لیے دو دلیلین ذکر فرمائی اول یہہ کہ اوصاف مذکورہ تعیین مبہم کی کرتے ہین دوسری یہہ کہ شراح نے بطور بیان مراد کے ابوبکر یا عمر کو بیان کیا ہی اور یہہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر ہے اور جب آپنے مغموری سے مرادی ہونے کو تسلیم کرلیا تو گویا خصم کی دلیل کو قبول کرلیا اور دعوی ثابت مان لیا اور فیصلہ ہوگیا بشرطیکہ فیصلہ ہو جانے سے آپکی یہہ ہی مراد ہو اور اگر فیصلہ ہو جانے سے رفع الزام مراد ہو تو وہ قیامت تک بھی ممکن نہین آخر آپ کے علامہ کنتوری ایسی ہی سردمات مین گرفتار ہوکر سری ہی سے انکار کرنا شروع کردیا کہ ہمارے شارحین نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد لی ہے نہ تعیین احد ہما مین اختلاف کیا ہے نہ یہہ توجیہات مذکورہ جو اس امر پر مبنی ہین کہ علمار امامیہ نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا تسلیم کرلیا ہے علمار امامیہ مین سے کسینے بیان کیے ہین حالانکہ علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا محض غلط اور کذب تہا اور یہہ توجیہات ابن میثم نے نقل کے ہین اور اگر بفرض محال اسکو تسلیم کیا جاوے کہ یہہ نقل نہین بلکہ بحرانی نے اپنی طرف سے لکہا ہے تو بہی چونکہ بحرانی فضلاء متبحرین امامیہ سے ہے اوسیکا لکہنا ثبوت الزام اور انکار کنتوری کے بطلان کے لئے کافی ہوگیا

دوسری خطا وہی قدیم خطا ہے۔ کہ اسکو تنزلی فرما رہے ہین حالانکہ اس دعوی کے ثبوت کے لیئے کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ ہے بلکہ قطعی قرائن اوسکی خلاف پر قائم ہین چنانچہ ہم پہلے عرض کر چکے ہین۔ تیسری خطا نہایت فاحش اور قبیح یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اور اسکا انکار نہین کیا کہ جتنے مرادی احتمالی ہین سبھی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے۔ اور یہہ سراسر کذب و دروغ و خلاف واقع ہے اور مصداق مصرعہ چہ دلاورست الخ۔ کاہی تحفہ کی عبارت موجود ہے اوسکو دیکھیے پھر اوسپر علامہ کنتوری کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ آپکی کنتوری صاحب تحفہ کا قول نقل کرکے فرماتی ہین قولہ۔ ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکرست وبعضی گفتہ اند عمر الخ۔ قولنا ان ہذا الا افک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمرست حال آنکہ قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداختہ چنانچہ ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفتہ ولم یشرح ھذا الکتاب قبلی فیما اعلمہ الا واحد وھو سعید بن ھبة اللہ بن الحسن الفقیہ المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقہاء الامامیة انتہی ونیز ابن ابی الحدید در شرح این کلام آنحضرت بعد دعوی اینکہ گفتہ۔ فاما الراوندی فانہ قال فی الشرح انہ علیہ السلام مدح بعض اصحابہ بحسن السیرة وان الفتنة ھی التی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاختیار والاثرة۔ جس شخص کو ذرا بھی عبارت سمجھنی کی تمیز ہوگی وہ تحفہ کی عبارت سے سمجھہ سکتا ہے کہ علامہ دہلوی رحمة اللہ علیہ نے اس قول مین فرمایا ہے کہ شارحین نہج البلاغت کا امامیہ مین سے باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہین لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد عمر ہے۔ پس اس قول مین بصراحة اس امر کی نسبت دعوی ہے کہ کتب شیعہ مین لفظ فلان سے بطور مراد کے یا ابوبکر یا عمر مذکور ہین۔ بجواب اسکی علامہ کنتوری نے اس دعوی کی تکذیب کی اور فرمایا۔ ان ہذا الا افک مبین یعنے یہہ دعوی ظاہر بہتان ہے

اس ناصبی سے پوچھنا چاہیے کہ کونسی شارح امامیہ نے کہا ھی کہ مراد ابوبکر ہے یا عمر۔ تو اس عبارت سی ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد ہونی کی تکذیب ہی اور تحفہ کی عبارت مین نہ اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابوبکرؓ یا عمرؓ اس روایت مین موجود ہے اور نہ علامہ کنتوری کی تکذیب اسکی طرف راجع ہی پس آپکا یہہ فرمانا کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجائی لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین الخ سراسر دروغ بیفروغ ہے کسی ایماندار اہل شرم وحیا کا یہہ کام نہین کہ ایسا صریح دروغ بمقابلہ خصم پیش کرے لیکن چونکہ آپکو خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا غایت درجہ کو ہے کہ کسی کو ایسی نہین ہو سکتی اسلیے آپ جو چاہین کرین جو کچھہ چاہین فرماین۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ زیرا کہ مراد ازین الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المتکلمین کے یہہ تقریر کیا ملمع کار ہے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ ابن شارح علیہ الرحمۃ کی اور شراح امامیہ نے بہی یہہ توجیہ کیے ہوگی معاملہ دینے مین ایسی تقریرین کرنے اہل دیانت کا کام نہین ایکی خاتم المتکلمین نے بہایت چھان بین کی اور بہت سی کتب کے اوراق گردانی فرمائے جناب اونکو اس شرح مین یہہ توجیہات علی سبیل التسلیم والتنزل ہاتہہ لگین اول تو ان توجیہات کو جو بتقدیر تسلیم وتنزل کیے گئے ہین اور وہ بہی عام شیعہ کے ہین شرح مین لفظ امامیہ کا نام ونشان تک نہین ہے الزاماً بمقابلہ خصم پیش کرنا کمال دانائی ہے اور دوسرے لفظ شل زیادہ کرنا اور طرہ ہے۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ اول بجواب حضرت علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکے کنتوری نے اسکا صاف انکار کر دیا تہا سو اونکا انکار کچھہ پیش نگیا۔ اور وہ اپنے اس انکار کے سزا پا چکے جو اہل شرم وحیا کے لیے بہت کچھہ ہے تو اونکی سلب کلیہ کے مقابلہ مین اوسکی نقیض ایجاب جزئی ثابت کی گئی۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اونکا انکار محض قصور تتبع سے یا عناد سے ناشی تہا اب آپنے اسکا انکار فرمایا کہ سوائی بجرائی کے اور کسی شارح نے نہین لکہا ہی اور حضرت خاتم المتکلمین نے

لفظ شل کا کذبا خلاف دیانت بڑہایا افسوس کہ آپکو علامہ کنتوری کا حال دیکہکر عبرت نہوئی اور علامہ کنتوری کے طرح بے تحقیق انکار کردیا۔ اول نہج البلاغت کی تمام شروح وتراجم ملاحظہ فرمائی اوسکی بعد اگر انکار فرماوینگے تو قابل جواب ہوگا مین یقینا کہہ سکتاہون کہ آپ نے جمیع شروح وتراجم نہج البلاغت کے ملاحظہ نہین فرمائی ہونگی اسلیے عرض کرتاہون معاملہ دینی مین ایسی تقریرین کرنا اہل دیانت کا کام نہین ہے۔ علاوہ ازین اس بحث مین جو عبارت کہ حضرت خاتم المتکلمین نے فاضل مدائنی کے شرح کی نقل کی ہے اوس سے صاف واضح ہے کہ وہ اور اوسکا استاد نقیب ابوجعفر بہی اس امر کے قائل ہین کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر ہین مدائنی کہتا ہے کہ بنقیب گفتم کہ تعریض بحاضر وقتی درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود وا ایچ شکی وتردیدی پیرامون آن نگردد چون جناب امیر این اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر ازان نباشد نقیب سر بگریبان فرو برده بعد تامل گفت راست میگوئی۔ انتہی۔ اگرچہ اس عبارت مین بصراحۃ نام ابوبکر یا عمر کا نہین ہے لیکن چونکہ اس اعتراض کا مدار اس کلام کے تعریض ہونے پر ہے اور ظاہر ہے کہ تعریض جناب ذی النورین کو ہوگی اور یہہ بہی بدیہی ہے کہ اونکو تعریض بجز ذکر محاسن احد الخلیفتین سابقین کی نہین ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ حاصل کلام بیان محامد احد الشیخین کو متضمن ہے اور حاصل اسکا وہی ہے جو بحرانی نے اپنی جواب ثانی مین نقل کیا ہے۔ الثانی انہ جاز ان یکون مدحہ ذلک لاحدہما فی معرض توبیخ عثمان الخ اور نیز خود حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے آخر مین تصریح لکہا ہے واز کلمات دیگر شارحین ومترجمین این کتاب از امامیہ ہم ترجیح صدیق برمی آید کما لایخفی علے المتتبعین لیکن چونکہ علامہ کنتوری کی تکذیب بحرانی کی نقل سے بخوبی ہوچکی ہتی اور شارحین سے نقل کے حاجت نہوئی۔ معہذا کیا یہہ خاتم المتکلمین کا لفظ شل لکہنا آپکے اور آپکی علامہ کنتوری کی تقریرات سے بہی زیادہ خلاف دیانت ہی

کر بداہتہ کذب اور دروغ دعوے فرماتے ہین کہین کہتے ہین کہ کسی شارح نے لفظ فلان سے ابوبکر
یا عمر کو مراد نہین لیا کہین کہتے ہین کہ یہہ اوصاف کسی ابوبکر یا عمر پر محمول نہین کیے کبھی فرماتے ہین
کہ یہہ توجیہات داعتراض کسی عالم امامیہ نے نہین کین پہر اسپر فاضل مجیب حاشیہ چڑہاتے
ہین کہ مفتی صاحب نے بجائی لفظ فلان کے ابوبکر یا عمر مراد ہونے کی سوای اور کسی امر کا انکار
نہین کیا حالانکہ بجا اور آپکی علامہ دستوری کا فرمانا بداہتہ خلاف واقع ہے پہر تعجب ہی
کہ با اینہمہ ادعای انصاف یہہ تقریرین خلاف دیانت نہین معلوم ہوتین آرمی - ع -
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ - رہا توجیہات کا بتقدیر تسلیم وتنزل ہونا اور عام شیعہ
کیطرف منسوب ہونا سو اسکا جواب ہم پہلے اس سے گذارش کر چکے ہین حاجت اعادہ نہین **قولہ**
معہذا اپنی خاتم المتکلمین کے اس قول کا بہی جواب دینی قولہ زیرا کہ الخ - اقول کلام ابوبکر
یا عمر کے تعیین حتمی مین ہے اور وہ ہرگز شرح ابن میثم علیہ الرحمۃ موجود نہین ہے بلکہ پہلی معلوم
ہو چکا ہی کہ بجا انے علیہ الرحمۃ نے اول قول قطب راوندی علیہ الرحمۃ بیان کیا ہی - تا کہ
معلوم ہو کہ مراد ابوبکر وعمر نہین ہے اسکی بعد قول ابن ابی الحدید نقل کیا ہی کہ وہ بعض وجوہ سی
حضرت عمر کو ترجیح دیتا ہی نہ یہہ کہ تعین حتمی کرتا ہے پہر علی التنزل بطور فرض وتسلیم قول مخالف
یعنی ابن ابی الحدید فرماتے ہین کہ درصورت ان ہر دو کے مراد ہونیکی بعض وجوہ سی حضرت
ابوبکر ترجیح رکہتی ہین بشرطیکہ اسکو استہزا نہ سمجہا جاوی پس اسکو تعین حتمی ابوبکر یا عمر
قرار دینا کمال ہی دانائی ہے **اقول** جناب میر صاحب مین بحلف کہہ سکتا ہون
کہ یہہ آپکی تحریر چونکہ اول سی آخر تک ایسی ہی خرافات اور واہیات سی بہری ہوئی ہے
ہرگز اس قابل نہین ہے کہ کوئی اہل علم اسکی جواب مین قلم اوٹہائی مگر ہمکو اپنی حضرت مدظلہ
کی ارشاد اور پاس خاطر عنایت فرمای بندہ منشی عنایت احمد صاحب گنگوہی مد ظلہ نے سیم لدہیانہ نے
مجبور کر دیا اور بجز امتثال کے کچہہ ہمکو چارہ نہین ہو سکا ناچار قلم اوٹہانا پڑا اسکیا انصاف
اسیکا نام ہے کیا دیانت اسکو کہتے ہین کہ بدون شرح ابن میثم دیکہے اوسکی عبارتکی

توجیہات بلکہ تحریفات بلکہ تکذیب فرمارہے ہین شارح ابن ہیثم نے اول ہین قول قطب راوندی کا
اپنی شرح مین کہان لکہا ہے سب سے اول قول جو لکہا ہے یہہ ہے والمنقول ان المراد بفلان
عمر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تعین حتمی ہے اور بموجب آپکی قاعدہ کے دلالت
کرتا ہے کہ قطب راوندی کا قول قابل اعتبار کے نہین ہوسکو بعد اوسکی تائید ابن ابی الحدید
سی کی کہ وہ بہی اس امر کا قائل ہے کہ مراد لفظ فلان سی حضرت عمرؓ ہین اوسکی بعد اپنی رائی ظاہر کی
جو قطب راوندی کے قول کے سراسر مکذب ہے اور کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابوبکر کا مراد ہونا بہ نسبت
عمر کے زیادہ مشابہ بحق معلوم ہوتا ہے اس سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ قولین اولین جو حضرت
عمر کی مراد ہونے پر دال ہین وہ بہی چندان بعید عن الحق نہین صرف اشبہ اور مشابہ بحق ہونیکا
فرق ہے جو مدلول افعل التفضیل کا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مدح احدہما استلزام مدح آخر کو ہی لفظ
فلان سے اگر کسیکو شیخین مین سی مراد تسلیم کرلو تو دوسری کی مدح اور حقیقت باستلزام ثابت ہو جائیگی
لیکن قطب راوندی کے قول کی سراسر تکذیب ہی پس جو کچہہ بہ نسبت مراد ہونی احد الشیخین کے
بیان کیا ہے وہ جزما یقینی ہے خصوصًا اوصاف مذکورہ کے جو شرح کی ہے اوسمین احتمال
یا تاویل کی گنجایش ہے باقی نہین چہوڑی شرح اوصاف مین صاف ثابت کردیا کہ مراد
ان سی کوئی خلیفہ ہے ۔ اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ تعین حتمی نہین ہے لیکن شارح نے
کسی طور پر آخر تعین کو بیان تو کیا ہے پس علامہ کنتوری کا اوسکی نسبت مطلقًا انکار کرنا
اونکی فاحش غلطی ہے یا نہین پس ایسی پوچ باتون سی اگر آپ چاہین کہ اہل حق کا استدلال
اوٹہ جاوی یا آپکی علامہ کنتوری کے جان الزام سے چہوٹ جای تو یہہ ہرگز ممکن نہین
بلکہ جسقدر آپ اسکی حمایت فرمائنگی اوسیقدر الزامات زیادہ ہوتے جائنگی چنانچہ آپ اس بحث
مین دیکہہ ہی چکے اب بہی اگر کچہہ علم و فہم و حیا و شرم ہے تو سمجہہ جای ورنہ آپکو اختیار ہے
وما علینا الا البلاغ ۔ **قولہ** معنداہم کہتے ہین کہ اگر شارح بحرانی علیہ الرحمۃ
نے یہہ توجیہات بدون فرض و تسلیم تحقیقی کے کی ہون اور اونکی نزدیک یہہ اصلی ہی

جواب ہون اور جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس شرح کو ملاحظہ نفرمایا ہو تو کونسی
عیب و نقص کی بات ہی یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہی
اُنکی خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین محض اپنی اس توہم سے کہ جناب مفتی صاحب نے اس شرح کو
نہین دیکہا کیا زبان درازی اور ہرزہ درائی کی ہے وہ شور و غل مچایا ہے کہ زمانہ کو سر پر
اوٹھا لیا ہے حالانکہ ایک کتاب کا ندیکہنا یا بروقت تحریر اسکی مضامین کا یاد نرہنا کچھہ بڑی
بات نہین محض اس توہم سے انکو پایہ تصنیف و تالیف سے گراتے مین اور صاحب تحفہ کی خبر
نہین لیتے کہ اوکتب تو ایک طرف اپنی والد ماجد کی ہی کتاب ملاحظہ نہین فرمائی کتاب بہی
کونسی جبکا اور دنکو خود حوالہ دیتے مین کہ اگر کوئی ان مضامین کو دیکہنا چاہی تو اوس کتاب مین
دیکہی چنانچہ کئی جگہ اسی تحریر مین انکی یہہ بات ثابت کی گئی ہے ۔ اور نیز اکثر صحابہ بلکہ
حضرت خلیفہ ثانی جنکو کتاب اللہ دانی کا یہہ دعوی ہتا کہ بمقابلہ حکم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حسبنا کتاب اللہ فرمایا قرآن شریف کی آیت جسمین آنحضرت کے موت کا ذکر ہی بہانتی
ہون اور بعد بیان کرنے خلیفہ اول کے کہین کہ گویا آج ہی سنی ہے اونکی شان مین کچہہ
چون و چرا نکرین اور مسند خلافت و امامت بے تکلف و بے دین ۔ ان ہذا الاشی عجاب
اور یہہ حال اکثر کتب مین موجود ہی اگر حضرت مجیب کو شک ہو تو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۵
مطبوعہ مطبع فخر المطابع ہے مطالعہ فرماوین چونکہ عبارت طویل ہے اسلیے ہم نہین لکہتے اور
خلافت کا اہم ہمام دین ہونا ہی اسی مقام مین لکہا ہے **اقول** حضرت فاضل
مجیب کے سمند فہم و انصاف نے یہان بہی ٹہوکر کہائی اور ایسی ٹہوکر کہائی کہ منہہ
کے بل آیا ۔ حضرت پہلی منشاء اعتراض سمجہیے بلکہ اول عبارت تحفہ دیکہیے پہر اپنے مفتی صاحب کا
جواب بغور ملاحظہ فرمائیے پہر خاتم المتکلمین کے اعتراض کو بنظر تامل سوچیے اوسکی بعد جواب
دیجے ۔ اول حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے تحفہ مین فرمایا کہ امامیہ شراح
نہج البلاغت نے لفظ فلان سے جو نہج البلاغت مین بطور تحریف واقع ہی تعیین مراد مین

اختلاف کیا ہے بعضی کہتے ہین کہ مراد ابو بکر ہے اور بعضی کہتے ہین کہ اس سے مراد عمر ہے اسپر آپکی علامہ کنتوری فرماتے ہین کہ یہہ سراسر جھوٹ ہی کسی شارح امامیہ نے مراد ہونا لفظ فلان سے ابو بکر یا عمر کا بیان نہین کیا وہذہ عبارتہ۔ ان ھذا الا افک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمر ست الخ اسپر حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ کنتوری کی تکذیب فرمائی اور یاین عبارت فرمایا۔ قولہ ان ہذا الا افک مبین۔ اقول سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ زیراکہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی ہستند ولیکن چون این بے نصیب کتب مذکورہ نہ دیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمر ست اینک عبارت رئیس الحکما والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش ہوش بشنو و خاک مذلت برجود بریزد او ستند تکلم وتصنیف بر خیر حیث قال الخ۔ اسیطرح اور چند جگہ آپکے مفتی صاحب نے حضرت خاتم المحدثین کے اس بحث مین تکذیب کی اور اپنا تبحر جتایا اور حضرت خاتم المتکلمین نے اوسکی جواب مین آپکی مفتی صاحب کی تکذیب فرمائی اور ابن میثم کی عبارات نقل کرکے اونکی دعوے تبحر کو توڑا۔ اب بعد اِس تقریر کے آپ اپنی جواب کو مطابق کیجیے اور خیال فرمائیے کہ آپکی جواب اور معارضات کو اس سے کیا ربط اور کیا مناسبت ہی تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپ اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بحرانی کی نزدیک یہہ توجیہات تحقیقی اور اصلی جواب ہون گویا اونکی نزدیک بدون تنزل واستہزا ہوکے ممدوح ان اوصاف عالیہ کے اور مراد لفظ فلان سے حضرت ابو بکرؓ یا عمرؓ ہی ہون اور فی الواقع مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہو تو کونسی عیب اور نقص کی بات ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکی مضامین کا یاد نہ رہنا کچھہ بڑی بات نہین کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہے لیکن ہم کب کہتے ہین کہ شرح ابن میثم کا نہ دیکھنا کچھہ عیب اور نقص کی بات ہی اور ہمنے اور ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے کب کہا ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا اوسکی مضامین کا بروقت تحریر یاد نہ رہنا کچھہ بڑی بات ہے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ ہر ایک عالم کی کتاب

اور اسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہنا ضرور ہے ہمارا اور ہمارے خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض
تو یہہ ہے کہ اگر مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہین دیکھی تھی یا آپکو یہہ مضامین یاد نہین رہے تھے
تو یہہ زبان درازی اور ہرزہ درائی کیون فرمائی کہ کہین فرماتے ہین - ان ہذا الا افک مبین
ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست رکہین لکھتے ہین این ادعا
کذب محض ست کہین فرماتے ہین - ثبت العرش ثم النقش - اول ایمعنے باثبات باید رسانید
کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست الخ - اور کیون ایسا واویلا کیا کہ زمانہ کو سر پر اوٹھا لیا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے تمام شروح نہج البلاغت کا ملاحظہ فرمایا ہے
اور تمام شروح کے مضامین اور تمام شراح کی تحقیقات ضبط اور محفوظ ہین اگر آپ نہین
جانتے تھے تو لفظ فلان سے شیخین کے مراد ہونے کا انکار اور علماء امامیہ کی توجیہات کرنے
کا انکار کس بناء پر کیا اونکو تو دعوی تمام شروح کے دیکھنے اور تمام مضامین کے مستحضر ہونے
کا ہے - اگر باوجود اس نجاننے کی وہ سمجھتے ہوتے کہ مین نہین جانتا ہون تو اس شد و مد سے تکذیب
انکار نکرتے بلکہ یہہ کہتے کہ مین نے سوای ابن ابی الحدید کے دوسری شرح نہین دیکھی یا تمام شروح نہین دیکھی
ہین اس دعوی کی تصدیق و تکذیب کی نسبت کچھہ نہین کہہ سکتا یا یہہ کہ تمام شروح دیکھی
تھی مگر اس موقع کے مضامین مجکو یاد نہین رہی اسلیے غیر ذلک اور اسمین چندان نقص
وعیب نہ تھا اگرچہ اسقدر تو اسمین بھی خلل تھا کہ جب کتاب تصنیف فرمانے بیٹھے اور خصم
کو جواب دینے کا ارادہ کیا تو کیا مشکل ہے کہ شروح نہج البلاغت کے اس موقع خاص کو
دیکھین خصوصاً ایسا امر کہ جسپر بطلان مذہب کا مدار ہو اور بقول آپ کے بعض شروح بھی
جنمین یہہ توجیہات مذکور ہون نایاب ہون تو بڑی افسوس کی بات ہے کہ کتاب کہہ لکر دیکھہ
لین اور یون ہی دعوی فرمائین جس سے معلوم ہو کہ انکا علم تمام شروح کی مضامین کو حاوی
ہے پس واضح رہے کہ نہ آپکی مفتی صاحب نے اپنے نجاننے کا اظہار کیا اور نہ اعتراض عدم
علم پر ہے بلکہ محل اعتراض مفتی صاحب کا دعوی تبحر ہے کہ باوجود نہ جاننے کے اپنا علم

بارہ مین فرمایا اور فرمایا کہ ہم کئی جگہ اس تحریر مین یہہ امر ثابت کر چکے ہین۔ پس اسکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ محض جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے اپنی عادت کے موافق عبارت
ازالۃ الخفار کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی تھی چنانچہ جس جگہ اس تحریر مین آپنے یہہ دعویٰ
فرمایا ہے وہین ہم ہی بخوبی اوسکو باطل کر آئے ہین حاجت اعادہ نہین ہے۔ دوسرا اعتراض
آپنے حضرت خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے نسبت آیت قرآنی متضمن موت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یاد نرہنی کی بابت فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اول نسیان کسکی نزدیک
محل اعتراض نہین یاد آتا ہے کہ بعض شیعہ نے نسیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بہی جائز رکہا ہے۔ خود جناب امیر شیطان لعین کے مہلت یافتہ ہونیکو بہولی ہوئی
تہے اور ابلیس کی تلقین سے متنبہ ہوئی۔ اور نہ خاتم المتکلمین کا اعتراض نسیان کی بابت ہے
پس جب نسیان منافی نبوت نہین تو مناقض خلافت کیونکر ہو سکتا ہے۔ معہذا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ کا نسیان بوجہ صدمہ ہوش ربا وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیش آیا تہا۔ مگر آپکی مفتی صاحب پہ کیا مصیبت پڑی اور اونکو کیا صدمہ پیش آیا
جس سے انکی ہوش و حواس سلب ہو گئی اور باختہ حواس ہو کر یہہ غفلت طاری ہوئی اور نسیان
پیش آیا اگر حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے اعتراضات کا صدمہ و مصیبت ہے
اور انکا وارعضال ہونا اسکا باعث ہے تو ہم بہی آپکی مفتی صاحب کو معذور سمجہتے ہین علاوہ ازین
اس موقع مین کہ جو جناب مفتی صاحب کو پیش آیا اور دوسری مواقع مین کہ جس جگہ کتب کا
نہ دیکہنا یا مضامین کا یاد نرہنا کچہہ عیب یا نقص کا باعث نہین سمجہا جاتا یون بعید ہے
وہ یہہ کہ جسجگہ کتب کا نہ دیکہنا یا وقت تحریر مضامین کا یاد نرہنا معیوب نہین سمجہا
جاتا وہ موقع ہے کہ جہان فیما بینہا تعلق بعید ہو کہ اس سے اون مضامین کیطرف
انسباق ذہن کا کم ہو اور انتقال فکر کا اودہر سے اودہر نادر ہو ایسے مواقع مین اگر
وقت تحریر مضامین یاد نرہے یا کتاب کو ندیکہی تو معذور سمجہا جا سکتا ہے اور یہہ موقع جو

وتحیر کنا یا افترا اور جتلا رہی ہین اسپر آپکا یہہ جواب دینا کہ نہ جاننا کچھہ عیب کی بات نہین اور
نہ محفوظ رہنا کچھہ بڑی بات ہے یہہ ایسا جواب ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے
مفتی صاحب کی عبارت کو بھی نہین سمجھے ورنہ اتنا تو سمجھتے کہ اعتراض کسے نہ جاننا ثابت ہوتا ہے
یا جاننا اور ازالۃ الغین کی عبارت کو بھی نہین سمجھے اور نہ اس جواب کو اوس سے کچھہ ربط و تعلق ہی
علاوہ ازین اس تقدیر پر کہ بحرانی نے جو کچھہ تحریر فرمایا وہ تحقیقی اور واقعی ہو اور اونکی نزدیک
یہہ جواب اصلی جواب ہون اور مفتی صاحب نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ نفرمایا ہو یا اوسکی
مضامین اونکو یاد نرہی ہون حسب بیان علامہ ابن میثم یہہ اعتراض ان الممادح التی ذکرھا
علیہ السلام فی حق احد الرجلین ینافی ما اجمعنا علیہ من تخطیہم واخذھما منصب
الخلافۃ فاما ان لایکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او ان یکون اجماعنا خطأ
وارد ہوتا ہی اور علامہ بحرانی نے خود جواب شیعہ سی نقل کیے ہین وہ جواب بداہۃ معلوم ہوتا ہے
کہ ہرگز صلاحیت رفع اعتراض کے نہین رکہتے چنانچہ حضرت صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
دلائل سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے نواب فرماتے کہ ہر دو امور مندرجہ اعتراض مین سے کسکو
اختیار فرمائے گا کہ یا آپکا اجماع خطا پر ہے یا یہہ کلام جناب امیر کا کلام نہین ہے اور
شریف رضی نے من تلقاء النفس گڈھا یا بڑھا دیا لیکن یہہ تو واضح ہے کہ شریف رضی تو دیدہ
و دانستہ ایسے کلام کو جو صریح مدح شیخین پر دلالت کرے اپنے خلاف مذہب کیون بڑہاتا ایسا
احتمال موبدات مذہب مین تو ہو سکتا ہی اور منافیات مذہب مین یہہ امر بالکل مفقود ہی ما دانستگی
کا عذر غیر مسموع علی الخصوص حاشیہ پر بخط الرضی لکہا ہوا ملگیا کہ لفظ فلان کے نیچے عمر
لکہا تہا تو شریف رضی کے بڑہانی اور اس کلام کے جناب امیر کی کلام نہونے کا تو
احتمال باطل ہوا تو ثابت و متعین ہوا کہ آپکا اجماع خطا پر واقع ہے۔ وہو المطلوب۔ اگرچہ اس
گذارش سی آپکی معارضات بہی باطل ہوگئی تہے لیکن ذرا تفصیل سے سنیے کہ اول معارضہ
جناب نے حضرت صاحب تحفہ قدس سرہ العزیز کی نسبت اپنے والد ماجد کی تصنیفات نہ لکہنے کے

جوہر

آپکے مفتی صاحب کو پیش آیا کہ خصم نے اپنے ثبوت دعوی مین ایک کتاب کے خاص موقع کو
مستدل قرار دیا اور اوس کتاب کے شروح کے مضامین متعلقہ کو اپنے دعوی کی تائید مین
بیان کیا تو اگر کوئی شخص اوس خصم کے جواب مین بدون اسکے کہ شروح دیکھے اور اونکی طرف
مراجعت کرے اور خصم کے دعوی کا صدق یا کذب کتب سے مقابلہ کرکے معلوم کرے۔ صاف
انکار کردے اور لکھے کہ کسی کتاب مین اسکا نام ونشان نہین اور یہہ دعوی محض کذب ودروغ
ہے۔ حالانکہ خود یہہ انکار ونکذیب محض کذب ودروغ ہو۔ تو ہرگز وہ معذور نہ سمجھا جائیگا اور کبھی
ملامت سے نہ بچیگا پہر اگر کوئی اوسکے اتباع مین سے اوسکی حمایت کرے اور عذر کرے کہ آپنے
کتاب نہین دیکھی تہی اور آپکو یاد نہین رہا تہا۔ تو یہہ کسی عاقل کے نزدیک قابل التفات
نہوگا بلکہ مصداق مثل مشہور عذر گناہ بدتر از گناہ کا سمجھا جائیگا کیونکہ اس موقع مین
بوجہ غایت اتصال وقرب تعلق فیما بینہما اوسپر واجب تہا کہ شروح کی طرف مراجعت
کرے اور اس دعوی کے صدق وکذب کو کتب سے مقابلہ کرکے دیکھے تو اوسنے ترک
واجب کیا اور اپنی مذہب کی حمایت مین صریح مرتکب کذب وخیانت کا ہوا تو ایسے
موقع مین جسقدر ملامت کیجاوے بجا ہے اور جسقدر گرفت کیجاوے زیبا۔ پس ہمارے فاضل کا
بحمایت اپنے مفتی صاحب کے فرمانا کہ اگر اونہون نے کتاب نہ دیکھی ہو یا مضامین یاد نرہے
ہون تو کیا عیب ونقص کی بات ہے۔ سراسر واہیات ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ سراسر
عیب اور نقص اور خیانت وکذب اور مرتبہ تصنیف کے بالکل مخالف ہے۔ رہا خلافت
کے اہم المہمات ہونیکا جو آپ اشارہ فرماتے ہین سو یہہ وہ غلطی ہے جو ابحاث سابقہ مین
آپکو پیش آچکی اور بتفصیل تمام اسکی نسبت ہم گذارش خدمت کرچکے ہین۔ قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء شیعہ کا پایہ علم اور تدین
بخوبی معلوم ہو سکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا استیفا نہین کیا گیا۔ اقول۔
ہان یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علمائے سنیہ کا پایہ علم ودیانت وفہم وفراست

وعقل وکیاست بخوبی معلوم ہوسکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا بھی استیفا نہین کیا گیا
یقول العبد الفقیر لی مولاہ الغنی - بحول اللہ تعالے وقوتہ اہلسنت کا پایۂ
علم ودیانت وفہم وفراست ایسا ظاہر وباہر ہے کہ کسی پر مخفی نہین رہ سکتا یہہ ہی جماعت مصداق
ید اللہ علے الجماعۃ وغضب اللہ علے من خالفہا کے ہے - ہان علماء شیعہ کا
پایۂ علم ودیانت وفہم وفراست قابل تماشا ہے کہ جنکے اکابر مذہب اونکے زعم مین ہمیشہ تقیہ
کے پردے مین مخفی رہے اور مذہب کو دائما صندوق تقیہ مین بند رکھا سو بحمد اللہ فریقین کے علم
ودیانت اور فہم وفراست کی حالت اسی بحث سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے بشرطیکہ
انصاف کا چشمہ چشم بصیرت پر لگا کر دیکھا جاوے **قولہ** اگر کسیقدر اس بحث کی
مفصل جواب مین بیان ہوا ہے کہ علاوہ خلاف واقع بیان کرنے وغیرہ کے علم
وفضل کا مرتبہ بھی بدرجہ کمال حاصل کیا ہے - یہانتک کہ جو باتین کہ درس خوان وبستان
کو معلوم ہین انمین بھی کمال مہارت بہم پوہنچائی ہے - جیسا کہ للہ بلاد فلان کو بدروغ از
قسم قسم دروغ فرماتے ہین حالانکہ کتب نحویہ ولغویہ مین تصریح ہے کہ للہ درہ وللہ ابوہ وللہ بلادہ
مثل انکے کلمات تعجب سے ہے قسم سے اسکو کیا علاقہ - اور جواب تنزلی وتقدیری کو اصلی
سمجھتے ہین فیا للعجب اس علم وفضل پر کوئی صاحب خاتم المحدثین اور کوئی صاحب خاتم
المتکلمین کا خطاب اپنی اہل نحلہ سے پاتا ہے ان ہذا لشیء عجاب **اقول** اہل انصاف
برائے خدا ذرا اس بحث کو جو ہمارے فاضل مجیب نے بصد ناز وافتخار تحریر فرمائی ہے سنین
اور حضرات علماء شیعہ کا مرتبہ علم وفضل ملاحظہ فرمائین کہ واقعی جو باتین کہ اطفال مدرسہ کو معلوم
ہونگی حضرات اونمین غلطان وپیچان ہوتے ہین اور اونسے بھی واقف نہین مینی غلط کہا
بلکہ اونمین کمال مہارت بہم پوہنچائی ہے - آپ اعتراض فرماتے ہین اور ظاہر یہہ ہے
کہ آپ آپنے علماء سے نقل فرماتے ہونگے - کیونکہ آپ تو فرما چکے ہین کہ مین محض فارسی خوان
ہون - آپکو کتب نحویہ ولغویہ سے اور تحقیق للہ بلاد وغیرہ سے کیا تعلق اور نیز اس قول کے شروع عبارت مین بھی

ف مجیب کے اس اعتراض کا جواب کہ علماء اہل سنت للہ بلاد فلان کو غلطی اسی قسم کہتے ہین۔

اسطرف ایما ہی کو لکھتے ہین۔ اس بحث کی جواب مین مفصل بیان ہوا ہے تو ہمکو یہہ کہنا چاہیی
کہ فاضل مجیب نقلاً اپنی علما سی اعتراض نقل کرتے ہین کہ علماء اہلسنت نے لعہ بلا و فلان کو
بدروغ قسم دروغ فرمایا ہے حالانکہ یہہ کلمہ تعجب کا ہے۔ اب اسکا جواب یہ ہی کہ یہہ آپکی علماء
کا محض کذب اور افتراء اور بہتان ہے ہرگز علماء اہلسنت نے لعہ بلا و فلان کو جو حسب تصریح
فاضل بحرانی کلمہ مدح کا ہے قسم نہین فرمایا ہے صواقع اور تحفہ اور ازالۃ الغین میری نظر سے
بہی گذری ہین اور غالباً تحفہ کی بنسبت یہہ اعتراض ہوگا اسلیی ہین عبارت ان کتابونکی نقل کر کے
اپنے فاضل کو اونکی علماء مجتہدین کے تبحر اور تقدس کے قسم دیکر پوچہتا ہون فرمائین تو سہی کہ اس
عبارت مین کہان لکہا ہے کہ لعہ بلا و فلان کلمہ قسم ہے خواجہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ صواقع مین یہہ
خطبہ نقل کرنے کے بعد اول جواب وکان منہ علی وجہ استصلاح من یعتقد صحۃ
خلافۃ الشیخین کی ضمن مین فرماتے ہین فانہ اثبت للامام المعصوم انہ کذب عشر کذبات
صراح موکدۃ وحلف عشر حلفات کاذبۃ من غیر الجاء ضرورۃ داعیۃ الیہ فان استصلاحہم
واستجلاب قلوبہم تحصل بغیر الکذب والیمین الکاذب اورنیز دوسری جگہ لکہتے ہین
فانہ وقوع الفتنۃ فی خلافۃ عثمان کان معلوما لکل احد غیر خفی وھل یخفی علی
الناس القمر وانہ حلف عشر حلفات کاذبۃ۔ الی ان قال۔ فان المومن اللبیب لا یرتکب
الکذب والیمین الکاذب لامر یحصل بالصدق فضلاً عن الاکاذیب والایمان
الکاذبۃ۔ حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ مین توجیہ اول کے ضمن مین فرماتے ہین
لکن بر عاقل منصف پوشیدہ نیست کہ دہ دروغ موکد بقسم را نسبت بجناب معصومی نمودن
کہ برای غرض سہل وناچیزی دلداری چند کس الخ۔ پہر فرماتے ہین کہ کدام ضرورت بجی اینہمہ
تاکیدات ومبالغات وایمان غلاظ شدہ بود۔ پس یہہ عبارتین ہین اسمین کہان لکہا ہی
کہ لعہ بلا و فلان کلمہ قسم ہے حضرات شیعہ کی یہہ عادت ہی کہ اپنی خوش فہمی سے ایک غلط
مضمون تراش لیا اور اوسپر اعتراض کرنے لگے بمقتضاء اپنے کمال فضل وعلم کے

اسجگہ یہہ سمجھہ لیا کہ للہ بلاد فلان کے معنی قسم کے لکھی ہین اور اسپر ناحق واویلا شروع کردیا
اب دیکھہ شاید اپنی کمال تجر اور ہمہ دانی سے یہہ سوال کرینگے کہ اگر للہ بلاد فلان کے معنی قسم کے نہین لکھی تو پھر یہہ قسم کہان سے
پیدا ہوئی اور کونسا حرف قسم کا عبارتمین موجود ہی جسکے معنے قسم کے خواجہ نصر اللہ اور علامہ دہلوی نے لکھی ہین
پس اسکا جواب یہہ ہی کہ نحو کی چھوٹے چھوٹے رسائل مین لکھا ہی کہ قسم مقدر مثل ملفوظ کے ہوتی ہی چنانچہ غالباً کافیہ ابن حاجب مین ہے
وتقدیر القسم کاللفظ پس اول للہ بلاد فلان کلمہ مدح کا ہی - بعد اوسکے لفظ لقد قسم مقدر پر دال ہے
اور اوسکا جواب واقع ہے مغنی اللبیب مین لکھا ہے وقال غیرہ (زمخشری) فی نحو
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم قد فی الجملۃ الفعلیۃ المجاب بہا القسم مثل
ان واللام فی الجملۃ الاسمیۃ المجاب بہا القسم فی افادۃ التوکید دوسری جگہ
لام تاکید کے بیان مین لکھا ہی وبعضہم المتصرف المقرون بقد نحو ولقد کانوا عاھدوا
اللہ من قبل لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات والمشہور ان ھذہ لام القسم
بیضاوی مین لکھا ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اللام موطئۃ للقسم
اسپر محشی عبد الحکیم لکھتا ہی ای ممہدۃ ومعینۃ للقسم المحذوف وقرینۃ علیہ تو ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ یہان قسم مقدر ہی اور تقدیر عبارت اسطرح ہے - للہ بلاد فلان
فواللہ لقد قوم الاود وداوی العمد الخ ای حضرت میر صاحب آپکی علمانے ہمپر یہہ اعتراض کرکے
اپنی علم وفضل کی آپ ہی وکیل وسند دیدی پھر اوسپر آپکا اسکو ناز و افتخار کے ساتھہ
ہماری مقابلہ مین لکھنا اور بنا طرہ - یہہ ایک چھوٹی سی بحث ہی جس سے پایہ علم وفضل علمای شیعہ
وعلمای اہلسنت کا بخوبی معلوم ہوسکتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ علمای اہل سنت
خطاب خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین کے لائق ہین یا علمای شیعہ جنکو چھوٹے چھوٹے مسائل نحو مین
بھی کمال مہارت ہی - خطاب مجتہد اور علم الہدے اور صدوق کے لائق ہین - رہا ابن
ہشیم کے جواب کو تنزلی وتقدیری کہنا ایسی غلط فاحش ہے کہ جسکو تھوڑی سی عقل وانصاف
ہووہ بھی اسکو سمجھہ سکتا ہے اور اگر فاضل مجیب شرح ابن ہشیم ملاحظہ فرمائنگے تو خود اپنی

اس خطا پر متنبہ ہو جائینگے قال الفاضل المجیب قولہ۔ اگر تامل کیا جاوے تو جوابات تحفہ ایسی غلطیوں سے پر ہین پس اب انصاف سے فرمایئے کہ تحفہ زیادہ عدم اعتماد کے قابل ہے یا اوسکے جوابات معتمد علیہ جناب مخاطب۔ اقول آپنے جوابات تحفہ کب دیکھے کہ تامل فرماتے اگر آپ انکو دیکھتے اور کچھہ تامل و انصاف سے کام لیتے تو آپکو کالشمس فی نصف النہار روشن ہو جاتا کہ صاحب تحفہ کی بہت ہی کم ایسے قول ہونگے جو غلطی و خلاف واقع گوئی سے خالی ہون اور حاشا کہ جوابات تحفہ مین غلطی ہو یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ایسے خرافات و کذب کے جواب مین بجز اسکے کہ ہم سکوت کرین۔ یا ہم بھی جھوٹ بولین کہ آپ سچ کہتے ہین اور کچھہ جواب نہین دیسکتے قولہ اگر آپکا یہہ فرمانا صحیح ہوتا تو ابتک کوئی صاحب تو آپ صاحبونمین سے مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا۔ اقول جب وہ اس قابل ہی نہین کہ اہل علم اونکے جواب کیطرف متوجہ ہون تو ہمارا اصل استدلال ابطال مذہب شیعہ پر تھا بجای خود باقی رہا پھر ہمکو اونکے جواب لکھنے کے اور ناحق تضییع اوقات کی کچھہ ضرورت نہین ہے علاوہ اسکے ہمارے یہاں بھی ایسی کتابین ہین جنکا علمار شیعہ نے جواب نہین لکھا تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر اونمین غلطی ہوتی تو آپ صاحبونمین سے کوئی تو مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا۔ قولہ آپکے خاتم المتکلمین کی یہہ جرات نہ ہوئی مگر ہان خال خال جہان کہین اونکو اپنے سمجھہ کے موافق قلت تدبر و تفکر سے جائے انگشت معلوم ہوئی اس قول کو نقل کرکے بہت کچھہ شور و غل مچایا۔ مگر اہل فہم و انصاف جانتے ہین کہ فضول تھا۔ چنانچہ اسی بحث سے جسکو آپنے بڑی ناز و افتخار سے تہدیداً لکھا تھا معلوم ہوگیا اقول ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین جوباً لااستقلال آپکی بعض تحریرات کے جواب مین فرمائے تبعاً و استطراداً حسب محل و موقع جوابات تحفہ وغیرہ کے بخوبی قلعی کھولدی ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہہ جوابات قابل التفات طلبہ علوم بھی نہین ہین چہ جائیکہ علما مقصدی جواب ہون خیانچہ

قولہ شیعہ ہی بخوبی گذرچکی ابہی بحث سے اسی بحث میں اور سمجہتے ہین جانتے ہین اہل انصاف و فہم
آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپنے تحفہ کے اجوبہ ملاحظہ ہی نہین فرمائی تو آپ کیونکر اونکی
اعتماد و عدم اعتماد کی بابت کچہہ کہہ سکتے ہین **اقول** یہہ اپکا خیال و زعم بالکل غلط ہے
جسکی کچہہ اصل نہین **قولہ** جاننے والے پرکہنے والے جانتے ہین کہ کون اعتماد کے
قابل ہے **اقول** بیشک اسپر ہمارا بہی صاد ہے **قال الفاضل المجیب** - **قولہ** -
شیعونکی بعض فرضی کتابین گہڑلین جناب مخاطب کی تحریر سے تو اونکا مادہ علمی اسقدر معلوم
نہین ہوتا کہ اپنے مذہب کی تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور اور اونکی واقفیت ہو۔
اقول - اس آپکی تشخیص پر ہم ہی صاد کرتے ہین مین اپنی کم علمی ہیچمدانی شروع ہی
مین عرض کرچکا ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** چونکہ اسجگہ
فاضل مجیب نے جو ہماری جواب کے عبارت نقل کی ہے اوسمین خلط واقع ہوتا ہے مبادا ناظرین
اقوال کو بعینہٖ اقوال مین تردد و اشتباہ واقع ہو اسلیے بنظر احتیاط عرض کرتے ہین
کہ اسجگہ جو لفظ قولہ ہماری فاضل مجیب کی کلام مین واقع ہے یہہ قول ہماری تحریر مین کاہی
اور ضمیر اسکی راجع بطرف فاضل مخاطب ہی اور بعد اسکی عبارت ”شیعونکی بعض فرضی کتابین
گہڑلین اصل سوال فاضل مخاطب کا جملہ ہے جسکا جواب ہمنے لکہا ہے اور کہاں جناب
مخاطب کی تحریر سے الخ پس ناظرین یہہ خیال نفرماوین کہ قولہ کے قائل فاضل مجیب ہین او ضمیر
ہماری طرف راجع ہے اور عبارت شیعونکی بعض فرضی الخ ہماری عبارت ہی جیساکہ نا ہے
مستفاد ہوتا ہے فلیتنبہ - سابق مین ہماری فاضل مخاطب نے ہمارے قولہ کو اپنے قولہ کے
ساتہہ ملاکر بتکرار قولہ قولہ کرکے لکہا تہا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک لفظ قولہ سہواً
کاتب سے ترک ہوگیا ہوگا یا عمداً اگر یہہ مستقبح سمجہکر چہوڑدیا ہوگا - تعجب ہی کہ باایں ہمہ ہیچمدانی
اگر یہہ کسر نفس کے طور پہ نہین ہے تو اپنے اصول و فروع مین بلا تقلید یہ حق الیقین کا
کیونکر پیدا کرلیا معلوم ہوتا ہے کہ اصل ادعائی ہمہ دانی ہے اور یہہ محض تواضع -

قوله لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو بصد ادب اسقدر گذارش ہے کہ بندہ تو تمام کتب یا تمام
کتب مشہورہ پر عبور نہین رکہتا اور واقف نہین مگر جناب باایہنمہ ادعای علم و فضل اصل مسئلہ متنازعہ
فیہ سے بہی آگاہ نہین چنانچہ امامت کو مسائل فروعیہ سے بیان کرنے مین ازالۃ الغین مجے دیکہنے کا اتفاق ضرور ہوا ہے
ہوئی - اس مسئلہ کو آپکی کتب احادیث وغیرہ حتی کہ کتب عقائد مین اہم المہمات لکہا ہے
مگر آپ اسکو اہم المہمات نہین جانتے یہہ محض کتب کلامیہ وعقاید واحادیث وغیرہ پر عبور
نہونے کا ہی سبب معلوم ہوتا ہے ورنہ شاید اجتہاد کا دعوی تو آپکو بہی نہو **اقول** حضرت
نے دریافت فرمایا تہا کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اصول مین سے ہے یا فروع
سے بندہ نے بجواب اوسکے عرض کیا کہ اہلسنت کے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہے
اور اوسکے ثبوت مین حوالہ خاتم المتکلمین کے عبارت کا جو اسوقت سامنے موجود تہی لکہنا کافی
سمجہا پس اسپر جناب کا فرمانا کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا سے آگاہی نہین آپ ہی انصاف سے
فرماوین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اگر آپ کسی مسئلہ مین اوسکے ثبوت کے وقت حوالہ اپنے مجتہد
العصر یا مفتی کنتوری صاحب کا دیوین اور مسئلہ بہی صحیح فرماوین تو کوئی دعوی کر سکتا ہے
کہ آپ اس مسئلہ سے آگاہ نہین حاشا وکلا - اور بالفرض اگر مین شرح عقاید کا حوالہ دیتا
تو بہی آپ یہہ ہی اعتراض فرما سکتے تہے جبتک کہ تمام کتب عقاید واحادیث وغیرہ کی فہرست نکہی
جاتے حالانکہ کوئی شخص تمام حوالونکو جمع نہین کرتا - ظاہر ہے کہ حوالہ سے مقصود یہہ
ہوتا ہے کہ مسئلہ کی صحت کی نسبت طمانیت ہو جاوے اور یہہ بمجرد نقل قول کسی معتبر
عالم کے حاصل ہو سکتا ہے علی الخصوص جبکہ مسئلہ بہی مسائل فروعی مین سے ہو اور یہہ امر حضرت
خاتم المتکلمین کے طرف حوالہ سے بخوبی حاصل ہے پس اسکی نسبت جناب کا
عدم آگاہی فرمانا عدم آگاہی قانون انصاف سے ہے - اگرچہ یہہ بات مسلم اور صحیح ہے
کہ بندہ کو تمام کتب کلامیہ واحادیث وغیرہ پر عبور نہین ہے اور نہ بندہ کو دعوی اجتہاد ہے
مگر تعجب یہہ ہے کہ آپکی جناب مفتی صاحب نے خلاف واقع دعوی فرمایا کہ شرح نہج البلاغت

مین کہین یہہ توجیہات مذکور نہین اور جناب نے اوسکی نسبت عذر فرمایا کہ کیا ضرور ہے کہ ہر
عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہے ہر ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکی
مضامین کا یاد نرہنا کچہہ بڑے بات نہین اور کچہہ عیب ونقص کی بات نہین کہ اگر ایک
کتاب کو نہ دیکھا ہو یا اوسکی مضامین یاد نرہی ہون۔ پس جب آپکے نزدیک شرح
نہج البلاغت کی ندیکھنے سے آپکی مفتی صاحب کے تبحر مین کچہہ فرق نہ آیا اور اونکی کذب
کیطرف سے یہہ عذر بارد فرمایا اور بسر وچشم قبول کرلیا تو ہمنے ایسا کیا قصور کیا تہا
کہ باوجودیکہ مسئلہ صحیح عرض کیا اور حوالہ بہی صحیح دیا لیکن ہان تمام حوالونکو جمع نہین کیا
اسکو ہماری کتب عقاید واحادیث وغیرہ پر عدم عبور کا سبب قرار دیا اور عدم آگاہی
اور ناواقفیت سمجہا۔ آپنے انصاف کے کس قاعدہ کے موافق یہہ فیصلہ فرمایا آپکی مفتی صاحب
باوجود خطا کے بہی متبحر ہی رہین اور ہم بے خطا ناواقف ونادان سمجہی جائین یہہ صریح ہٹ
دہرمی اور حق پوشی نہین تو کیا ہے۔ انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ اگر ہمکو آپ صرف اس
وجہ سی مطعون کرتے ہین کہ ہمکو کتب احادیث وکلام وغیرہ پر عبور نہین یا وقت تحریر
مضامین یاد نرہی تو اپنی مفتی صاحب کو بہی اگر دوچند نہین تو ہماری برابر تو مطعون وملام
بنایی۔ رہا اہم المہمات کا ذکر کرنا یہہ وہ خوش فہمی ہے جو بہت جگہ اس تحریر مین آپنے
ظاہر فرمائی کہ ہم گنتی گنتے تہک گئے۔ اور اسکا جواب مفصل سابقاً مذکور ہو چکا ہے۔
قال الفاضل المجیب۔ قولہ اگر دعوی ہے اور اجازت ہو تو بندہ معیار امتحان
سی اس امر کی بخوبی آزمائش کرسکتا ہے۔ اقول۔ بندہ کو ہرگز دعوی نہین ہے مین کیا
اور میرا دعوی کیا جاہل وظالم وناقص ہیچ میرز وہیچمدان اقل الخلیقہ بل لاشی محض الحقیقۃ
ہون اور اسکی جواب مین بجز اسکی کہ جناب نے اپنی بلند حوصلگی وعالی ظرفی ظاہر فرمائی ہی
کیا غرض کردن اگر غرور وتکبر معیوب وممنوع نہوتا تو شاید بخیال اسکی کہ التکبر مع المتکبر
صدقۃ یہہ شعر عرض کیا جاتا۔ بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان + تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

يقول العبد الفقير الى مولاه الغنى اگرچہ ہمنے بعض مضامين چہانٹ رکہے تہے
کہ گذارش خدمت اقدس کرینگے لیکن جب جنابنے ترک دعوی مین اسقدر عجز وانکسار فرمایا۔ گو
کسی طور سہی ثواب انسانیت سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ ہم کچہہ اس عنوان خاص سے لکہین اور فی الحقیقت
یہہ تمام تحریرات ہی محک امتحان ہین اس سے سب کچہہ واضح ہوچکا ہے۔ رہا بندہ کی نسبت
جو جناب نے بلند حوصلگی وعالی ظرفی طنز و تعریض کے طور پر اور تکبیر صراحۃً تحریر فرمایا۔ گویا
اپنی ہی حال کا نقشہ کہینچا ہے کیونکہ بندہ تو محض سائل ہی ہے پس قال الفاضل المجیب
قولہ۔ معہذا بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتے ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود مستور
اقول۔ آپنے یہہ مضمون ازالۃ الغین سے نقل تو کردیا مگر ذرا غواص طبیع کو بحر تفکر مین غوطہ نہ
فرمایا کہ بالفرض اگر یہہ آپکا قول تسلیم ہی کرلیا جاوے تاہم وہ کتب گو بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور و متداول نہ ہون مگر السنہ علماء و کتب رجال مین تو ضرور مذکور ہونگی ورنہ اونکی سند کیونکر
جائز ہوگی۔ آپکے خاتم المتکلمین جو ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ مخفی نیست کہ بسا باشد کہ
کتابے در زمانے شہرت می یابد و بعد زمانی شہرتش از صفحہ کائنات محو گردد و ہمچنین بالعکس
الخ۔ چونکہ یہہ محض دعوی لسانی تہا اسکی مثال پہ قادر نہ ہوئی۔ اور دوسری صورت جو ہمچنین بعضی
از کتابہا الخ۔ بیان فرمائی اور جو اوسکی مثال کتاب سیف المسلول کی دی بے شک یہہ
ممکن ہے مگر کتاب سیف المسلول موجود اور علماء کی زبان پر مذکور اسکے مصنف کا حال
معلوم ہے اسیطرح اگر کوئی کتاب مجاج السالکین ہوتی تو ضرور وہ بہی موجود اور علما
کی زبان پر مذکور ہوتی اسکے مصنف یا مولف کا حال معلوم ہوتا گو وہ متداول نہوتے اور اگر
ایسا نہو تو ہر شخص ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیکر جو اصل مین تصنیف یا تالیف ہی نہ ہوئی ہو
کہہ سکتا ہے کہ بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتی ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور فرمائیے آپ اسکا کیا جواب دینگے۔ ایسی کتاب کا حوالہ جو اس زمانہ مین مفقود و مستور ہو
اور اس مذہب والون کے رجال مین بہی کہین اسکا ذکر نہو نہ اسکے مصنف کا نام

مفصل نہ اوسکی تصنیف وتالیف کا زمانہ مشرح بمقابلہ خصم بیان کیا جاوے تو محض لغو ہوگا۔
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے ۔ اگرچہ کتب غیر متداولہ مفقودہ ومستورہ کی
مثال طلب کرنا ایسا ہی جیسا کوئی غیر معلوم ومجہول کی مثال طلب کرے مگر ہم اپنی حضرت
فاضل مجیب کو مثال ہی سے سمجہاتے ہین سنئے کہ آپکی بلکہ فریقین کی کتب رجال وفہرست مصنفین
وعلما مین بعض علما کثیر التصانیف کی نسبت تحریر ہے کہ صدہا مجلدات انکی تصانیف ہین چنانچہ
ابن شہر اشوب نے معالم العلما مین فضل بن شاذان کی نسبت لکہا ہے ولہ مائۃ وستون
مصنفا اور نیز اوسی ابن شہر اشوب نے عبد اللہ بن احمد بن ابے زید الانباری کے حالمین
لکہا ہے لہ مائۃ واربعون کتابا محمد بن مسعود عیاشی کی نسبت لکہا ہے کتبہ
یزید علے ملتے مصنف محمد بن علی بن بابویہ القمی کے حالمین لکہا ہے لہ نحو
من ثلثمائۃ مصنف علے ہذا القیاس اور بہت سے علما کی نسبت اسیطرح درج ہی لیکن
اگر تتبع وتلاش کیجاوے تو بجز چند کتابونکی جو بہ نسبت کل کے بہت قلیل المقدار ہونگی کسیکا
کہین نہ ونشان نہین ملیگا تو انکی نسبت بہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہہ کوئی کتابین ہوتین
تو موجود اور علما کی زبان پر مذکور ہوتین اور ایسی بہی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا حال
کچہہ معلوم نہین چنانچہ معالم العلما کے آخر مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یہہ بہی ہر ایک
پر واضح ہے کہ جامع فہرست علما کو اول تو استیعاب واستیفا کتب مصنفہ بیان کرنا مقصود
نہین ہوتا تہوڑی تہوڑی کتابین بطور نمونہ درج کردیتے ہین اور اگر استیعاب ہوتا بہی ہے تو اپنی علم
وواقفیت کے موافق ہے اور ظاہر ہے کہ کچہہ ضرور نہین کہ انکا علم ہر ایک شخص کے تمام مصنفات
کو حاوی وشامل ہو آپنے معالم مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اول مین لکہا ہے وان کانت الکتب
لا تعد ولا تحد وآخر مین لکہا ہے ثم الفہرست والکتب غیر منحصرۃ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ انکو استیفا مقصود نہین ۔ علاوہ ازین چند کتب درسائل بندہ کے
پاس بہی مذہب شیعہ کے مصنفہ علما شیعہ موجود ہین آپ انکا ہی حال تلاش کر دیکہین

اور تتبع کرکے فرماوین کہ وہ کس کس کے کتابین و رسائل ہین - اوصاف الاشراف کتاب الاشراف - حجۃ الکاملہ - نوادر الاثر - مختصر العویص اگر ہر ایک کتاب کے واسطے ضرور ہے کہ اوسکا حال اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف مفصل و مشرح معلوم ہوا کرے تو انکا حال بہی اسی طرح تفصیل کے ساتھہ معلوم ہوگا - رہا صحت استشہاد کی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا ہی سو ماتحن فیہ مین ہمارے سند کی صحت کا مدار کچھہ محجاج السالکین ہی پر نہین ہے بلکہ اور بہی بعض معتبر کتابونسے ثابت ہے چنانچہ ہم آئندہ اوسکو نقل کرینگے اسیواسطے حضرت علامہ دہلوی صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ لنے اقتصار محجاج السالکین ہی پر نہین فرمایا ہے پس جبکہ یہہ روایت دوسری معتبر کتابونمین بہی موجود ہے تو اگر بالفرض محجاج السالکین مفقود و مستور ہوا اور وسے استدلال صحیح ہنوتا ہم ہماری استدلال کے صحت مین بابت رضا جناب بتول رضی اللہ عنہا شیخین رضی اللہ عنہما کی ساتھہ کچھہ کلام نہین ہوسکتی - غرض کتب کی نسبت آپکا یہہ دعوی فرمانا کہ جو کتاب تصنیف ہوئی ضرور ہے کہ اوسکا اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف معلوم ہو خلاف بات ہے بہت ایسی کتابین تصنیف ہوئی جو بعد مین مفقود ہوگیئن اور بہت سی ایسی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا کچھہ حال معلوم نہین - اکثر کتابین جو گذشتہ قرون مین زیر درس تہین اسوقت اونکا نام نشان بہی نہین قاعدہ ہے جب ایک چیز کا تداول کم ہوجاتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ شی ہی اول شکل معدوم کی ہوتی ہے اور پہر حقیقۃ معدوم ہوجاتے - آپکو معلوم ہوگا کہ اقلیدس کے بعض مقالون کا کہین پتا نشان نہین مصنفات افلاطون و ارسطاطالیس وغیرہ کا اسوقت کہین نام و نشان باقی ہے اچہا اونکو رہنے دو صحف ابراہیم علیہ السلام کا کہین عالم مین وجود ہے توریت و انجیل و زبور اصل کہین پائی جاتے ہین - علے ہذالقیاس صدہا بلکہ ہزارہا ایسی کتابین ہونگی جو ایک زمانہ مین مشہور تہے اور بعد وسکی مفقود ہوگئی اسجگہ غرض ان کے بیان سی صرف یہہ ہی کہ یہہ کچھہ لازم نہین کہ اگر ایک شی کا وجود ایک زمانہ مین ہو تو بعد اوسکی بہی اوسکا وجود باقی رہے - جیساکہ ان کتب سماوی کا وجود خارجی مفقود ہوگیا ہی ممکن ہے کہ بعض کتب

ایسی ہیون کہ اونکا وجود خارجی اور علمی دونو جاتے رہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسکی استحالہ پر قائم نہین ومن اوعی فعلیہ البیان اور منہاج السالکین تو اوس جنس سے نہین کہ جسکا وجود مطلق نرہا ہو۔ آخر حضرت علامہ کابلی رح نے صواقع مین اوس سے استشہاد کیا حکیم مخدوم سلامت علیخان نے اوسکی وجود کی شہادت دی اسکی وجود کی دلیل کافی ہے۔ رہا اسکو اہلسنت کا افترا سمجھنا اور انکار کرنا اور یہہ کہنا کہ اپنی نفع کے لیے گہڑی ہوگی اور چونکہ اس باب مین اہلسنت متہم ہین اسلیے انکی شہادت قابل قبول نہین سو اسکا جواب ہم عنقریب بیان کرین گے۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ پس یہہ بہی اپنی قدما کی بہروسہ پر جنہون نے برای نام تحفہ کے جوابات لکہی ہین لکہ گیا ہے۔ **اقول** ۔ حضرت اسیطرح آپنی بہی اپنی قدما کی بہروسہ پر بلکہ بعینہ وہی مضمون نقل کردیا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** اس قول مین قید برای نام تحریر جوابات کے وقت ملحوظ خاطر نہین ہوئی مطلق قدما سمجہکر معارضہ فرمایا پس یہہ معارضہ ہمپر وارد نہین ہو سکتا **قولہ** جناب من قدما کی ہی بہروسہ پر معاملات دینی مین گفتگو ہوا کرتی ہی اپنی رای کا دخل کم ہوتا ہے **اقول** چونکہ آپنے اپنی عقل و فہم کے زمام کو اپنے قدما کے اہوا کی سپرد کیا ہے اور اپنی عقل کو دخل نہین دیتے اسیواسطی صراط مستقیم سے منحرف اور جماعت سی ایک طرف ہو گئی ہین ہمنے بحول اللہ وقوتہ اپنا امام کتاب اللہ کو قرار دی رکہا ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدار کار ہے اوسکی خلاف کسی کی نہین مانتے جو اوسکی موافق ہو وہ علی الراس والعین سمجہتے ہین اسلیے حبل المتین اسلام کو محکم پکڑی ہوئی ہین۔ حضرات کے کتاب اللہ جب امام غائب غار سے نکل برآمد ہونگی تب شاید کچہہ معمول بہا ہو تو ہو ورنہ ابتک تو صرف ہشام مین زرارہ و بکیر وابوبصیر وغیرہ کے ربقہ تقلید زیب جید بلکہ اقرب من حبل الورید ہے **قولہ** مگر ہم مین اور آپ مین اسقدر فرق ہے کہ گو آپکے قدما بلا دلیل ہے کوئی دعوی کیون نکرین بدون سوچی سمجہی اپنے عقل و علم سے کام لیے محض تقلیداً آپ تسلیم کر لیتے ہین چنانچہ ازالۃ الغین سے

آپنے یہہ مضمون نقل کردیا اور جو مثال آپکے خاتم المتکلمین نے وہان لکھی ہے اوسکو اور کتاب
متنازعہ فیہ کو مطابق نکیا بدون تامل اونکا مضمون تسلیم کرلیا - آیات بینات سے جو عبارت متعلق
آیت غار آپنے نقل کے ذرا نہ سوچا کہ یہہ عبارت یہی دعوی کو ثابت کرتی ہے یا نہین جو میر مہدی
صاحب نے لکھا اسکو بسر وچشم قبول کرلیا اور یہہ وثوق بہم پوہنچایا کہ ہماری مقابلہ مین بہی
نقل کردیا - اور ہم اس قسم کی تقلید نہین کرتے بلکہ اصول مین تقلید جائز ہی نہین جانتے
ہان مدلل قول کو بیشک تسلیم کرتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنی نظر سے نہ گذری
ہون - **اقول** گذشتہ ابحاث سے اہل فہم و انصاف پر واضح و روشن ہے کہ قدمار کی تقلید
بے سوچے سمجھے اور بدون اپنے فہم سے کام لیے آپ کرتے ہین یا ہم کرتے ہین - فروع کو تو یہلا
رہنے دیجے آپ تو اصول مین آنکھین عقل و فہم کی بند کرکے تقلید فرماتے ہین - امامت کے اصول
دین ہونے پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے آپ اسکا اصول دین ہونا ثابت فرماتے ہین
مسئلہ رجعت پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے وجوب اعتقاد ثابت فرماتے ہین محض
تقلید پر بے سوچے سمجھے اور اپنے عقل سے کام لیے مدار کار ہے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مدلل
قول کو تسلیم کرتے ہین - پس یہہ محض دعوی لسانی ہے دلیل قطب راوندی کے قول پر
جو اسنے للہ بلاد فلان کے بارہ مین لکھا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص صحابہ مین سے ہے
جو وقوع فتن سے پہلے وفات پاگیا کونسی دلیل قائم ہے جو آپ نے برخلاف ابن میثم وغیرہ
اوسکو بے سوچے بسر وچشم قبول کرلیا کیا مدلل قول ایسی ہی ہوتے ہین جیسا آپکے قطب
راوندی کا قول ہے اور مدلل اقوال کے تسلیم ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ جناب نے اپنی قطب
الاقطاب کے قول کو تسلیم فرمایا یہہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ فرماتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات
من کل الوجوہ اپنے نظر سے نگذری ہون خیال کرنا چاہیے کہ جب تمام مقدمات اوسکی من کل
الوجوہ نظر سے نہین گذری تو اوسکا مدلل ہونا آپکی نزدیک کیونکر ثابت ہوا بجز اسکے آپنے تقلیدا
اوسکو مدلل خیال کرلیا ہو اور کوئی صورت نہین ورنہ جب موقوف علیہ ہی پورے طور پر

اُنکی نظر سے نہین گذرا تو آپکے نزدیک اسکا مدلل ہونا کیونکر ثابت ہوا **قولہ** اور تحفہ کے جواب
جب آپنے دیکھے ہی نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ برای نام لکھی ہین کیونکر صحیح ہو - اگر آپ ان جوابونکو
دیکھین اور کچھہ بہی عقل و انصاف سی کام لین تو خود بول اوٹھین کہ واقعی یہہ جواب لاجواب ہین
اقول اگر عقل و انصاف سی کام لینا اسیکا نام ہے جیسا کہ جناب نے کام لیا کہ بدیہیات
کا انکار کردیا اور خلاف بداہتہ دعوی کیا کہین فرمایا کہ ابن ہیثم کے توجیہات تمسخر پر مبنی ہین
کہین تنزل پر نازل کیا کہین دعوی کیا کہ ملہ بلاد فلان کو علماء اہلسنت قسم کہتے ہین الی
غیر ذلک من الاکاذیب تو ایسی عقل اور ایسا انصاف جناب کو اور جناب کے اہل مذہب کو
ہی مبارک رہی اور اگر واقعی عقل و انصاف مراد ہے تو اوسکی روسی آپ تو کیا خود اون جوابات کے
مصنفین بھی اونکی نسبت ایسا دعوی سرہہ سی نہین نکال سکتے پس دعوی محض اس قول کے
قبیلہ سی ہے حبک الشی یعمی ویصم **قال الفاضل المجیب** قولہ سو انکی کیفیت
ذرا ملاحظہ ہو خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین حدیث محجاج السالکین الخ
سی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کی نسبت حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھہ معاملہ فدک
مین استدلال فرمایا ہے اوسکے جواب مین طعن الرماح مین لکہا ہے دنا حال نام کتاب
محجاج السالکین بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ فضلاء عن کونہ مشہوراچہ مستبعد ست کہ نام
کتاب را خود ش بدروغ ساختہ باشد انتہی ملخصا اور علامہ کنتوری نے اس سے بہی بلند
پروازی فرمائی اور صاحب تحفہ کی وضع کرنے پر قرینہ بہی جما دیا وہ یہہ کہ باب سیوم مین جنمین
علما و کتب شیعہ کا ذکر کیا ہے اس کتاب اور اسکے مصنف کا ذکر نہین کیا - انتہی نقلاً عن
ازالۃ الغین - بجواب اسکی مولانا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین این
کتاب یعنی محجاج السالکین خود در صواعق وسیف المسلول ومانند آن مذکور ست وہم
نزد حکیم مخدوم یعنی سلامت علی خان مرحوم بود واز تصنیفات طبرسی کہ بہ عماد الدین و
امین الدین شہرت دارد محسوب معدود پس جہالت احد ہما مبنی بر عصبیت وجہل ست فکیف

دعوےٰ جہالت کلامہما انتہی بقدر الحاجۃ۔ اقول۔ افسوس کہ آپنے یہان بہی عقل و انصاف سے کام نہ لیا علامہ علیہ الرحمۃ کے نسبت بلند پروازی تو طنزاً تحریر فرمائی مگر اوسکی جواب مین کچہہ بہی نہ لکہا۔ آپ غور فرماوین کہ جب آپکی خاتم المحدثین نے اپنا تبحر جنابانی کے نیز کتب علماء شیعہ کا حال لکہا ہے تو جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی دعوے کو اپنے زعم مین باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اوس کتاب یا اسکی مصنف و مولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے۔ یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قوی قرینہ ہے کہ اس نام کے کوئی کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی مشہور شخص ہے۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ فی الحقیقۃ یہہ افسوس جناب ہی کے حال کیطرف عائد ہے کیونکہ اس بحث مین بہی انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہو جائیگا کہ عقل و انصاف سے ہم نے کام نہین لیا یا کہ ملازمان جناب والا نے۔ رہا یہہ کہ آپکی علامہ کا جواب تو خود ظاہر ہے آپکی علامہ کا دعوی اوسوقت صحیح ہو جبکہ یہہ امر ثابت ہو کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ مین استیفا کتب مقصود ہو بلکہ اوسکی دیکہنے سے بہا ننگ معلوم ہوتا ہے کہ جن کتابونسے تحفہ مین استدلال فرمایا ہے بیان کتب مین اونکا بہی استیفا نہین فرمایا غالبًا جناب کو بہی معلوم ہو گا کہ خود نہج البلاغت کا جسکی عبارات سے جابجا استدلال فرماتے ہین بیان کتب مین ذکر نہین فرمایا تو اب اسکی نسبت بہی اعتراض فرمائیے کہ جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی بڑے دعوونکو باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اوسکی مولف کا پاتے تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قرینہ قوی ہے کہ اس نام کی کوئی کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی شخص مشہور ہے علی ہذا القیاس اور بہت کتابین جنکی روایات سے استدلال کیا ہے اور اونکا مذکور نہین۔ پس خدا کے لیے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے شاید عقل و انصاف سے اپنی عقل و انصاف مراد ہوگی یعنے ہماری عقل و انصاف سے کام نہین لیا سو یہہ بہی

تاہا

عین عقل و انصاف ہی سے کام لینا ہی - **قوله** آپ کے خاتم المتکلمین نے جو کچھہ ازالۃ الغین
مین اس بابمین لکہا ہے اور آپنے اوسکو نقل کیا ہے اسکی جواب مین ہم صرف نفحات الریاحین
کی خاتمہ مین جو کچھہ لکہا ہے بتغییر یسیر نقل کرتے ہین اور وہ الفاظ جو مخاطب کے طبع نازک
پر گران گذرین نہین لکہتے بلکہ بجائے اونکی الفاظ ملائم لکہتے ہین حضرت مجیب سے انصاف کی
امید ہے وہو ہذا - ہرگاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ
بقول شاہ صاحب یہہ دونو کتابین مخدوم طوائف انام و جمیع علماء اسلام مین اور شہرت
و تلقی بالقبول مین بدرجہ علیا پہونچی ہین حتی کہ جامع الاصول مین نقل ہے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے
بلا واسطے نوے ہزار علماء و فضلاء نے سنا ہی اور ناظرین کتب رجال پر انکی فضائل ہوش ربا
مخفی نہین غضب ناک ہونا جناب سیدہ کا مقدمہ فدک مین حضرت ابو بکر پر اور پہر نہ کلام
کرنا اونسے تمام عمر ثابت ہوا تو اب علماء اہل سنت نے ناچار ہو کی حرکتین مذبوحی کین چنانچہ
خود شاہ صاحب نے بتقلید خواجہ کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم بمقتضای الغریق یتشبث
بکل حشیش درپی رضا جناب سیدہ ہو کی روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ مدارج النبوۃ
و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوۃ و ریاض النضرۃ و فصل الخطاب و کتاب الموافقہ ابن سمان
سے ہوئی حالانکہ ان سب کتابونین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی و شعبی سے نقل ہوئی ہین
یہہ دونو روایتین شعبی و اوزاعی کی باوصف کہ روایات صحاح کمذب انکی ہین مرسل ہین کمافی تشیید
المطاعن - ثانیا کذبا و افترا کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا اور استشہاد مین عبارت
منہاج السالکین محض بتقلید کابلی پیش کے اور حکیم سلامت علی بنا رسی کہ خلاف واقع گوئی مین شاہ صاحب
سے بہی بلند مرتبہ رکہتے ہین اونہون نے تخمینا منہاج السالکین کو مع تفسیر مجمع البیان
و احتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی کے بیان کیا یہہ محض خبط و خلط ہے بلکہ دلیل
اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہے کیونکہ مجمع البیان اور احتجاج یقینا عماد الدین
طبرسی کے نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور

احتجاج تصنیف ابومنصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ حکیم صاحب نے
ان دونوں کتابونکو کہ تالیف شخصین مختلفین کے ہین شخص ثالث کیطرف منسوب کیا یعنی طرف
عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علماء مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین مصنف کتاب بشارة المصطفیٰ
مشاہیر علماء شیعہ سے ہین وہ طبرسی نہین بلکہ طبری ہین۔ پس یہان حکیم صاحب سے تشخیص
مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو دو شخص مختلف کے ہین تصنیف ایک شخص مفروض کے
بیان کرتے ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر پیش کر سکتے ہین کہ مین نے یہہ کتاب واسطے
تسلی اپنے بیٹونکی لکھی ہی اس سے یہہ غرض نہین کہ علماء فریقین اسکو دیکھین بعد اسکے جب مولوی
حیدر علی نے علم تکلم بمقابلہ اہل حق بلند کیا تو مقام اثبات کتاب مجاج السالکین و نسبت
آن بمصنف و توثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنے خواجہ
نصر اللہ کابلی کے پیش نظر رہی ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے عبارت اسکی بلا
وساطت نقل کی اور حکیم سلامت علی کے ملاحظہ سے گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات
وجواب نہین۔ اور نیز مولوی حیدر علی نے ازالة الغین مین مجاج السالکین کو منسوب بطرف
عماد الدین کرکے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف بامین الدین طبرسی ہے۔ و ہل
ہذا الا کذب صراح و بہتان بواح۔ بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان
ہرگز مشہور بعماد الدین طبرسی نہین۔ ثانیاً کتاب مجاج السالکین تصنیف اونکی نہین کسی نے
وہماً والتباساً بھی اونکی طرف منسوب نہین کی۔ چہ خوش۔ خواجہ کابلی و محدث دہلوی کو تو
ہرگز یہہ میسر نہوا کہ نسبت کتاب و نام مصنف و توثیق ثابت کرلیتے اب حکیم صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب بعد خرابی بصرہ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے توثیق کتاب ثابت
ہوجاتی اور یہہ نہین سوچتے کہ ایسے امور سے سوای ثبوت عجز و عدم تدین کچھہ فائدہ نہین
انتہی بقدر الحاجة۔ اب حضرت مجیب لبیب کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض ہے
کہ برای خدا و رسول انصاف فرماوین۔ کہ کیا حسب آداب مناظرہ کسی کتاب کے توثیق کا ثبوت

اسیطرح ہوا کرتا ہے آپکی خاتم المتکلمین جو اپنے اور اپنے اہل نحلہ کے زعم مین فن مناظرہ مین ید طولے
رکہتے تہے اور بقول آپکے مہدی صاحب کے شیعہ بیچاری تو اونکی نام سے کانپتی ہین ایسے بڑے
فاضل اجل اور متکلم بے بدل کا یہہ لکہنا کہ این کتاب یعنے محجاج السالکین خود در صواعق و سیف
مسلول و مانند آن مذکور ست و ہم حکیم صاحب مخدوم یعنے سلامت علیخان مرحوم
کمال ہی عجز و ضعف پر دال ہے اور ان کتب مذکورہ سے شہادت لانا شہادۃ الغضب علے
ذہنہ سے کم نہین۔ **اقول** افسوس کہ یہان بہی آپنے عقل و فہم سے کام نہ لیا اور ہماری
عبارت کو کہ محض اردو تہی نہ سمجہا کاش اتنا ہی سمجہہ لیتے کہ منشا اعتراض کیا ہے اسلیے ضرور
ہوا کہ مکرر نقل عبارت معروضہ سابقہ بخصوصًا اعتراض کیلیے تقریر کردن اوسکے بعد اہل دانش و نہی و تحقیق
کہ حضرت مجیب کے جواب کو اوس اعتراض سے کیا ربط و تعلق ہے۔ بندہ نے عرض کیا تہا
کہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے درباب رضا حضرت فاطمہ رضہ حدیث محجاج السالکین سے
استدلال کیا تہا بجواب اوسکی طعن الرماح مین لکہا کہ وتا حال نام کتاب محجاج السالکین بگوش کسے
از شیعیان نرسیدہ۔ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب را خود ش بدروغ ساختہ باشد بخصوصًا اور علامہ
کنتوری نے باب سیوم مین ذکر کرکے قرینہ وضع کا قرار دیا اسپر مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا ہے۔ واین کتاب یعنی محجاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست الخ
اس سے صاف ثابت ہے کہ صاحب طعن الرماح نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب کا نام خود
صاحب تحفہ کا مصنوع ہے اور یہہ روایت حضرت علامہ دہلوی کی بنائی ہوئی ہے یہہ سراسر کذب ہے
کیونکہ جب صواعق اور سیف مسلول مین اس کتاب کا نام اور اس روایت کا حوالہ اس کتاب کی طرف موجود
ہے تو صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف کذب و وضع کی نسبت کرنا محض کذب و دروغ بیجا ہے اب رہا
یہہ کہ اگر اپنی اس دعوے کو کاذب تسلیم کرین اور فرمادین کہ یہہ وضع و افترا صاحب تحفہ قدس سرہ
نے نہین صاحب صواعق کا ہوگا۔ بہر کیف اسکا جواب اہل سنت کی ہی ذمہ ہے سو اسکا جواب
یہہ ہے کہ قرینہ قطعیہ قائم ہے کہ اہلسنت کو اس وضع و افترا کی کچہہ ضرورت نہین کہ نام کتاب بطور خود گہڑین کیونکہ

[illegible]

عبارت تحفہ سے واضح ہے کہ اس روایت کا وجود کچھہ مجاج السالکین پر ہی منحصر نہین بلکہ اور بہی معتبر کتابونمین مروی ہے چنانچہ ہم نقل کرینگے - پس جبکہ یہہ روایت اور بہی بعض معتبر کتابونمین مذکور ہے تو عقل سلیم کیونکر تسلیم کرتی ہے کہ باوجود پائی جانے روایت کے معتبر کتابونمین انکو ترک کرین اور فرضی نام کتاب کا تراش کر روایت کو اوسکی طرف نسبت کرین - یہہ روایت فاضل متبحر کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغت مسمی بمصباح السالکین مین - جسکی خطبہ مین خدا تعالے سے عہد کیا ہے کہ حق سے مراعاۃً لاحد تجاوز نہین کرونگا اور ہرگز باطل کیطرف میل نہین کرونگا نقل کی ہے ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہین - وروی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ واثنی علیہ وصلے علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ م ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اہلہ قد قلت فابلغت واغلظت فاہجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت الۃ رسول اللہ م ودابتہ وحذاہ الی علیؑ واما ما سوے ذلک فانی سمعت رسول اللہ م یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذہبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد عملت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ م قد وہبہا لی قال فمن یشہد بذلک فجاء علی بن ابیطالب وام ایمن فشہدا لہا

لے اور روایت ہے کہ ابو بکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد و ثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پہر کہا اے عورتونمین سب سے بہتر اور باپونمین سے بہتر باپ کے بیٹی خدا کی قسم مین نے رسول اللہ کے رای سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اوسکی حکم کے کوئی کام کیا - اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتہہ جہوٹ نہین بولتا - خدا تعالی ہمکو اور تجکو بخشے - اما بعد پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتیار اور سواری اور نعلین مین نے علی کو دیدی اور ماسوا اسکی مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے - ہم انبیاء کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین کسیکو اپنا وارث نہین چہوڑتے - لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت مین چہوڑتے ہین اور جو کچہہ مجکو حکم فرمایا تہا - مین نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی - فاطمہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجکو ہبہ کردیا تہا ابو بکر نے کہا کہ اسکا کون گواہ ہے - تو علی بن ابی طالب اور ام ایمن آئی اور اسکی گواہی دی - ١٢ -

بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا ان رسول الله م يقسمها
فقال ابو بكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علی وصدقت ام ايمن وصدق
عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابيك كان رسول الله م ياخذ من فدك
قوتكم ويقسم الباقی ويحمل منه فی سبيل الله ولك علی الله ان اصنع بها كما كان
يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به فكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم
منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الی ان ولی معوية فاقطع مروان
ثلثها بعد الحسن ثم خلصت له فی خلافته وتداولها اولاده الی ان انتهت
الی عمر بن عبد العزيز فردها فی خلافته علی اولاد فاطمة رض قالت الشيعة فكانت
اول ظلامة ردها وقالت السنة بل استخلصها فی ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت
منهم بعده الی ان انقضت دولة بنی امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم
قبضها المنصور فردها ابنه المهدی ثم قبضها ولداه موسی وهرون فلم يزل فی ايدی
بنی العباس الی زمن المامون فردها اليهم وبقيت الی عهد المتوكل فاقطعها
عبد الله بن عمر البازيار وروی انه كان فيها احدی عشرة نخلة غرسها رسول الله

سلہ پہر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف آئے اور گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو تقسیم فرماتے تہے ابو بکر نے کہا
ای رسول اللہ کے دختر تونے ہی سچ کہا اور علی اور ام ایمن نے بہی سچ بولا اور عمر اور عبد الرحمن بہی سچے ہین اور یہہ اسطرح کہ
تیرے پدر بزرگوار کے چیز تیری ہی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک مین سی تمہارا قوت لیکر باقیماندہ تقسیم کرتے تہی
اور خدا کے راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تہی اور مین تجہسی عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین اوسیطرح کرونگا جسطرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تہی اسپر فاطمہ راضی ہوگئی - اور ابو بکر سے اسکا عہد کرالیا تو ابو بکر فدک کے آمدنی سے
جس قدر کہ اونکی حاجت کو کافی ہو - اونکو دیتے تہے پہر اوسکے بعد خلفا اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ معویہ متولی خلافت
ہوا اونے بعد حسن کے اوسمین سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دیدیا پہر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ
ہوگیا پہر اوسکی اولاد یکی بعد دیگری لیتی رہے یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہونچی اونے اپنی خلافت
مین اوسکو اولاد فاطمہ پر لوٹا دیا اسپر شیعہ تو کہتی مین کہ یہہ اول ظلم ہے جسکو اونے لوٹا یا اور اہل سنت کہتے مین
نہین بلکہ خالصہ کرکے اونکو بخش دیا - پہر اوسکے بعد اونسے لے لیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا
پہر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا پہر منصور نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پہر اوسکے دونو بیٹون
موسی اور ہارون نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا مامون کے زمانہ تک اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ

بیدہ فکانت بنو فاطمۃ یھدون ثمرھا الی الحاج فیصلو نھم عن ذالک بمال
جلیل فبعث الیا زیاد رجلا فصرمھا وعاد الی البصرۃ ففلج وفی ھذہ القصۃ
خبط کثیر بین الشیعۃ ومخالیفھم ولکل من الفریقین کلام طویل واترجع الی المتن انتہی
بلفظہ الحمد للہ تعالے کہ فاضل متبحر کی روایت سے جو ایسے کتاب مین روایت کی ہے
جسمین خدا تعالے سے عہد کرتا ہے کہ ولا ارتکب ھوی لمراعاۃ احد من الخلق رضا جناب
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ثابت ہوئی اب فرمایئے کہ آپ اور آپکے صاحب نفحات الریاحین
یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ کذبا وافترا کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا گیا یہہ محض کذب
اور حق پوشی نہین ہے تو کیا ہے۔ غرض اس تقریر سے بخوبی یہہ امر ثابت ہے کہ بحول اللہ
وقوتہ اہل حق کو حدیث کے وضع کرنے کی اور نام کتاب تراشنی کی کچھہ ضرورت نہین
رہا یہہ کہ آپکے صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ اعتراض فرمایا (کہ محجاج کے تصنیف کو
نسبت کرنا طرف عماد الدین طبرسی کے بشمول مجمع البیان واحتجاج کے خبط وخلط اختلال
دماغ ہے کیونکہ مجمع البیان ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کے ہے اور احتجاج ابو
منصور احمد بن علی ابن ابی طالب طبرسی کے ہے اور ان مین سے کوئی عماد الدین نہین
ہان صاحب مجمع البیان ملقب بامین الدین ہے اور احتجاج ہرگز منسوب بامین الدین
طبرسی نہین غرض کہ اول احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے نہین بلکہ ابو منصور طبرسی کی ہے
دوسری امین الدین ابو علی طبرسی مشہور بعماد الدین نہین) پس بجواب اسکی گذارش ہے
کہ واقفان کتب رجال پر مخفی نہین ہے۔ بسا اوقات ایک نام کی دو کتابین دو شخصین مصنفین
کی ہوتی ہین تو کیا عجب ہے کہ احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے بھی ہو اور ابو منصور طبرسی

لہ اپنی ہاتھہ سے بوئی تھے اور بنی فاطمہ اونکا پھل حاجیونکے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ بمقابلہ اسکی اونکی
ساتھہ بڑے مال سے سلوک کرتے تھے تو ابن زیاد نے کسیکو وہان بھیجکر اونکو کٹوا دیا اور بصرہ مین واپس آیا تو اوسکو
فالج نے مار لیا۔ اور اس قصہ مین شیعہ اور اونکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین ہر ایک
کلام طویل ہے اور ہم متن کے طرف رجوع کرتے ہین۔ ۱۲

طبرسی کی بھی نہین کیا انحصار ہے - علاوہ ازین اگر یہہ خبط اور خلط اور اختلال دماغ ہے تو آپ
ہی کے اکابر کا ہے جنہون نے علماء مصنفین کی فہرست لکھی کہ کسی نے احتجاج کو احمد بن
ابی طالب کی طرف منسوب کر دیا ہے اور کسی نے ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہے مگر اب
تعجب ہے کہ آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ نہین فرمائے - اور بدون دیکھے اور تلاش کیے انکار فرماتے
ہین اسوقت ہمارے پاس تراجم علماء مین سے مجموعہ معالم العلماء ابن شہر آشوب
معہ رسالتین کے کہ ایک غالباً ابن داؤد کا ہے اور دوسرا سید ابن طاوس کا ہے موجود ہے
اب اونکی اختلافات کی کیفیت سنیے جس سے خبط اور خلط بلکہ اختلال دماغ کے پوری پوری
تصدیق ہو جاوے معالم العلماء مین ابن شہر آشوب لکھتے ہین شیخی احمد بن ابی طالب[۱]
لہ الکافی فی الفقہ - حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ - تاریخ الائمہ -
فضائل الزہراء - تو یہہ بزرگ احتجاج کو احمد بن ابی طالب طبرسی کی طرف منسوب
کرتے ہین اب سنیے سید ابن طاوس اپنے رجال مین ابو علی طبرسی کے حال مین لکھتے ہین
ومنہم[۲] الشیخ ابو علی فضل بن الحسن بن ابی الفضل الطبرسی المفسر الباہر مصنف
مجمع البیان والجوامع والجمع والکافی وکتاب الاحتجاج وکتاب مکارم الاخلاق اس بندگ نے
اون دو تو کتابون یعنے کافی اور احتجاج کو جنکو ابن شہر آشوب نے احمد بن ابی طالب
کی تصنیفات بیان کی تہین - ابو علی کے تالیف بیان کیا - آگے علامہ مجلسی نے جلد اول
بحار مین صفحہ ۱۲ پر صاف لکھا ہے[۳] کتاب الاحتجاج ونسب ھذا ایضاً
الی ابی علی وھو خطاء بل ھو تالیف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی
غرض اس سے ہمکو یہہ ثابت کرنا تہا کہ علماء شیعہ نے احتجاج کو ابو علی طبرسی کی طرف

---

[۱] میرا شیخ احمد بن ابی طالب اوسکی یہہ کتابین ہین - کافی فقہ مین حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ - تاریخ ائمہ - فضائل زہرا
[۲] منجملہ اونکی شیخ ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی مفسر باہر مصنف مجمع البیان اور جوامع اور جمع اور کافی اور کتاب احتجاج اور کتاب مکارم الاخلاق کا ہے ۱۲ [۳] کتاب الاحتجاج اور یہہ ابو علی کیطرف بھی منسوب ہے اور یہہ خطا ہے بلکہ یہہ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی تالیف ہے - ۱۲ -

منسوب کیا ہے تو اگر یہہ اختلال دماغ ہے تو آپکے علما کا ہے نہ حکیم سلامت علی خان مرحوم
کا اور لیجئے آپ کے ابن شہر آشوب نے بیان ابو علی طبرسی مین لکہا ہے کہ شیخی ابو علی الطبرسی
له مجمع البیان فی معانی القرآن حسن الکلام الشاف من کتاب الکشاف
النور المبین آلفائق حسن اعلام الوری باعلام الہدی الاداب الدینیه لتخزانة
المعینیه تو انہون نے اعلام الوری کو ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہے اور سید ابن
ابن طاوس نے اپنے رجال مین لکہا ہے - ومنهم الشیخ الفقیه ابو منصور محمد
الطبرسی صاحب کتاب اعلام الوری وغیره من المولفات علی ہذا القیاس
ان حضرات کے باہم جیسے اختلافات ہین وہ ایسے نہین جو واقف پر مخفی ہون - رہا یہہ
کہ امین الدین ابو علی طبرسی ملقب بعماد الدین ہین یا نہین - چونکہ ہمارے پاس اسوقت
صرف مختصر تین رسالہ ہین منجملہ انکے ایک رسالہ مین لقب امین الدین لکہا ہے - اور دو
رسالون مین کچہہ لقب نہین لکہا - بلکہ ایک رسالہ مین امین الدین کے جد کو کنیت کے طور پر ابو الفضل
لکہا ہے تو ہم اسکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتے کہ ملقب بعماد الدین ہے یا نہین اور فاضل
مجیب اور صاحب نفحات الریاحین کے تبحر کا حال تو صاف واضح ہے تو اونکا
انکار اس بابمین قابل اعتماد کے نہین ہو سکتا - پس جبکہ یہہ بات ثابت ہو چکی کہ روایت
رضا فاطمی کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت و متحقق ہے اور اہل سنت کو اس روایت کی وضع
کرنے اور کتاب کا نام تراشنے کے کچہہ ضرورت نہ تہی تو اس سے صاف عقل سلیم
باور کر سکتی ہے کہ یہہ کتاب فی الحقیقت علماء تشیع کے کتابون سے ہے پہر اگر حکیم
سلامت علی خان مرحوم نے اس کتاب منہاج السالکین کو بشمول مجمع البیان
و احتجاج ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کر دیا تو اسکی اتباع پر کونسے دلیل قائم ہے جو انکو
مانع ہو علی الخصوص جبکہ یہہ بہی ثابت ہو گیا ہو کہ احتجاج و مجمع بہی اونکی طرف منسوب ہے
اور صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ دعوی کیا کہ مولوی حیدر علی رحمه الله مدعی ہین

کہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے مجاج السالکین کی عبارت بلاواسطت نقل کے ازالۃ الغین
کی عبارت اس بحث کے ضمن مین ہماری پیش نظر نہین ظاہر یہہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے
یہہ دعوی کہین نہین کیا بعد التسلیم اگر اس نام کی کوئی کتاب اہل تشیع مین نہین اور علی سبیل
التنزل والتسلیم ہمنے قبول کیا کہ حکیم سلامت علی نے غلط لکہا اور مولوی حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بہی اسی وجہ سے کہ حکیم سلامت کے قول پر اعتماد کر لیا خطا کی تو بہی
ہم ہی کہتے ہین کہ یہہ وضع وافترا اہلسنت کا نہین ہو سکتا بلکہ اس صورت مین اسکی تاویل
جو قریب الفہم ہے یہہ ہی کہ کچہہ بعید نہین اصل کتاب صواقع مین یہہ لفظ مصباح السالکین
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکی قریب المعنی وہ روایت ہے جو ہمنے مصباح السالکین شرح
کبیر نہج البلاغت مصنفہ ابن میثم بحرانی سے نقل کی ہے اور غلطی کاتب سے لفظ مصباح
مین حرف صاد اور ب کی جگہ لفظ مجاج حا و جیم کے ساتہہ لکہا گیا ہو اور ظاہر ہے
کہ سیف المسلول مین یہہ روایت صواقع سے لیگئی ہے اور تحفہ مین بہی صواقع سے لے گئی ہے
اسلیے وہ غلطی کاتب برابر چلی آئی ہو دوسرا قرینہ اسپر یہہ ہے کہ سیف المسلول کا جو نسخہ ہماری
پاس مطبوعہ دہلی موجود ہے اوسمین منہاج السالکین لکہا ہے اور یہہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اول
تو یہہ ماخوذ صواقع سے ہے اور اوسمین مجاج السالکین ہے دوسری یہہ کہ حضرت خاتم المتکلمین
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بہی لکہا ہے کہ سیف المسلول مین مجاج السالکین مذکور ہے
تو معلوم ہوا کہ یہہ یقیناً سہو کاتب ہے اسیطرح اگر صواقع کے نسخہ مین ناسخ کی غلطی ہوگئی ہو
اور بجای مصباح السالکین مجاج لکہدیا ہو تو کچہہ بعید نہین اور مصباح السالکین شرح
کبیر ابن میثم بحرانی کا نام ہے جو نہج البلاغت پر ہے اور باینہمہ صواقع مین وہ روایت
روایت بالمعنے ہوگی کہ جسمین تطابق الفاظ شرط نہین اور یہہ توجیہ علی التنزل والتسلیم ہمنے
اسلیے کی کہ ہماری پاس اوسکی ثبوت کی ایسا ذریعہ کوئی نہین کہ جس سے اوسکی خصم کو تسلیم
کرادین ورنہ قرائن سے تو ہر عاقل کو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ بیشک یہہ کتاب علما تشیع کے

کتب معتبرہ مین سے ہی اور کچھہ عجب نہین کہ امین الدین طبرسی کی تصنیفات سی ہو کیونکہ اوسکی
تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علماء شیعہ مین سی بہت زیادہ متعصب نہین
ہی تو کچھہ بعید نہین ہے کہ اونہی نے یہہ روایت نقل کی ہو۔ غرض بہرکیف شیعہ مین اس نام کی
کوئی کتاب ہو یا نہو صاحب طعن الرماح کا یہہ فرمانا چہ مستبعد ست کہ این کتاب را خود کش
بدروغ ساختہ باشد اور علامہ کنتوری کا اسکی تائید و تقویت کرنا سراسر لغو ولاطائل ہے۔ اور جب
علماء تشیع کے معتبر کتاب سی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا راضی ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی ساتھہ معاملہ فدک مین ثابت ہوگیا تو یہہ طعن جو باب مطاعن مین شیعہ کا مایہ الافتخار رہتا ساقط
ہوا اب ہمکو کچھہ ضرورت نہین رہے کہ ہم بخاری کی حدیث کی بابت کچھہ کلام کرین۔ مگر
تنشیطاً للسامعین دوچار لفظ اوسکی بابت بہی گذارش کرتے ہین کہ حدیث بخاری
مین لفظ فوجدت فاطمہ کی نسبت اول ہم یہہ ہی تسلیم نہین کرتے کہ فی الحقیقت اسکی معنے
غضبت کے ہین بلکہ معنی اغتمت یا ندمت کی ہین کہ اپنے سوال فدک سی جو خلاف حق تہا جب
آپکو معلوم ہوا کہ یہہ سوال بیجا تہا تو آپکو غم لاحق ہوا جیسا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کا
حال ہوتا ہے کہ ترک عزیمۃ پر بہی اونکو غم اور ملال لاحق ہوتا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ
صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سیف المسلول مین فرماتے ہین وجواب نزد فقیر آنست
کہ در صحیح بخاری در قصہ طلب میراث باین عبارت واقع شدہ است فوجدت ولم تتکلم
حتی ماتت وجدت لفظی ست مشترک در چند معنی بمعنی غضبت و ندمت و اغتمت آمدہ
کذا فی نہایۃ الجزری و اینجا وجدت را اصل راوی بمعنے ندمت یا بمعنی اغتمت استعمال
کردہ بعضی رواۃ فرع کہ روایت حدیث بالمعنی کردند وجدت را بمعنی غضبت فہمیدہ
ہمان قسم یاد داشتہ و لفظ غضبت روایت کردہ و معنی الحدیث در حقیقت آنست
کہ چون فاطمہ جواب ابوبکر شنید و باستماع حدیث پیغمبر دریافت کرد کہ سوال میراث
خلاف شرع واقع شدہ است کشید و بر سوال کردن خود میراث راغمگین شد کہ این فعل

چرا از من ظہور شد - انتہی بقدر الحاجۃ - سلمنا کہ وجدت بمعنی غضب کے ہی لیکن ہم کہتے
ہین کہ وعید من اغضبہا فقد اغضبنی مین داخل نہین ہے کیونکہ اغضاب کے معنے یہہ
ہین کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا و نفسانی کے ایسی حرکت کرے جس سے غرض
اور مقصود حضرت سیدہ رض کو ناخوش کرنا ہو تو یہہ محل وعید ہو نہ یہہ کہ شارع کے حکم سے کوئی
فعل واقع ہو اور اتفاقاً بحکم بشریت جناب سیدہ رض ناراض ہوجاوین تو یہہ داخل وعید نہین
جناب امیر رض کے ساتھہ چند بار ایسے معاملات غیظ وغضب کے پیش آئی - منجملہ اونکی ایک وہ کہ
ناخوش ہوکر آپ مسجد مین جا لیٹے تھے اور حضرت تشریف لائی اور جناب سیدہ سے پوچھا
این ابن عمک آپنے فرمایا غاضبنی فخرج ولم یقل عندی خود حضرت تشریف لیگئی
دیکھا مسجد مین لیٹے ہوئے ہین آپنے قم یا ابا تراب فرماکر اوٹھایا منجملہ اونکی ایک وہ کہ
جناب امیر نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہا تھا اوسپر حضرت سیدہ ناخوش ہوئین
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت شکایت پہونچی اور آپنے اوسکی یعنت فرمائی منجملہ
اونکی ایک وہ کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیار نے بھیجی تھے اور جناب سیدہ نے
جناب امیر کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکھکر کسقدر غیظ وغضب فرمایا کہ جناب امیر کے
قسمونکو کہ کوئی امر واقع نہین ہوا سچا نجانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر
شکایت فرمائی - منجملہ اونکی ایک وہ کہ جب خلفا نے جور کرنا اہل بیت پر بزعم شیعہ
شروع کیا اور جناب امیر نے بحکم خدا تعالے و بوصیت رسول صلعم صبر و سکوت فرمایا تو جناب
سیدہ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات مستہجنہ بحق جناب امیر مثل جنین پردہ نشین و خائین و رخانہ
گریختہ فرمائی حالانکہ حکم جناب رسالت ہو چکا تھا - یا فاطمۃ لا تعصی علیا فان غضب
غضبت بغضبہ اور یہہ واقعہ قریب وفات جناب سیدہ کے ہی پس اگر حکم
من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہہ واقعات بھی داخل عموم حکم ہوکر وعید
مین شمار ہونگی - اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہے سراسر پوچ ہے تو اس صورت مین جبکہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور اوسپر جناب سیدہ ناخوش ہوئین
تو صدیق اکبر پر کوئی طعن اور وعید عاید نہیں ہوگا۔ لیکن البتہ جناب سیدہ کیطرف فی الجملہ
اعتراض ہے تو اسکے لیے بعض علما نے یہہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ
معصومہ نہین اور نفس رکہتی ہین اور کبھی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہو جاتے ہین
آخر جناب امام حسین رض باوجود عصمت اپنے بڑے بہائی پر درباب صلح ناخوش ہوئی اور ظاہر ہی
کہ حق ایک ہی جانب تہا تو اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئی ہون
تو کچہہ تعجب نہین۔ لیکن یہہ جواب علمار محققین اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہی کیونکہ
جب دوسری توجیہ اسکی جس سے طہارت و نظافت دامن جناب سیدہ کے اس الزام سے
ہو سکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جاوے اور وہ یہہ کہ وجدت کے
معنی غضب یا مذمت کے معنی سمجھے جاوین۔ اسکے بعد گذارش ہے کہ جملہ لم تتکلم اگر آپکے
نزدیک عام ہی کہ بعد اس قصہ کے مطلق کلام نہین کی تو غلط ہے کیونکہ احادیث علل
الشرائع و بحار وغیرہ اسکی مکذب ہین جنکو خاتم المتکلمین رح نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی
چنانچہ ایک روایت ہم ہی ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین۔ ہرگاہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
در آخر عمر بیمار شد شیخین برائے عیادت آمدند و خواستند کہ پروانگی حاصل شود تا در خانہ
در آیند آنجناب اذن ندا د ابوبکر بعد ازین عہد کرد بخدا کہ زیر سقف خانہ نہ آرامد تا داخل شود
و در رضا او کوشد پس تمام شب در صقیع بسر برد ہیچ چیز برا و سایہ دار نبود پس عمر آمد
نزد علی و گفت تو میدانی کہ ابوبکر مردی پیر ست و رقت قلبی دارد و مصاحب یار غار
پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم دبالیقین چند بار آمدیم و خواستیم کہ نزد بتول زہرا حاضر شویم
و در رضا او کوشیم اگر تو اتی درین امر بکوش امیر المومنین فرمود مطمئن باشید کہ من درین امر
ساعی بلیغ تبقدیم میرسانم پس بخانہ در آمد و گفت ای دختر پیغمبر این دو کس را دیدی
کہ بار بار می آیند و لب معذرت می کشایند و مرا تکلیف دادہ اند کہ اجازت برای شان حاصل کنم

فاطمه فرمود که بخدا اجازت نخواهم داد و نه کلام با آنها خواهم کرد تا آنکه پدر بزرگوار را ملاقات کنم
و دفتر شکایت ایشان باز نمایم امیر المومنین گفت که من ضامن شده ام که ایشان را بخانه
داخل کنم فرمود که اگر این ضمان اتفاق افتاده پس خانه خانهٔ تست و زنان محکوم اند بلکه
مردان خود را پیروی کنند من مخالفت تو در هیچ چیز نتوانم کرد پس پروانگی بده هر که را
خواهی امیر المومنین بیرون آمده شیخین را پروانگی داد هرگاه جناب فاطمه زهرا را دیدند سلام کردند
روی از ایشان باز گردانید و گفت ای علی پرده بر افکن و پرستاران را فرمود تا روی آنجناب را
بسوی دیوار گردانیدند ابو بکر چون این حال مشاهده نمود عرض کرد ای دختر رسول خدا باعث
آمدن ما اینست که خوشنودی ترا طلب کنیم و از غیظ و غضب تو خود را باز کشیم سوال ما همین است
که ببخشی و از زلات ما بگذری فرمود هیچ کلمه با شما نخواهم گفت تا آنکه بخدمت پیغمبر خدا حاضر شوم
و معاملات شما را شرح دهم باز شیخین معذرت و پوزش را اعاده کردند و عفو و صفح را درخواستند
بعد ازین فاطمه زهرا سوی علی رضی الله عنه التفات نمود و گفت که من حرفی با این هر دو کس
نخواهم زد تا آنکه چیزی سوال کنم که ایشان از رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم شنیده اند
اگر تصدیق خواهند کرد پس هرچه در رای که من خواهد آمد بر آن عمل خواهم نمود شیخین خدا را یاد کردند
و گفتند بی تکلف بپرس از سخن حق تجاوز نخواهیم کرد و بصدق و صفا گواهی خواهیم داد
فرمود قسم میدهم شما را بخدا یاد میکنید یا نه که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم شما را
وقت نصف شب بسبب امری که حادث شد از جانب علی طلبیده بود گفتند بخدا یاد میداریم
باز گفت قسم میدهم شما را که از پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم شنیده اید یا نه که میفرمود فاطمه
پاره از من است و من از ویم هر که او را ایذا میدهد مرا اذیت میرساند هر که مرا در رنج می آرد
بالیقین خدا را در غضب می آرد و هر که بایذای او کوشد بعد از موت مثل شخصی است که ایذا دهد
او را در زندگی من و هر که او را رنج دهد در حیات من هست مثل کسی که ایذا دهد او را بعد از
مردن من گفتند بخدا از حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم قطعاً و یقیناً شنیده ایم فرمود

الحمد للہ باز گفت کہ خدایا من ترا گواہ میگیرم و ای حضار گواہ باشید کہ این دو کس مرا ہم در حیات وہم وقت وفات رنج دادہ اند کلام بایشان نخواہم کرد ہیچ تا آنکہ بلقاء خدا رسم شکایت از شما نمایم وافعال واعمال شما یک یک بگویم پس ابو بکر بویل وشور گریست. انتہی یہہ روایت علل الشرائع کی ہے جو حضرت خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین فارسی مین نقل فرمائی ہے اور اسیطرح اور روایتین مین جو اسکی ہم معنے طعن الرماح سے نقل کے گئے الغرض صاف واضح ہی کہ جناب سیدہ نے باوجود مکرر سکرر عہد وپیمان کے اور قسم شرعی کی کہ مین ہرگز انسی کلام نہ کرونگی شیخین کے ساتہہ کلام کی تو دعوی عموم باطل ہوا اور علی الاطلاق کلام سے انکار کرنا لغو ہوا پس حضرات شیعہ کو اب بجز اسکی چارہ نہین کہ جملہ لم تتکلم کو مقید کرین اور فرمائین کہ بعد لم تتکلم لفظ رضا وغیرہ مقدر رہے اور معنے یہہ کہ شیخین کے ساتہہ رضا وخوشنودی سے وقت وفات تک کلام نہین کی قطع نظر اس سے کہ باوجود سعی وسفارش جناب امیر کے اگر جناب سیدہ شیخین سے راضی نہوئین تو مخالفت امر جناب امیر کے جو امام برحق تہے لازم آئی اور نیز اوسکی مخالف ہوا۔ کہ من زوجہ مطیعہ شمام ومن مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم کرد۔ جیسا کہ روایت بحار وعلل الشرائع مین مذکور ہے اہل حق بہی یہہ ہی فرماتے ہین کہ جملہ لم تتکلم مقید ہے بقید فے امر فدک او فے ذلک المال۔ اور معنے یہہ کہ ابوبکر کے ساتہہ معاملہ فدک اور اوسکی مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک پہر کلام نہین کی کیونکہ جناب سیدہ پر حقیقت اس امر کی واضح ہوگئی تہی کہ انبیاء کی میراث مالی نہین ہوتی اور یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جناب امیر نے اپنی خلافت کے عہد مین اوس جاگیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ مین تقسیم نہین فرمائی اور نہ بنی فاطمہ کے حوالہ کی بلکہ اوسیطرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کے زمانہ مین ہوا کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ بحرانی صاف شہادت دی رہا ہے ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع ثلثہا مروان اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت مین بہی مغصوب رہی اور آپ بہی

اوسمین اوسی طرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کرتے ہتے یہانتک عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنی فاطمہ پر رد کردیا جسکی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہین جسکو ابن ہیثم نقل کرتا ہے قالت الشیعہ فکانت اول ظلامتہ ردھا تو اگر فدک مغضوب تہا اور خلفاء غاصب ہتے تو جناب امیر معصوم بہی اس فعل مین انکی شریک ہین۔ پس اگر خلفا کا کوئی فعل موافق فعل معصوم کے واقع ہوا تو اوس فعل کی نسبت اونپر طعن کرنا درحقیقت امام معصوم پر طعن ہے اور یہہ کہنا کہ خلفاء مرتکب غصب حق اہد جور اور فاعل حرام ہوئی گویا امام معصوم کے نسبت کہنا ہی بلکہ دو امام معصوم کے نسبت ہی کیونکہ جناب امام حسن نے اس جور و ظلم کو اہلبیت سی اپنی زمانہ خلافت مین نہ لوٹایا پس جب امامین معصومین بہی موافق خلفاء کے فعل ہوئی تو وہ کیونکر محل طعن ہوسکتی ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاملہ فدک مین حقیت خلفاء کے جانب تہی جو جناب سیدہ پر بعد سننی حدیث نحن معاشر الانبیاء کے واضح ہوگئی تہی کہ پہر آپنے اوس معاملہ مین لب کشائی نفرمائی اور ائمہ مین سی بہی کسینی اوسکا پہر نام نہین لیا۔ پس روایت بخاری سے خلیفہ صدیق رض کے طعن مین استدلال کرنا حضرت مجیب اور اونکی حضرت صاحب نفحات الریاحین کے فہم کی خوبی ہے پہر اسپر طرہ یہہ ہئے بمقتضائی کمال فضل و علم و شرم و حیا کے فرماتے ہین کہ اہل سنت نے ناچار ہوکے مذبوحی حرکتین کین اور مصداق مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش کے ہوئی اور کذباً وافترا رکتب شیعہ سی اثبات رضا جناب سیدہ چاہا۔ حالانکہ بحول اللہ وقوتہ اس بارہ مین اہلسنت پر کوئی الزام وارد نہین ہوسکتا اور نہ استدلال شیعہ کا اسجگہ صحیح ہوسکتا ہے اور جب اونکی علامہ ابن میثم نے لکہہ دیا کہ جناب سیدہ راضی ہوگئین تو یہہ کہنا کہ کذباً وافترا اثبات رضا چاہا کذب وافترا کو اپنی علامہ فاضل متبحر ابن میثم کے طرف منسوب کرنا ہے اب اس علامہ ابن میثم کی شہادت پر دیکہی کیسی کچہہ حرکتین مذبوحی فرمائینگی بلکہ اہل حق کر شردہ ہو کہ ابن میثم نے تو بعد تحریر روایت گویا فیصلہ ہی کردیا اور فرمایا و فی ھذہ القصۃ

خبط کثیر من الشیعۃ وغالفہم - تو علامہ بحرانی نے اعتراف فرمایا کہ اولین و آخرین شیعہ معاملہ فدک
مین مبتلا خبط کثیر ہین - اور اہلسنت کے خبط کا دعوی پس محض بلا دلیل ہے اگر حوصلہ ہو تو ثابت کیجیے
وقد تقرر ان اقرار العقلاء حجۃ علی انفسہم فقط والحمد للہ علی وضوح الحق **قولہ** آپنے ہی عقل کو
دخل نہ دیا اور باوجود دعوے علم مناظرہ دانی ایسے ثبوت کو کہ اوس سے سکوت بدرجہا بہتر ہے فخریہ تہدیداً
ہمارے سامنے پیش کیا **اقول** حضرت کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہین جب
عبارت کے مطلب کو نہ سمجھین تو ہم فارغ الذمہ ہین افسوس کہ باایں ہمہ ادعا مناظرہ دانی
مطلب عبارت کو تو خود نہ سمجھین اور الٹا الزام ہمکو دین **قولہ** غور فرمائیے کہ میری وہ
عرض جو سابق مین گذارش ہوئی کہ آپ بدون دلیل اپنے علماء کے دعوی لسانی کو تسلیم
کر لیتے ہین درست ہے کہ نہین **اقول** جسقدر ابحاث ہیئے گذر چکی ہین اونسے بخوبی واضح
ہے - اور اہل نصفت و ذکاوت و دانش وہنی بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ اپنے علماء کے دعوے
لسانی کو بلا دلیل آپ تسلیم فرما لیتے ہین یا ہم ہر ایک بحث مین جسکا دل چاہے دیکھ لیوے
قولہ تسلیم ہی نہین کرتے بلکہ اوسکی مقدمات پر نظر نہ کرکے فخریہ بلکہ بطور دہمکی بمقابلہ
خصم پیش کرتے ہین افسوس وحیف ہے کبھی تو عقل و انصاف سے کام لیا کیجیے **اقول**
یہ حیف و افسوس عقل و انصاف سے کام نہ لینے کی نسبت حضرت مجیب ہی کے عائد حال ہے
کہ آپکو اپنے علماء کے تقلید مین حق و باطل مین تمیز نہ رہی چنانچہ ہر ایک بحث سے واضح ہے
ہم کیا کہین اہل فہم و انصاف خود دیکھ لیوین **قولہ** آپکی خاتم المتکلمین کا یہ فرمانا
واز تصنیفات طبرسی کہ عماد الدین وامین الدین شہرت دارد محسوب و معدود - دعوی زبانی
ہے اور بدون دلیل دعوی قابل اصغا نہین جواب تو درکنار - دعوی بے دلیل قبول
خود نہین - چنانچہ جناب بھی اسی تحریر مین فرماتے ہین (تو دعوی بلا دلیل کیواسطے تو محض
لا نسلم ہے جواب ہی بلکہ لا نسلم کے بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہے،
انتہی بقدر الحاجۃ - پھر تعجب ہے کہ اثبات توثیق کتاب منہاج السالکین مین جو اپنے بڑے فخر و ناز سے

خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بھی پاس نکیا یا یاد نرہا **اقول** ہمارا دعوے
اثبات رضار جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ معاملہ فدک مین
روایات شیعہ سے تھا اور ظاہر ہے کہ وہ موقوف مجاج السالکین کے ثبوت توثیق پر نہین اور
نہ ہمکو اوسکی اثبات توثیق کی حاجت کیونکہ جب وہ روایت دوسری کتب معتمدہ شیعہ مین
وارد ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور جب ہمارا مدعا دوسری کتب سے بھی ثابت ہے اور مجاج السالکین
پر بھی موقوف نہین تو اوس روایت کے وضع کرنیکا اور نام کتاب کے تراشنے کا الزام خود
ہبا منثور ہوگیا کیونکہ بداہت عقل شاہد ہے کہ ہمکو کتاب کا نام بنانے کی ضرورت اوسوقت
ہوتی جبکہ ہمارا اثبات مدعا اوسی پر منحصر و موقوف ہوتا تو ایسی وقت مین احتمال تہا
کہ شاید نام کتاب از خود تراش لیا ہو لیکن جب یہہ احتمال ہی باطل ہوگیا تو ہمکو اوسکی
اثبات کی ضرورت کیا باقی رہے اور اوسکی اثبات کے واسطے اسیقدر کہنا کافی ہے کہ حکیم
سلامت علیخان مرحوم کے پاس تہی اور عماد الدین و امین الدین طبرسی کی تصنیفات
سے ہے اگر بالفرض یہہ ثبوت ضعیف ہو تو ہمارے مدعا کو اس سے کیا ضرر پہونچ سکتا ہے
اسیواسطے ہمنے نقل عبارت خاتم المتکلمین صرف آپکے صاحب طعن الرماح کی ابطال
دعوی کے واسطے کی تہی کہ وہ اس روایت کو حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے وضع و افتراء
فرماتے ہتے نہ ثبوت توثیق مین کر اوسکی ہمکو حاجت کیا اور بطلان دعوی صاحب طعن الرماح
بخوبی واضح ہے۔ پہر جناب کا یہہ فرمانا " تعجب ہے۔ کہ اثبات کتاب مجاج السالکین
مین جو آپنے بڑی فخر و ناز سے خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنی قول کا بہی
پاس نرہا یا یاد نرہا۔ محض حضرت مجیب کے خوبی فہم و انصاف سے ناشی ہے **قولہ**
عجب نہین کہ صواعق و سیف مسلول کو ہماری ہی کتابین سمجہے ہون۔ **اقول**
سبحان اللہ حضرات کے خیالات اور دعوونکی یہہ کیفیت ہے کہ جو کتابین ہماری روزمرہ
استعمال مین ہین اونکی نسبت فرماتے ہین کہ شاید ہماری کتابین سمجہے ہون کوئی

رضا حسین ۲۶/۷ ۱۹۶۰

حضرت سے پوچھے کہ یہہ آپنی کیونکر سمجھا یہہ کوئی اجتہادی مسئلہ تو ہے نہین کہ آپنے اجتہاد سے پیدا کیا ہو ہان اگر آپ محدّث ہونے کے مدعی ہونگے تو البتہ فرشتہ کی زبانی جسکی صورت نظر نہ آئی ہوگی معلوم ہوا ہوگا ۔ مگر یہہ کیا اگر آپ اپنے علمار کی فہرستون کو جو علمار شیعہ کے بیان مین لکھین مین ملاحظہ فرماوینگے تو معلوم ہوگا کہ آپکی علمار کو مصنفین اہلسنت شیعہ مین تمیز نہین ہے اور علمار اہلسنت کو اپنے علمار مین معدود کیا ہے

قال الفاضل المجیب ۔ قولہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۔ اقول جس غرض سے آپنے یہہ مصرع زیب تحریر فرمایا ہے بے شک آپکی ہی حال کے نہایت چسپان ہے ہم بہی صاد کرتے ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** عاقلان خود میدانند ۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ ۔ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو ۔ اقول سبحان اللہ کونسی غلطی آپنے ثابت کی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ۔ جب آدمی عقل و انصاف سے کام نہ لے تو جو منہہ مین آوے کہے مثل مشہور زبان لے اگی نہ کوا نہ کہتے ۔ لیکن اگر شرم وحیا کی نظر سے دیکھین اور عقل و انصاف سے کام لین اور اوسوقت یہہ فرمائین تو البتہ مضائقہ نہین **قولہ** مقام استدلال مین ایک ایسی کتاب کا جو مثل عنقا معلوم الاسم مجہول الجسم ہے اور معلوم الاسم بہی آپکی ہی علمار کے نزدیک ہے حوالہ دینا اور جب خصم انکار کرے تو اوسکی توثیق کے ثبوت مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب ہماری فلان عالم کے پاس تہی اور ہماری فلان کتاب مین اسکا نام درج ہے اور یہہ دن دلیل کسی عالم خصم کیطرف نسبت کرنا اسیکا نام غلطی ہے تعجب ہے کہ حسب مثل مشہور ہندی اولٹا چور کوتوال کو ڈنڈی اپنی غلطی ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو ۔ ع این کار از تو آید مردان چنین کنند ۔ **اقول** حضرت یہہ کتاب عنقا صفت سہی لیکن ہم گذارش کر چکے کہ اسکا مجہول ہونا ہماری

استدلال کو کچھ مضر نہین ہے اور آپکا یہ فرمانا کہ جب خصم انکار کرے تو اوسکی توثیق کے ثبوت
مین یہ کہنا کہ یہ کتاب الخ محض خوش فہمی سامی سے ناشی ہے فی الحقیقت انکا کا جواب
تو یہ ہے کہ یہ ہی روایت ابن میثم بحرانی نے شرح کبیر نہج البلاغت مین نقل کی ہے
پس یہ اس امر کا ابطال ہے جو آپکے صاحب طعن الرماح نے اپنی غلطی سے دعوی
کیا ہے کہ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب خود بدروغ ساختہ باشد - اور وضع وافترا کو علامۂ
دہلوی قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ جب اس کتاب سے استشہاد کتب متقدمین مین
موجود ہے تو یہ کہنا کہ یہ نام علامہ دہلوی رحمۃ اللہ نے وضع کیا ہے غلطی ہے کہ نہین چنانچہ
اسی غلطی کے ثبوت مین ہمنے یہ عبارت نقل کی تہی - اب ہم آپ ہی سے دریافت کرتے
ہین انصاف سے فرمائین جب یہ اس کتاب کا نام صواقع وغیرہ مین مذکور ہے تو صاحب
طعن الرماح کا افترا کو حضرت علامہ دہلوی رح کی طرف نسبت کرنا اور علامہ کنتوری کا اوسکی
تائید مین قرینہ قائم کرنا کہ جب باب سوم مین اسکا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ خود اپنے
ساختہ پرداختہ ہے دونو یعنے علامہ کنتوری کے اور صاحب طعن الرماح کی خطا ہے کہ
نہین افسوس کہ آپنے یا میری گذارش کو سمجہا نہین یا سمجہکر دانستہ اغماض فرمایا کہ اصل
اعتراض کیطرف اشارہ تک نکیا اور بیفائدہ جوش وخروش فرمایا پس ہم بحول اللہ وقوتہ
آپکی ہی غلطی آپکی ذمہ لگاتے ہین اپنی غلطی آپکے ذمہ نہین لگاتی - لیکن آپ ذرا فہم وعقل سے
کام لیجے خصم کی مدعا کو سمجہئے اور ناحق واویلا نفرمائیے - اس سے صاف ثابت ہو کہ ہمنے
جو عرض کیا تہا کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو صحیح تہا
اور ہندی کی مثل جو تحریر فرمائی اوسکا جواب ہم کیا لکہین اہل دانش وانصاف سمجہتے
ہین کہ وہ جناب ہی کے حسب حال ہے اور نیز اوسکا جواب خالی از ہزل وظرافت نہوگا
اسلیے ترک کرتے ہین **قولہ** ہان جیسی غلطیین ہمنے ثابت کی ہین اگر ایسے
اغلاط کا استیفا کیا جاوے تو ضرور ایک کتاب ضخیم تیار ہو چنانچہ آپکی جوابین کسیقدر تحریر مین

اور صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر ہمارے حضرت مجیب کو شوق ہی تو اجوبہ تحفہ لاحظہ فرماوین **اقول** جسقدر غلطیان آپنے بزعم خود تحریر فرمائی ہین منجملہ اُنھین اغلاط کے ہونگی جنمین صفحات و اوراق لکھی گئے ہین - پس اُن کا حال تو ناظرین اوراق اہل فہم وانصاف پر بخوبی واضح ہے اور باقی کو بھی ان ہی پر قیاس کر لینا چاہیئے پس جبکہ ان جوابات کا یہ حال ہی تو اصل اغلاط بھی بجائے خود قائم رہین اور علاوہ اُن کے غلط جوابون کے غلطیان اور مزید بران ہوگئین - پس جسقدر غلطیان جنابنے ثابت کین گویا وہ اپنی غلطیان ثابت کین اور اپنی ہی غلطیون کی بابت کتاب ضخیم تیار ہونا بیان کیا اور یہ ہی ہمنے گذارش کیا تھا **قولہ** ارادہ تھا کہ کم سے کم پچاس ساٹھ ایسی غلطیئین حضرت خاتم المحدثین کے ہدیۃ نذر کرین چنانچہ کسیقدر ذہن مین انتخاب بھی کر لی تھین مگر اس تحریر مین طول ہوگیا اور بیماری نے اور عدیم الفرصتی نے مجبور کر دیا اسلیئے اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول** ہمکو بھی خیال تھا کہ کچھ غلطیان جناب شہید و علامہ کنتوری و شہید ثالث و صدوق وغیرہ کے آخر مین پیش کرینگے اور ہماری حافظہ مین موجود ہین مگر خیال کیا کہ یہ تمام رسالہ حضرات کے اُن خوش فہمیون کی اور اغلاط کی تصویر کھینچ رہا ہی جو اصول مذہب شیعہ کے لیئے بیخ کن ہین تو اب کیا ضرور ہی کہ اور اُن کی خطاؤن کا اظہار کیا جاوی اور اگر اُنکی غلطیان خصم نے تسلیم بھی کر لین تو مذہب کو اس سی کچھ بہت بڑا صدمہ نہین پہنچ سکتا ہی اسلیئے ہمنے اُن ہی ضمنی غلطیون پر اکتفا کر کے قلم کو روک دیا اور پیشتر بھی صرف آپ کی تحریک ہی کی وجہ سے ہمنے گذارش کر دیا تھا اگر آپ اپنی سوال مین اِس قصہ کو نہ چھیڑتے تو شاید ہم بھی کچھ نہ لکھتے اور جسقدر جناب نے غلطیان تحریر فرمائی تھین اُن کی کیفیت بخوبی واضح کر دی گئی کہ وہ ہماری غلطیان نہین تھین بلکہ وہ حضرات کی خوش فہمیان تھین اہل عقل و انصاف بغور و تامل دیکھ لین **قولہ** اگر حضرت نے یہ سلسلہ جاری رکھا

تو پھر کبھی دیکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ ﷻ باقی و صحبتش باقی **اقول** نہ ہم اس سلسلہ کے بادی ہین اور نہ ہمکو اس کے جاری رکھنے سے انکار آپنے یا آپکے شفیق نے یہ قصہ شروع کیا ہے۔ جبتک آپکا اور انکا دل چاہے جاری رکھیئے اور جب دل چاہے ختم کر دیجیئے۔ ہم مامور محض ہین اور ہر طرح حاضر ہین تحریراً تقریراً جس طرح دل چاہے سلجھہ لیجیئے اور فیصلہ کر لیجیئے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ بنابران اسقدر قلیل پر اکتفا کر کے تفصیل کو دوسرے وقت پر منحصر کرتا ہون فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ **اقول**۔ جسقدر قلیل پر آپنے اکتفا فرمائی اسیقدر ہم بھی جواب گذارش کر چکے۔ اگر آپ تفصیل سے لکھینگے تو ہم بھی جواب مفصل کو حاضر ہین والسلام علی من اتبع الہدیٰ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جسقدر آپنے ہماری جواب مین تحریر فرمایا وہ سب ہم آپ ہی پر منقلب کر چکے اور واضح کر چکے کہ یہ محض اوہام باطلہ و خیالات لاطائلہ بھی پس عقل و انصاف سے کام لیجیئے تعصب و نفسانیت کو چھوڑ دیئے۔ اور ابطال حق پر نہ آمادہ ہو جیئے۔ و صراط مستقیم اختیار فرمائیے۔ وما علینا الا البلاغ والحمد للہ اولاً و آخراً دائماً سرمداً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اشیاعہ و احبابہا جمعین۔

اسکے بعد ہماری فاضل مجیب نے دو تحریرین جو بعنوان جواب مولوی پیر محمد خان صاحب سہارنپوری ہین ملحق کی ہین۔ پہلی تحریر مین بجز شکوہ و شکایت و طعن و تشنیع کے کسی بحث سے تعرض نہین فرمایا بلکہ لکھا کہ غیبت و تقیہ کی بحث بے محل چھڑ گئے اُس کے جواب کی چندان حاجت نہین۔ اور دوسری تحریر مین حدیث بخاری سی جو متضمن تاخیر بیعت تا شش ماہ ہے اور قصہ احراق سے تعرض کیا جس کا مفصل جواب اس تحریر کے مواضع متعددہ مین موجود ہی اسکے تکرار و اعادہ کی حاجت نہین۔ اور علاوہ اِس کے جیسا کہ حضرات شیعہ کی خدا و رسولؐ پر افترا و بہتان باندھنے کی عادت ہی اُسی عادت قدیمہ کے

موافق کذبا و افترا بحوالہ معالم التنزیل تفسیر سورہ نیمین ایک نبی پر انبیاء سے بت پرستی کا
بہتان باندہا ہل ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح۔ اول تو یہہ ہی مسلم نہین کہ ترویج دین کے
نیت سے بت پرستی کرنا جائز ہے آپ فریقین مین کسیکی نزدیک ثابت فرمادین کہ اس
غرض سے کفار کی عبادت خانو مین جانا اور اونکی عبادتو مین شریک ہونا جائز ہو دوسرے
یاد آتا ہے کتب مجمع البیان مین ہے کہ انبیاء کو تو تقیہ تک ہی جائز نہین۔ علاوہ ازین
تفسیر معالم التنزیل مین ہرگز کسی نبی کے نسبت یہہ نہین لکھا ہے تفسیر معالم التنزیل
کتاب نادر الوجود نہین ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے جسکا دل چاہے حضرت مجیب کا
انکی اکابر کے افترا کا جن سے فاضل مجیب نے نقل فرمایا ہے تماشا
دیکھہ لیوے۔

اب ہم اوسکا جواب گذارش کرتے ہین جو مولوی پیر محمد خانصاحب کے پہلی تحریر کے
ضمن مین ہمکو خطاب کر کے فرمایا ہے۔

قولہ حضرت مجیب مخاطب کی خدمت اقدس مین بصد ادب گذارش ہے کہ آپنے اصلی سوال کا
جواب عطا نفرمایا اور زائد گفتگو فرما کر بحث مین طول دیا۔ میرے کسی قول کا جواب ندیا
شرائط کی دلائل جو آپنے دریافت فرمائی بجا کیا۔ مگر مین نے سوال مین عرض کیا تھا
کہ اپنے اصول خلافت جو کچھ مین مدلل لکھین اسکا جواب کچھہ ہی تحریر نہوا یعنی گذارش کیا تھا
کہ اہلسنت خلافت خلفاء ثلاثہ اپنے اصول موضوعہ سے ہی ثابت نہین کر سکتے غور فرمایئے کہ یہہ
کسقدر بڑا دعوی ہے مگر آپنے کچھہ ہی جواب ندیا۔ **اقول** چونکہ وہ محل آپکے اصلی
سوال کے جواب کا نہ تھا اسلیے ہمنے تفصیلاً عرض نہین کیا تھا اور مجملاً وہ ہی موجود
تھا۔ کاش آپ تامل کے نظر سے ملاخطہ فرماتی۔ اور زائد گفتگو کی بنا خود جناب کے
زائد گفتگو ہوئی ہتی اپنے علاوہ سوال کے جب زائد امور کو چھیڑا تو اوسپر بندہ نے
ہی مختصراً عرض کیا اگر آپ زائد گفتگو نہ فرماتی تو بندہ ہی عرض نہ کرتا۔ اور اپکا فرمانا

کہ میری کسی قول کا جواب نہ دیا انصاف سامی سے بعید معلوم ہوتا ہے اسکی جواب مین
بجز اسکی کہ ہم بھی جھوٹ بولین اور کہین کہ آپنے صحیح فرمایا اور کوئی ہم جواب نہین دیسکتے
جس سے آپ خوش ہوجائین۔ ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہ اس تحریر مین
بخوبی مفصلاً تحقیقاً و الزاماً عرض کردیا گیا ہے انصاف کی نظر سے ملاحظہ ہو۔ **قولہ**
اب یہہ عرض ہے کہ اگر آپکو اس بحث مین طول دینا منظور ہے تو بسم اللہ ہم بھی حاضر ہین
مگر شرط یہہ ہے کہ جسطرح ہمنے آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اسیطرح آپ بہی ہمارے
ہر قول کا جواب تحریر فرماوین اور جو کچھہ لکہین مدلل ہو اور اگر طوالت منظور نہین تو صرف
میرے سوال سابق کا جواب مفصل عطا ہو **اقول** اگرچہ ہمکو تطویل مدنظر نہ تہی لیکن فرمایش
سامی کے موافق آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اور جو کچھہ عرض کیا ہے مدلل عرض کیا ہی
چنانچہ جناب پر انشاء اللہ تعالے بعد معائنہ واضح ہو جائیگا **قولہ** ہمنے شرائط ثلثہ
آپکی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کردین اگر یہہ مقبول ہون تو فرمایئی کہ ان شرائط سی مشروط
کون خلیفہ ہے اور اگر مقبول نہین تو انکو بدلائل رد فرمائی اور زایدہ باتونکو نہ چہیڑیئی ہم
بحث کو نہایت ہی مختصر کرتے ہین **اقول** یہہ شرائط ثلثہ کا ثبوت صرف بزعم سامی
ہی ہے وبس اور فی الحقیقت اونکا کچھہ ثبوت نہین چنانچہ جو دلائل جنابنے ثبوت شرائط ثلثہ مین تحریر
فرمائی تہی اونکو ہم بدلائل رد فرما چکی آپکو اختیار ہی چاہی بحث کو مختصر فرماوین یا طول
دین نہ ہمکو آپکی تطویل کا کچھہ خوف ہے اور نہ اختصار کے خواہش چنانچہ جناب کو اس تحریر سے واضح
ہو جائیگا۔ **قولہ** اگر آپکو اس تحریر کا جواب لکہنا منظور نہ ہو تو ہمکو کچھہ شکایت نہین۔
اقول اگر آپ ناخوش نہون اور میری تعلی و تکبر پر محمول نفرماوین تو مین واقعی بلا تفنن
عرض کرتا ہون کہ آپکی یہہ تحریر ہرگز قابل جواب و التفات نہ تہی اور میرا ہرگز دل نہ چاہتا تہا کہ اسکی جواب مین
قلم اوٹہاون اور اپنا تضیع اوقات گرامی کردن اسیواسطی ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ تک اسکی تحریر مین تعلل کرتا رہا آخر جب جانتے
نہ ملی اور میرا کوئی عذر قبول نہوا تو بکم ستہ و سط ذیقعدہ ۱۳۰۳ سے بالتزام جواب لکہنا شروع کیا۔ ذیقعدہ ہی مین کچہ اجزا

متفرق طور پر تحریر کر چکا تھا مگر وسط ذیقعد سے لازم و متحتم کر کے آج کہ چہار دہم جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۴ھ ہے
بحول اللہ و قوتہ اسکو ختم کر دیا آئندہ بھی مجکو ترک و تحریر مین کچھ دخل نہین ہے اگر
آپنے اِسکے جواب پر قلم اُٹھایا اور مجکو اُس کی تردید کا ایما ہوا بشرط زندگی انشاء اللہ تعالی
مین قطعاً اُس کا جواب لکھون گا ورنہ مین عرض کر ہی چکا ہون کہ ایسے خرافات و مہملات کے
جواب مین قلم اُٹھانے کو مین سراسر تضیعِ اوقات تصور کرتا ہون **قولہ** صرف آپ
خلافت خلفاء ثلثہ اپنی ہی اصول سے بدون اختلاف ثابت فرما دیجے **اقول**
بحول اللہ و قوتہ ہم خلافت خلفاء ثلثہ کو آپکے ہی اصول پر ثابت کر چکے ہین آپ اُس کو
عقل و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین اور آپکو معلوم ہی کہ ہمارے نزدیک مسئلہ امامت
فروع مین سے ہی پھر ہم سے یہ کہنا کہ خلافت بلا اختلاف ثابت فرما دیجے خلاف عقل
ہے کیونکہ غایت مافی الباب وقوع اختلاف اگر ہوگا تو موجب عدم قطع کو ہوگا اور یہ
خود فروع مین ضرور نہین بلکہ فروع کے ثبوت مین صرف ظن کافی ہے - باایہمہ ہمنے
بلا اختلاف خلفاء ثلثہ کے خلافت کو آپکی اصول پر ثابت کر دیا ہی اور واضح رہی کہ اختلاف
منفی سے وہ اختلاف مراد ہی جو ناشی عن دلیل ہو ورنہ سفسطیات کا انتفا تو نبوت بلکہ
الٰہیات مین بھی ممکن نہین **قولہ** غور فرمایئے کہ ہم کہانتک وسعت دیتے ہین یہی اس
صورت مین ہی کہ آپکو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی **اقول** اگر جناب کو وسعت ہی
پسند خاطر ہی تو لیجئے ہم بھی وسعت دیتے ہین کہ آپ زاید باتونکو ترک فرمایئے اور صرف
امامت کا اصول میں سے ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت فرمایئے یا امام کے لئے صرف عصمت
ہی ثابت کر دیجے شرائط ثلثہ تو آپ کیا ثابت فرمائین گے - اور اگر آپ تحریر کے
تطویل سے گھبراتے ہون اور بیماری و عدیم الفرصتی سے مجبور ہون تو ہم آپکو ایک عمدہ تدبیر
بتلاتے ہین کہ آپ ہمکو تحریر فرماوین ہم حاضر خدمت ہونگے اور بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا
اور یہ بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ تعالی ہم آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ دین گے اور یہ

اس صورت مین ہر کہ آپکو یا آپکے شفیق کو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی ہمکو کوئی شکایت نہین ہمنے یہ صرف اسی لیئے عرض کیا ہی کہ آپکی تحریر سے مترشح ہوتا ہی کہ اہلِ سنت کی مذہب سے آپکے دماغ مین یہ سمایا ہوا ہی کہ میری تحریر و تقریر کے مقابلہ مین مخالفین مین سے کسی کو مجال دم زدن نہین پس اگر فی الواقع آپکو یہ خیال ہوا ور اہلِ سنت کی نسبت آپ خیال کرتے ہون کہ وہ اپنی اصول کو ثابت نہین کر سکتے تو آپ دیکھہ لیجئے ورنہ آپکو اختیار ہی

قولہ آخر مین بصد نیاز یہ ہی گذارش ہر کہ اگر اس تحریر مین غلطی و سہو ہوا ہو تو بنظر اصلاح ملاحظہ فرما دین کیونکہ مجھہ جیسا جاہل و نادان ہرگز اس لایق نہین کہ اس بحث مین جو علماء اعلام کا کام ہی کچھ لکھے محض اپنے شفیق دلی کی خاطر سے کچھ لکھا گیا

اقول یہ جو کچھ تحریر ہوا محض تواضع و ہضم نفس پر مبنی ہی ورنہ اپنی تحریر بمقابلہ خصم ہرگز کوئی شخص اصلاح کے لئے نہین پیش کرتا ۔ اصلاح کے لیئے اپنی اساتذہ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہی پھر جو کچھ ہمارا منصب تھا اُس کے موافق ہمنے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھہ نظر سرسری مین باتین قابلِ اصلاح آئین بصد ادب عرض کردی ۔ ۔

قولہ یہ بھی عرض ہر کہ اگر کوئی کلمہ ناگوار طبع مبارک لکھا گیا ہو تو عنداللہ معاف فرما دین میری غرض آپکو یا کسی کو رنج پہنچانے کی ہرگز نہین ہی خداوند تعالی علیم ہے مگر آپ جانتے ہین کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہین جو ناگوار طبع مخاطب ہون ۔ والسلام خیر ختام ۔ سراپا عیب و شین فرزند حسین عفی عنہ ۔ ۲۷ محرم الحرام ۔ مطابق ۲ نومبر ۱۸۸۵ عیسوی

اقول یہ جو کچھہ تحریر فرمایا محض عنایات و الطاف اور کرم و اخلاق سامی ہی ہرچند بندہ نے بھی التزام کیا تھا کہ کوئی کلمہ ثقیل جو ناگوار طبع سامی ہو حتی الوسع تحریر نکرون گا تاہم اگر زلت قلم سے کوئی کلمہ جو ناگوار طبع سامی لکھا گیا ہو تو للہ معاف فرما دین کہ میرا قصد بھی ہرگز رنج رسانی کا نہین ہے خداوند تعالی مجکو اور آپکو معاف فرماوے

اور توفیق خیر کی عطا کرے - واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اجمعین

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ کثیر الخطایا والعصیان

کثیر الذنوب والاٰثام **خلیل احمد**

وفقہ اللہ للتزود لغد عند اقامتہ

فی بھاولپور صانہ

اللہ عن الفتن

والشرور

رابع عشر شہر جمادی الاولیٰ سنہ الف وثلثمایۃ واربع من ھجرۃ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

انتباہ

اثناء تحریر رسالہ ہذا مین حضرت مجیب مجالطب کا رسالہ مسمے حسن المقال جو بجواب افحام مولفہ مکرمی پیرجی **عنایت احمد** صاحب سلمہ قدوسی گنگوہی کے تالیف ہوا ہے بعض احباب کے ذریعہ سے میرے پاس پہونچا اوسکی دیکھنے سے حضرت مجیب کا پایہ علم وفضل اور مرتبہ انصاف اوربھی بخوبی معلوم ہوگیا - چونکہ مسائل خلافیہ کی اکثر بحثین لکھی جاچکی ہین اور ایک بڑے مسئلہ کی بحث کے ضمن مین بہت سے چھوٹے اور بڑے مسائل مین گفتگو آجاتی ہے اور یہہ رسالہ ہدایات الرشید بہت سے مسائل خلافیہ کے بحثون کو شامل ہے جو بتفصیل اوسمین لکھے گئے ہین - لہذا حسن المقال کے اکثر اور بڑی بڑے بحثونکی جوابات تو اس رسالہ ہدایات الرشید مین آگئی ہین - لیکن حسن المقال کے وہ بعض بحثین جنکا کوئی قریب تعلق اس

رسالہ کے بحثون کے ساتھہ نہ تہا اونکا جواب اس رسالہ مین نہ تہا - ارادہ یہہ تہا
کو خاتمہ رسالہ پر حسن المقال کے اون بحثونکا جنکا رسالہ ہدایات مین جواب نہین لکھا
گیا ہے بطور ضمیمہ جواب لکھونگا اسیواسطے اثنار ابحاث رسالہ ہذا مین اونکی تردید
کیطرف ایما اور اونکی ضمنی ذکر کا بہی اتفاق نہین ہوا - بعد ختم رسالہ ہدایات معلوم ہوا
کہ جامع بین المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام اللہ جناب مولانا
مولوی مشتاق احمد صاحب دام اللہ فیوضہم ساکن قصبہ انبہٹہ ضلع
سہارنپور نزیل لدہیانہ جو میرے بڑے مہربان ومخلص ہین اوسکا جواب جو غالبا مسمی
بتحصیل المنال باصلاح حسن المقال ہے تحریر فرمارہے ہین - لہذا اس خیال سے
کہ تحصیل المنال حسن المقال کے جواب مین کافی اور اوسکی تردید سے مغنی ہوگا - اور نیز
بجائے خود یہہ رسالہ ہدایات بہی کسیقدر طویل ہوگیا تہا بندہ نے اپنا ارادہ اوسکی
تردید کی بابت جو بطور ضمیمہ تحریر کرنے کا تہا ملتوی کردیا - ہان حضرت مجیب نے
حسن المقال کے خاتمہ پر جو عبرتین لکھکر اپنی کمال تقدس اور تدین پر شہادت
دی ہے اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ دل چاہتا تہا کہ ہم بہی چند عبرت انگیز
واقعات جو اولین وآخرین ان حضرات کو پیش آئے مفصل طور پر ہدیہ ناظرین کرین
چنانچہ ابہی مولانا مولوی سید زین العابدین مظلوم کے قتل اور شہید ہونے کے
بعد جو واہیہ بعض اعیان ملتان کے یہان پیش آیا تقریبا اوسیکا نمونہ ہے جیسا بعض
ائمہ رضوان اللہ علیہم کے اعدا کو پیش آچکا ہے - لیکن اہل دین ودیانت کے
نزدیک واقعات عبرت انگیز عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہین نہ شماتت
کے لیے اسلیے ہمنے اسکو شعبہ نفسانیت سمجھکر محض خداوند تعالے کے خوف سے
ترک کردیا اور اسپر قلم نہین اوٹہایا - سبحانک وبحمدک اشہد ان لا الہ الا
انت استغفرک واتوب الیک اللہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت

وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی ایات فیض انتساب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آموزگار تلقین و تعلیم مرشد صراط مستقیم پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت گرم رفتار منازل ملت و دین قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت بیان جرعہ نوش وحدت الوجود و التجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑان شریف دامت برکاتہٗ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ شیعہ رافضیہ مین تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت وجماعت کے ہے مین بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہون کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

العبد

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہٗ بقلم خود

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر بصنعتیکہ از ہر فقرہ اش سنہ ۱۳۰۶ ہجری معلی
ہویدا میشود چکیدہ قلم یاقوت رقم ناظم رنگین خیال نادرِ عدیم المثال
سیّاح بحر نکتہ دانی سیّاح اقلیم بیان و معانی اُسوۃ الکاتبین مولوی
عزیز الدین صاحب خوشنویس حضور سرکار ابد قرار والی ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہ

۱۳۰۶

هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَنِیُّ الْمَاجِدُ

حبذا کہ این کتاب کمال ❊ بافضل قادر بیہمال ❊ وبعنایت عامہ سید الانام و صاحب الحسام والقلم ❊ وبعزت چہار یار و آل امجاد اہل جود و کرم ❊ چہ کتابیکہ ہر حرفش مودب ❊ و چہ کلامیکہ معانی او مفصل و مہذب ❊ پُر از مدح و خوبی چہار یار ❊ در توصیف آل مبارک واطہار ❊ از ہر نقطہ او مُہر بر دل شیعیان ❊ یا ہر الف او تیر در دل حاسدان ❊ بجہت امامیہ تیر عقیدہ ❊ و خوارج از زجر رنجیدہ ❊ پی رافضیان ناوک حزین ❊ بلکہ تفنگ ورد از بہر ہر بیدین ❊ منشور شہادت ❊ یا توقیع رحمانیت ❊ زیب دہ مجلس عالمان ذوی العقول ❊ و تیرگی افزای دل کافہ حاسدان نامعقول ❊ باطل ساز یکسر مذہب ناحق ❊ الحق مشاہدہ قدرت حق ❊ تیر ادب بجگر دشمنان بی ادب ❊ در سینہ بدمنش حسام تعب ❊ در ان رد اہل التشیع ❊ بدارج خوب و بی تشنیع ❊ جابجا عبارتش فصیح بوجہ احسن ❊ و بخصم مجیب زہی جواب دندان شکن ❊ داغ دل اہل نفاق ❊ گلزار معانی اہل مذاق ❊ کلید خیالات عقل ❊

مبسوط از ثقات نقل ✤ روایات او مستند از کتب امامیہ ✤ پیرا زیب دہ انجمن مقلدان مذہب حنفیہ ✤ جہان آرا نسخہ رنگین ✤ نکتۂ نادر و شیرین ✤ منشور سخن ✤ رفع بدظن ✤ سبحان اللہ چہ کلامیست بے بدل کہ از دید و شنید بعید ✤ و نام نامی آن کلام ہدایات الرشید ✤ از تالیف منیف عالم صحیفہ ربانی ✤ امام ائمہ دحافظ کلام یزدانی ✤ رکن وحامی دین خدا و رسول ✤ راست گو عالم معقول و المنقول ✤ وحید الدہر شریعت پناہ ✤ مستند و طریقت آگاہ ✤ قاری باادب وحاجی حرمین شریفین ✤ مقبول و معزز بخالق دارین ✤ سلالہ فقہای مبارک خصال ✤ وسید المحدثین بے مثال ✤ جناب قدس مآب مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب ✤ عالم اہل دین وام بالفیوض والمواہب ✤ حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب قدسی نژاد والاتہاد ✤ قدوہ دودمان نبی و زبدہ خاندان علی سید صاحب داد ✤ منہل خاندان سیادت ✤ ثمرہ دودمان نجابت ✤ منبع فیض ندیم سلطان ✤ افضل الناس سبب امن وامان ✤ اخلاص کیش ومحسن من ✤ مراد جہان فیض دہ زمن ✤ زہی فرمان بر چار یار رسول ✤ وخہی آن مطیع آل رسول مقبول ✤ سید غلام مرتضی شاہ صاحب لی ریب وشک مظہر جود ✤ شکر اویکی از لک بہیچ وجہ نتوانم نمود ✤ زیادہ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا ✤ واز قصور وریب المنون نگہدارد وی را ✤ بمطبع قدوسی طراز طبع گرفتہ ✤ وز سعی نجید عبد القدوس رونق یافتہ ✤ حلیہ اتمام پوشیدہ پسند دل دانا گردید ✤ در دیدۂ احباب لقبین سرمۂ نور کشید ✤ التماس بجناب والا طبعان ستودہ آئین ✤ بصد عجز وبہزار نیاز از نیازمند عقیدت گزین ✤ واحقر العباد نبیاد آگہین عزیز الدین عفی عنہ میرود ✤ کہ باینچنین سیاق طرز کلام بے محاورہ میشود ✤ اگر بنگہی خطای دیسی فہم نمایند ✤ از راہ والا منشی وآگہ دسے معاف فرمایند ✤

عنہ اتقرعبدین ل

ولہ قطعۂ تاریخ کہ از ہر چار مصرعش چہار سنہ جدا جدا پیدا میشود

بفضل اللہ کاین نسخہ کام جان
عیسوی ۱۸۸۹
ز ہر چار مصرع سنش بین جدا
فصلی ۱۲۹۶

شدہ تم بالخیر بی طعن ریب
بکرمی ۱۹۴۵
زہی طبع شد نسخہ بی نیل عیب
ہجری ۱۳۰۶

ولہ قطعۂ تاریخ بصنعت زُبُر و بیّنات

حضرت مولوی خلیل احمد
ہر چہ گفت او بمذہب اسلام
گشت زو چاک سینۂ حاسد
سال تاریخ او چو می جستم
ای عزیزا ز بیّنات و زُبُر

کرد تصنیف این رسالۂ نو
برخلاف عدو ز کتب عدو
کہ نگیرد ز ہیچ رشتہ رفو
آمد از غیب این ندای نکو
بجواب کتاب شیعہ گو

جدول زبر و بینات مادۂ تاریخ یعنی بجواب کتاب شیعہ

نام حرف	زبر	بینات	اعداد
با	ب	ا	۳
جیم	ج	یم	۵۳
واو	و	او	۱۳
الف	ا	لف	۱۱۱
با	ب	ا	۳
کاف	ک	اف	۱۰۱
تا	ت	ا	۴۰۱
الف	ا	لف	۱۱۱
با	ب	ا	۳
شین	ش	ین	۳۶۰
یا	ی	ا	۱۱
عین	ع	ین	۱۳۰
ہ	ہ	ا	۶
سنہ ہجری			۱۳۰۶

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک گوہر سلک مولوی فیروز الدین صاحب خلف الرشید مولانا مولوی غلام علی صاحب مغفور تلمیذ و خواہرزادہ مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس مرحوم ساکن گوجرانوالہ حال ملازم سرکار فیضمدار روالے بہاولپور دام اقبالہ

حضرت مولانا خلیل احمد
حاوی معقول و محدث فقیہ
صاف کن باطن اہل حسد

فاضل و ہم حافظ و عالم ادیب
جامع منقول و مفسر لبیب
خوردہ دیدہ صاحب نصیب
داد باہاتف غیب این ندا

حامی دین حاجی بیت الحرم
از پی تردید دلیل مجیب
فکر چو فیروز نمودہ بسی
سرمہ پی دیدۂ فاضل حبیب

ماحی شرک ست خدارا حبیب
کردہ چہ تصنیف کتاب عجیب
از پی تاریخ بطرز غریب

ایضاً اردو

بستاد زمان خلیل احمد	تصنیف جنکی کتاب نادر	سال اوسکا سروش نے بتایا	لکھہ خوب چھپی کتاب نادر

(١٣٠٦)

تقریظ للحبر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدهر عمدة السالکین اقوم المسالک المولوی عبد المالک خلف الرشید لمولنا المولوی محمد عالم رضا ساکن قریہ تھوری قریة من قری گجرات فنجاب مدرس مدرسة العلوم بها ولفور صانها الله تعالی عن الشرور والفتور

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا ند له ولا ضد له انعم علینا بکتابه المبین المجید المبشر بالوعد والمنذر بالوعید وارسل خلیله الا وجیه الحمد المحمود ذا الحمید بالبراهین القاطعة والحجج الساطعة هدی لکل شقی و سعید وبعد ففی هذا الزمان قد شاعت اقوال بعض اهل البطلان من اهل التشیع بالتشنیع علینا واجلبوا بخیلهم ورجلهم علینا لو قد عوا الاصحاب تدعا وانذعوا عن الحق لدعا وما کلامهم هذا ولسانهم هذرا حتی ذاع طعنهم فی الغبار وشاع طعنهم الی الغور فامر من امره حکم وطاعته غنم للامام الهمام والعالم الطمطام والفاضل القمقام جامع العلوم النقلیة وحاوی الفنون العقلیة مولنا المحدث الفقیه الادیب وحضرتنا الحافظ الحاج الاریب المولوی خلیل احمد المکنی بابی ابراهیم لا زالت شموس فیوضه بازغة بفضل الله الرحمن الرحیم بتحریر جوابهم وازالة شکهم وارتیابهم حتی قام فی امتثال امره کالهزبر بالعزم الرئیس مع ان اوقاته الشریفة کانت مشتغلة بالتدریس فادحض حججهم باقوالهم ورد براهینهم بما لهم هذا لعمری کتاب ما صنف مثله احد فقد اصلح به ما فسد ففیه تذکرة لمن یخشی فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا وقد هتف الهاتف بحسن الخطاب وقال لحضرته اصبت خیرا مورخا لاختتام الکتاب الذی شفی بها المغلولین عن الغلة واشتفی قلب الحساد المعتل به من العلة ووجدت تاریخ الانطباع هدایات الرشید من کتاب

تاریخ	الله المبین المجید لا زالت تحمینا بایداته کتب احکمت ایته (١٣٠٦)	منظوم

کتاب کریم برد الروافض	کسیف قضیب هو یبیح الفتن	کتاب مجید هدی للانام	مفید بشیر لاهل الفطن
لعلامة الفاضل السمیدع	خلیل النبی فرید الزمن	فصیح بلیغ اریب ادیب	شریف باخلاق فرد و الملن
هو الحافظ الحاج المکی اللوذعی	کشمس الضحی فی سماء المطن	وقد رد اقوال الخصم جمیعا	بنبوع عجیب و وجه احسن

بر سر کذب و حجت شیعہ + قلم سنی ست گرز گران + گوئیا ساختہ بمین خلیل + بہر مردود ایں جز از ذبان + صولت یک شجاع سنی کرد + قتل افواج رفض بے پایان +
سال اتمام بے سر آمد است + فوج ایران شیعہ شد ویران +
١٣ ـ ه ٦

قد احتج فیہ بنص صریح	فمن یرتغب عن نصوص کمن	یدع الرشاد ویدعو الضلال	ویسعی لجہل ویلفی الغبن
باظہار حق معانی الکتاب	کأن بہا دون ربا علی الفنن	ویا طالب الحق انظر الیہ	دع الجہل ثم الونی والوہن
سیشفیک من کل داء الشکوک	کاکل لعقاقیر یشفی البدن	وینہاک عن کل فحش ومنکر	ویہدیک حقا ونقیضہ عجن

ایضاً — تاریخہ قال عبد الملک کتاب الخلیل مجید واحسن ۱۳۰۷ — فارسی

جناب مولوی صاحب مکرم	ادیب و فاضل و مقبول و زاہد	خلیل احمد کہ او را نیست ثانی	باخلاق و باوصاف و محامد
مرتب کرد در رد روافض	کتابی را بہ برہان و شواہد	حروفش جملہ در سلک سطورش	درخشان است چون سہل و فرائد
چو تحریرش بعالم گشت رائج	متاع خصم او گردید کاسد	مخالف ہر چہ بر بالست الزام	نمودہ بر مخالف جملہ عاید
	پی تاریخ طبعش گفت مالک	ہدایات الرشید از بہر عاند ۱۳۰۷	

قطعہ تاریخ از طبع وقاد و ذہن نقاد عالم اکمل و فاضل عدیم البدل سیادت و نجابت پناہ جناب سید محمد زمان شاہ صاحب قصوری خیر پوری متخلص بہ نیاز تلمیذ حضرت مصنف

جناب مولوی صاحب معظم	تشفیق و مہربان سنیان ہے	غنیمت ہے وجود انکا جہان مین	وجود انکا جہان مین مثل جان ہے
وحید العصر ہین علم و شرف مین	فضیلت مین نظیر انکا کہان ہے	ہدایات الرشید ان کا رسالہ	بہت عمدہ دلائل کا بیان ہے
جواب اسمین عجب دندان شکن ہین	کہ شیعہ طعن ہی کو تہ زبان ہے	برائے دوستان ہے مثل گل کی	بشکل خار بہر دشمنان ہے
جزاہ اللہ فی الدارین خیرا	کہ ممنون آپکا سارا جہان ہے	نیازی نے لکھا ہجت کی رو سے	کلام دلپذیر عاقلان ہے

تقریظ منظوم کتاب مستطاب منجانب مجیت اسلوب حافظ محمد عبد القدوس قدسی غفر اللہ لہ و لوالدیہ و احسن الیہما والیہ ۔ مالک مطبع قدوسی ۔ و اخبار صحیفہ قدسی دہلی

زبان خامہ وقف حمد حق ہے	مگر ہیبت سے اسکا سینہ شق ہے	مداد نیز مین گو ہے روانی	ہوئی جاتی ہی تو بھی پانی پانی
کنوؤن کی اسکے ڈرسی چشم تر ہے	چمن مین کانپتی شاخ شجر ہے	بہی جاتے ہین دریا ہوکے پانی	سمندر بھول بیٹھا ہی روانی
اسے یکسان ہی قربت ہو کہ دوری	برابر ہی اسی فصل و حضوری	اسی کی ڈرسی کاہیدہ ہوا کاہ	ہوا چلتی ہی تو نکلے اللہ اللہ
وہ دیکھو دھوپ پرچھائی ہی زردی	بگولے کررہے ہین کوچہ گردی	چیخ کر بھاڑ مین کہتا ہے دانہ	الٰہی مجکو دوزخ سے بچانا
سمٹ کر تل بنا رخسار کا خال	رخ گلگون مین آخر آگیا بال	نفس بھی دمبدم زیر و زبر ہے	کمر باندھے ہوئے ہر دم کمر ہے
اسکے حکم مین چلتے ہین تارے	حباب اسکی سمجھتے ہین اشارے	زمین و آسمان سب اسکی منقاد	ملک جن و بشر حور و پری زاد
طبیعت ہی جو اس مضمون کی حامی	مجھے یاد آگئے دو شعر جامی	زبام آسمان تا مرکز خاک	اگر صد رہ بپیاید وہم ادراک
فرو د آیند یا بالا شتابند	زحکمش ذرہ بیرون نیابند	سحاب رزق اسکا سب پہ برسا	نہ ترسا تک کبھی روٹی کو ترسا
جحیم و خلد اسکے ہات مین ہے	سکت اللہ ہی کی ذات مین ہے	خدا کی کبریائی کی نہین تھا	وہی ہوگا وہی ہی اور وہی تھا
ادا قدسی نے کی کچھ حمد باری	تو اب نعت نبی کی آئی باری	ہوا ہی نعت کا یہ کس کے آہنگ	کہ ہی طرز بیان کا اور ہی رنگ
طبیعت خود بخود ہی کسکی جو ہان	سمند فکر کیون ہوتا ہی پویان	مگر ذکر شہ ختم رسل ہے	شروع نعت ہادی سبل ہے
محمد ابن عبد اللہ کیسا ہین	رسول اللہ و ختم الانبیا ہین	وہ ہین اقلیم معنی کے شہنشاہ	صراط مستقیم ان کی گزرگاہ

قطعہ تاریخ ۔ از جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب فقیر سلمہ اللہ الکبیر
چون ز اقلیم دین این تالیف + گرد بردار حرب شیعہ نزول + از سمی خلیل چون نہ بود +
عسکری خاستہ تیغ و سنان + برنیامد زکس بجز افغان + اینکہ مطرود رفض شد ز جہان +